الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب
بیان القرآن
فی المطبع المجتبائی الواقع فی بلدة دهلی

التیسیر للشیخ سیدنا ابی عمرو عثمان بن سعید الدانی النحوی المقری علم اجزا سبعہ قراۃ میں بے نظیر کتاب عربی زبان میں ہے۔ پانچویں صدی میں تصنیف ہوئی مجتبائی۔

تنشیط الطبع فی اجراء السبع مجتبائی مؤلفہ مولوی قاری محمد اشرف علی صاحب تھانوی۔

تفسیر اتقان بجلال الدین سیوطی و بر حاشیہ اعجاز القرآن مصری۔

تفسیر ابن عباس رض و بر حاشیہ اسباب النزول ناسخ و منسوخ۔ مصری۔

تفسیر سہل تستری المتوفے ۲۸۳ھ مصری

تفسیر ابن جریر طبری مصری۔

تفسیر بیضاوی۔ مصری و بہامشہ حاشیۃ العلامۃ ابی الفضل القرشی الصدیقی الخطیب المشہور بکازرونی

تفسیر جلالین و بر حاشیہ اسباب النزول لباب و غیرہ مصری۔

تفسیر در منثور للسیوطی و بر حاشیہ تفسیر ابن عباس مصری۔

تفسیر کبیر امام رازی و بر حاشیہ تفسیر ابی السعود

تفسیر کشاف مع حاشیہ سید جرجانی وغیرہ مصری

تفسیر محی الدین ابن عربی (مصری)

تفسیر میر غنی المسمی بتاج التفاسیر مصری

تفسیر خازن و بر حاشیہ تفسیر مدارک مصری

تفسیر جلالین مع کمالین محشی بحواشی جدیدہ و مفیدہ مجتبائی۔ تفسیر اس مطبع میں جو پہلے چھپی تھی بہت جلد فروخت ہو گئی اب مکرر باضافہ حواشی جدیدہ و مفیدہ نہایت خوشخط پاکیزہ اور عمدہ کاغذ پر طبع کی ہے امید ہے کہ حضرات معلم اور متعلم اسے پہلے سے بھی زائد وقعت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ کاغذ عمدہ

تفسیر بیضاوی تا سورہ بقر یعنی ۱۰ اقسام و بر محشی بحواشی مفیدہ از شہاب خفاجی و ملا

حسام و عبد الحکیم سیالکوٹی مجتبائی جلد اول

ایضاً جلد دوم بصفحات مسطورہ بالا سورہ کہف کے ختم تک مجتبائی۔

ایضاً جلد سوم تا ختم زیر طبع

تفسیر احمدی محشی بحواشی جدیدہ مطبوعہ بمبئی مجلد۔

سبق الغایات فی نسق الآیات۔ عربی مجتبائی از مولوی اشرف علی صاحب۔

صاوی علی تفسیر الجلالین بر حاشیہ جلالین کامل مصری۔

تفسیر اتقان حصہ اول خاتم المفسرین مولانا جلال الدین سیوطی رح کی نہایت مستند و مقبول عام تصنیف اتقان فی علوم القرآن کا اردو ترجمہ جسمیں قرآن مجید کے علوم اور ہر علم کے انواع و اقسام از قبیل عام و خاص مجمل و مبین محکم متشابہ ظاہر و نص کیفیت نزول۔ و اسباب نزول۔ وقت نزول۔ جائے نزول اعجاز طریق استنباط مسائل وغیرہ امور کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے تقطیع ۲۰×۲۶ چو صفحہ کاغذ ولایتی۔

تفسیر بیان القرآن۔ رئیس المفسرین مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی کو مصنفات تفسیر ہذا ہی کی شہرت سے اندازہ اس تفسیر کی خوبی کا ہو سکتا ہو مگر یہ بتلا دینا ضرور ہے کہ تفسیر بارہ جلدوں میں ختم ہے انمیں سے آٹھ جلدیں تیار ہو گئی ہیں باقی جلدیں مسلسل زیر طبع ہیں اور اس تفسیر کا اجمالی طرز یہ ہے ترجمہ قرآن مجید کا بر عایت تحت لفظی کیا گیا ہے۔ اگر کہیں ترجمہ کی توضیح یا دفعہ شبہہ یا اور بات ضروری معلوم ہوئی تو (ف) بناکر اسکو لکھا ہے۔ مضامین ضروری اور روایات صحیح لکھی گئی ہیں اور اتباع سلف صالح کا کیا گیا ہے تفسیر کے موافق مسائل فقہیہ و کلامیہ کی ہر آیت کی تحقیق

کی ہے۔ جن آیات کی تفسیر میں مرفوع حدیث آئی ہے اُسکے مقابلہ میں کسی کا قول نہیں لیا گیا ہے ربط آیات کا بیان بالالتزام کیا ہے۔ فٹ نوٹ میں اختلاف قراۃ و لغات و ضروری وجوہ بلاغت و متعلق ترکیب و توجیہ ترجمہ و تفسیر اعجاز کے ساتھ مذکور ہیں۔ ہر جلد دو پارہ کی ہے۔

ماثبت بالسنہ معرب و مشکل مجتبائی مع ترجمہ اردو مسمی بہ اعمال الماثورہ فی ایام المشہورہ یہ ترجمہ با محاورہ زیر متن ہے اور اسکے حاشیہ پر حل لغات شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تالیفات سے ہے اسمیں حدیثوں سے ہر ہر مہینے کے فضائل اور واقعات لکھے ہیں۔

البیان فی علوم القرآن از مولوی عبد الحق

احادیث قدسیہ مع ترجمہ اردو مجتبائی۔

سنن ابو داؤد مجتبائی۔

بخاری شریف محشی از مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری در دو جلد کامل مجتبائی۔

بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام مجتبائی۔

ترمذی شریف مع شمائل نبوی صحیح و خوشخط محشی بحواشی مفیدہ مع فہرست ابواب کاغذ چکنا ولایتی سفید حنائی۔ مجتبائی۔

ترمذی شریف ربع اول مع شرح اردو نظامی۔ ایضاً ربع ثانی نظامی۔

تیسیر الوصول الی جامع الاصول کشوری

صحیح مسلم (مصری)

صحیح بخاری شکل مصری۔

طحاوی شرح معانی الآثار در دو جلد کامل۔

کتاب الآثار للامام محمد حسن لاہور۔

مؤطا امام محمد محشی بحواشی جدیدہ از مولوی عبد الحی مرحوم لکھنؤ۔

مجالس الابرار مع ترجمہ اردو زیر متن

مسند امام احمد بن حنبل و بر حاشیہ منتخب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال مصری۔

نسائی شریف۔ مجتبائی۔

اخبار الاخیار۔ و بر حاشیہ کتاب **المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل** ہر دو بزبان فارسی مجتبائی۔ یہ دونوں کتابیں حضرت مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تالیفات سے ہیں۔ اخبار میں اولیا اللہ کے حالات ہیں اور مکاتیب میں جو حاشیہ پر طبع ہیں ۴۸ رسالے ہیں جو ہر ایک کتاب حاوی مسائل شریعت و جامع فوائد طریقت ہے۔ غرضکہ یہ دونوں کتابیں نایاب ہو چکی تھیں اس مطبع نے دونوں کو یکجائی چھاپا ہے تاکہ انکے فوائد اور برکات سے ناظرین متمتع ہوں۔ اور جفر کو دعا سے یاد کریں

السلسلۃ الذہبیہ فی احوال اکابر نقشبندیۃ المجددیہ حصہ اول مجموعہ حالات و مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

بدر الشروح یعنی شرح دیوان حافظ مجتبائی

پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت مجتبائی۔

تذکرہ غوثیہ اردو اسکا تاریخی نام شجرۂ معرفت ہے اسمیں حضرت غوث علی شاہ قلندر قدس سرہ کے ملفوظات اور اُنکے حالات ہیں مجتبائی۔

عشرہ کاملہ مجتبائی۔ تصوف میں یہ بڑی نایاب کتاب ہے حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی کی تصنیف سے ہے چونکہ یہ کتاب عربی زبان میں تھی اور ہمارے ہندوستانی بھائی اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے اسلیے مطبع نے اسکا اردو ترجمہ کرکے چھاپا ہے اور اصل متن کو بھی اس طرح قائم رکھا ہو کہ اول نصف صفحہ کے قریب اصل متن اور پھر اس کے نیچے با محاورہ اردو ترجمہ کیا ہے

فیض سبحانی ترجمہ اردو فتح الربانی مجتبائی۔

فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ جلد ہفتم بیان القرآن

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ　وَهِيَ ثَمَانٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

کہیعص　یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنی بندہ زکریا پر جبکہ اُنہون نے اپنی پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا عرض کیا کہ ای میرے پروردگار میری ہڈیان کمزور ہوگئین اور سر مین بالون کی سفیدی پھیل گئی

شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ

اور آپ سے مانگنے مین ای میرے رب ناکام نہین رہا ہون　اور مین اپنے بعد رشتہ دارون سے اندیشہ رکھتا ہون　اور میری بی بی بانجھ ہی　سو آپ مجھکو خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث دیجیے

وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِۨسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ

کہ وہ میرا وارث بنے اور یعقوب کے خاندان کا وارث بنے　اور اُسکو ای میرے رب پسندیدہ بنائیے　ای زکریا ہم تمکو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہین جسکا نام یحیی ہوگا کہ اُسکے قبل ہم نے کسیکو اُسکا ہم صفت

سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ

نہ بنایا ہوگا　زکریا نے عرض کیا کہ ای میرے رب میرے　اولاد کس طرح ہوگی حالانکہ میری بی بی بانجھ ہے اور مین بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہونچ چکا ہون　ارشاد ہوا کہ حالت یون ہی رہیگی تمہارے رب کا قول ہے کہ یہ مجھکو

هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ

آسان ہی اور مین نے تمکو پیدا کیا　حالانکہ　تم کچھ بھی نہ تھے　زکریا نے عرض کیا کہ ای میرے رب میرے لیے کوئی علامت مقرر فرما دیجیے ارشاد ہوا کہ تمہاری علامت یہ ہو کہ تم تین رات

لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ

آدمیون سے بات نہ کرسکوگے حالانکہ تندرست ہوگے پس حجرے مین سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور اُنکو اشارہ سے فرمایا کہ تم لوگ صبح و شام خدا کی پاکی بیان کیا کرو　ای یحیی کتاب کو مضبوط ہو کر لو

بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ

اور ہم نے اُنکو لڑکپن ہی مین سمجھ　اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی عطا فرمائی تھی　اور وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمتگزار تھے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورة مريم عليها السلام مكية الا اية السجدة وهي ثمان او تسع وتسعون اية كذا في البيضاوي **ربط** اس سورت کا خلاصہ تین مضمون ہین۔ اول اثبات توحید چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تقریر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تذکیر اور بعض آیات مافیہا جیبرا سپر دال ہین۔ دوم اثبات نبوت اُسکی تقریر دو طرح ہو ایک بعض انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان فرمانے سے اسطرف اشارہ کیا کہ نبوت کوئی امر عجیب و غریب نہین آپ سے پہلے اور حضرات کو بھی یہ دولت عطا ہوئی ہے۔ دوسرے یہ کہ آپنے باوجودیکہ خلق سے علوم کو اخذ نہین فرمایا اخبار ماضیہ کو کسطرح صحیح صحیح بیان فرماتے ہین جو دلیل ہی صادق نبوت کی سوم مباحث معاد جسمین جزاء و سزا کے ذکر کے ساتھ بعض شبہات منکرین بعث کا بھی جواب ہی۔ گذشتہ سورت مین بھی بڑا حصہ ان ہی مضامین کا تھا نیز یہ مضامین باہم بھی متلاصق و متناسق ہین اور سورت گذشتہ کے ختم پر جسطرح آپ کی رسالت کا ذکر ہی اس سورت کے ختم پر اسیطرح بعض انبیاء سابقین کی نبوت کا مضمون ہی پس اس تقریر سے تمام ارتباطات مقصودہ واضح و لائح ہوگئے۔ جاننا چاہیے کہ اس سورت مین انبیاء علیہم السلام کے کئی قصے مذکور ہین۔

قصہ اول حضرت زکریا و حضرت یحیی علیہما السلام

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝۱ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝۲ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝۳ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝۴ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝۵ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝۶ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝۷ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝۸ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۝۹ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝۱۰ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ

اللغات عتيا في القاموس عتا الشيخ عتيا كبر وفي البيضاوي جسارة وقحولا في المفاصل اي صلابة ويبوسة في الروح اصله عتو كقعود فاستثقل توالي الضمتين والواوين فكسرت التاء فانقلبت الاولى يا ثم قلبت الثانية ايضا لاجتماع الواو والياء وسبق احدهما بالسكون وكسرت العين اتباعا لما بعدها ام قوله سميا شبيها لان المتشابهين يتشاركان في الاسم۔ قوله اوحى اي اشار كالنحو قوله شيبا تميز وحقيقة الكلام ۔

وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝

اور وہ سرکشی کرنے والے نافرمانی کرنیوالے نہ تھے — اور انکو سلام پہونچے جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جسدن انتقال کرینگے اور جسدن زندہ ہوکر اٹھائے جاوینگے

الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝۱۱ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝۱۲ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۝۱۳ وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝۱۴ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝۱۵ كٓهٰيٰعٓصٓ (اس کے معنے تو اللہ ہی کو معلوم ہین) یہ (جو آیندہ قصہ آتا ہی تذکرہ ہی آپکے پروردگار کے مہربانی فرمانیکا اپنی (مقبول) بندہ (حضرت) زکریا (علیہ السلام کے حال) پر جبکہ انہون نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا (جسمین یہ) عرض کیا کہ ای میرے پروردگار میری ہڈیان (بوجہ پیری کے) کمزور ہوگئین اور (میری) سر مین بالون کی سفیدی پھیل پڑی (یعنی تمام بال سفید ہوگئے اور اس حالت کا مقتضا یہ ہی کہ مین اس حالت مین اولاد کی درخواست نہ کرون مگر چونکہ آپ کی قدرت و رحمت بڑی کامل ہے) اور (مین اس قدرت و رحمت کے ظہور کا خوگر ہمیشہ سے رہا ہون چنانچہ اسکے قبل کبھی) آپ سے (کوئی چیز) مانگنے مین ای میرے رب ناکام نہین رہا ہون (اس بنا پر بعید بعید مقصود بھی طلب کرنا مضائقہ نہین ہی اور (اس طلب کا مرجح یہ امر خاص ہوگیا ہی کہ) مین اپنے (مرنیکے) بعد (اپنی) رشتہ دارون (کی طرف) سے (یہ) اندیشہ رکھتا ہون (کہ میری مرضی موافق شریعت اور دین کی خدمت نہ بجالاوینگے پس یہ امر مرجح ہے طلب اولاد کے لیے جسمین خاص خاص اوصاف پائے جاوین جنکو توقع خدمت دین مین دخل ہو) اور (چونکہ میری پیرانہ سالی کے ساتھ) میری بی بی (بھی) بانجھ ہے (جسکے کبھی باوجود میری صحت مزاج کے اولاد ہی نہین ہوئی اسلیے اسباب عادیہ اولاد ہونے کے بھی مفقود ہین) سو (اس حالت مین) آپ مجکو خاص اپنے پاس سے (یعنی بلا توسط اسباب عادیہ کے) ایک ایسا وارث (یعنی بیٹا) دیدیجیے کہ وہ (میری علوم خاصہ مین) میرا وارث بنے اور (میری جد) یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان (کے علوم متوارثہ مین ان) کا وارث بنے (یعنی علوم سابقہ ولاحقہ اسکو حاصل ہون) اور (بوجہ باعمل ہونیکے) اسکو ای میرے رب (اپنا) پسندیدہ (و مقبول) بنایئے (یعنی عالم بھی ہو اور عامل بھی ہو حق تعالی کا بواسطہ ملائکہ کے ارشاد ہوا کہ) ای زکریا ہم تمکو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہین جسکا نام یحیی ہوگا کہ اس کے قبل (خاص اوصاف مین) ہم نے کسیکو اسکا ہم صفت نہ بنایا ہوگا (یعنی جس علم و عمل کی تم دعا کرتے ہو وہ تو اس فرزند کو ضرور ہی عطا کرینگے اور مزید برآن کچھ اوصاف خاصہ بھی عنایت کیے جاوینگے مثلاً خشیت الہیہ سے خاص درجہ کی رقت قلب وغیرہ چونکہ اس اجابت دعا مین کوئی خاص کیفیت حصول ولد کی بتلائی نہ گئی تھی اسلیے اسکے استفسار کے لیے) زکریا (علیہ السلام) نے عرض کیا کہ ای میرے رب میرے اولاد کس طور پر ہوگی حالانکہ میری بی بی بانجھ ہی اور (ادھر) مین بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہونچ چکا ہون (پس معلوم نہین ہم جوان ہون گے یا مجکو دوسرا نکاح کرنا ہوگا یا بحالت موجودہ اولاد ہوگی) ارشاد ہوا کہ حالت (موجودہ) یونہی رہے گی (اور پھر اولاد ہوگی ای زکریا) تمہارے رب کا قول ہی کہ یہ (امر) مجکو آسان ہی اور (یہ کیا اس سے بڑا کام کرچکا ہون مثلاً) مین نے تمکو (ہی) پیدا کیا ہی حالانکہ (پیدایش کے قبل) تم کچھ بھی نہ تھے (اسیطرح خود اسباب عادیہ بھی کوئی چیز نہ تھے جب معدوم کو موجود کرنا آسان ہی تو ایک موجود سے دوسرا موجود کردینا کیا مشکل ہے — یہ ارشاد تقویت رجا کے لیے تھا نہ کہ دفع شبہہ کے لیے کیونکہ زکریا علیہ السلام کو کوئی شبہہ نہ تھا جب) زکریا (علیہ السلام کو قوی امید ہوگئی تو انہون) نے عرض کیا کہ ای میرے رب (وعدہ پر تو اطمینان ہوگیا اب اس وعدہ کے قرب وقوع یعنی حمل کی بھی) میرے لیے کوئی علامت مقرر فرما دیجیے (تاکہ زیادہ شکر کرون اور خود وقوع تو محسوسات ظاہرہ ہی مین سے ہے) ارشاد ہوا کہ تمہاری (وہ) علامت یہ ہی کہ تم تین رات (اور تین دن تک) آدمیون سے بات (چیت) نہ کرسکو گے حالانکہ تندرست ہوگے (کوئی بیماری وغیرہ نہ ہوگی اور اسی وجہ سے ذکر اللہ کے ساتھ تکلم پر قدرت رہیگی چنانچہ باذن اللہ تعالی زکریا علیہ السلام کی بی بی حاملہ ہوئین اور حسب اخبار الہی زکریا علیہ السلام کی زبان بستہ ہوگئی) پس حجرے مین سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور انکو اشارہ سے فرمایا (کیونکہ زبان سے تو بول نہ سکتے تھے) کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی پاکی بیان کیا کرو (یہ تسبیح اور امر بالتسبیح یا تو حسب معمول تھا ہمیشہ تذکیر از زبان سے کہتے تھے آج اشارہ سے کہا اور یا اس نعمت جدیدہ کے شکر مین خود بھی تسبیح کی کثرت فرمائی اور اورون کو بھی اسی طور پر امر فرمایا غرض یحیی علیہ السلام پیدا ہوئے اور سن شعور کو پہونچے تو انکو حکم ہوا کہ) ای یحیی کتاب کو (یعنی توریت کو کہ اسوقت وہی کتاب شریعت تھی اور انجیل کا نزول بعد مین ہوا) مضبوط ہوکر لو (یعنی خاص کوشش کے ساتھ عمل کرو) اور ہم نے انکو (انکی) لڑکپن ہی مین (دین کی) سمجھ اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب (کی صفت) اور پاکیزگی (اخلاق کی) عطا فرمائی تھی (حکم مین علم کی طرف اور حنان اور زکوۃ مین اخلاق کی طرف اشارہ ہوگیا) اور آگے اعمال ظاہری کی طرف اشارہ فرمایا کہ) وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمت گذار تھے (اسمین حقوق اللہ وحقوق العباد دونون کی طرف اشارہ ہوگیا) اور وہ (خلق کے ساتھ) سرکشی کرنے والے (یا حق تعالی کی) نافرمانی کرنے والے نہ تھے اور (عند اللہ ایسے وجیہ و مکرم تھے کہ ان کے حق مین منجانب اللہ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ذکرہ آیۃ رحمۃ ... الی کونہ خبر مبتدا و ہو اسم اشارۃ الی المعہود وانما صحت الاشارۃ الیہ مع عدم جریان ذکرہ لانہ باعتبار کونہ علی جناح الذکر صار فی حکم الحاضر المشاہد کما قیل فی قولہم ہذا ما اشتری فلان ۱۲

۲ قولہ فی عبدہ مقبول افادہ الاضافۃ التشریفیۃ ۱۲

۳ قولہ فی قال جسمین اشارۃ الی کونہ تفسیر نادے ۱۲

۴ قولہ فی ولیا یعنی بیٹا لقولہ فی آل عمران ذریۃ ۱۲

۵ قولہ یا زکریا بواسطۃ ملائکہ بدلیل قولہ تعالی فی آل عمران فنادتہ الملائکۃ ۱۲

۶ قولہ فی من الکبر بڑھاپے کے انتہائی اشارۃ الی کون من الکبر بیانا لعتیا کذا فہم من الکشاف

۷ قولہ فی ثلث لیال اور تین دن لقولہ تعالی فی آل عمران ثلثۃ ایام ۱۲

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا

اور اس کتاب میں مریم کا بھی ذکر کیجیے ۔ جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب تھا گئیں ۔ پھر ان لوگوں کے سامنے سے انہوں نے پردہ ڈال لیا ۔ پس ہم نے انکے پاس اپنے فرشتہ

رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ

اور وہ انکے سامنے ایک پورا آدمی بنکر ظاہر ہوا ۔ کہنے لگیں کہ میں تجھسے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں ۔ اگر تو خدا ترس ہے ۔ فرشتے نے کہا کہ میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ

تاکہ تمکو ایک پاکیزہ لڑکا دوں ۔ وہ کہنے لگیں کہ میرے لڑکا کسطرح ہوجاویگا حالانکہ مجھکو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں ۔ فرشتے نے کہا کہ یوں ہی ہوجاویگا تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے

هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝

کہ یہ بات مجھکو آسان ہے اور اس طور پر اس لئے پیدا کرینگے تاکہ ہم اس فرزند کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بناویں اور باعث رحمت بناویں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے

یہ ارشاد ہوتا ہے کہ) انکو (اللہ تعالی کا) سلام پہونچے جسدن کہ وہ پیدا ہوئے اور جسدن کہ وہ انتقال کرینگے اور جسدن (قیامت میں) زندہ ہوکر اٹھائے جاوینگے **ف** دعا خفی اسلیے کی گئی کہ وہ اقرب الی الاجابت ہے اور نادمی سے اعلان کا شبہہ نہ ہو کیونکہ ندا بمعنے دعا عام ہے ۔ اور بجائے طلب ولد کے اصلاح موالی کی دعا نہ کرنا یا تو جہ یہ بھی طریق حفاظت دین کا تھا شاید اس لیے ہو کہ جو ابتدا سے صالح ہو عوام پر اُسکا اثر وعظ کا زیادہ ہوتا ہے اور من آل یعقوب بڑھانا دلیل نقلی ہے اسپر کہ وراثت مالیہ مراد نہیں ہے کیونکہ یقیناً موالی مذکور فی الآیت قرابت میں بہ نسبت یحیی علیہ السلام کے مورث سے زیادہ قریب تھے پھر بعید کو کب میراث پہونچ سکتی ہے ۔ اور انبیاء علیہم السلام کی نظر سے مال و متاع کا مہتم بالشان نہ ہونا دلیل عقلی ہے وراثت مالیہ کے مراد نہ ہونے پر کیا وہ اس لیے اولاد ولد مانگنے کہ میرا روپیہ پیسہ میرا دور رشتہ داروں کو نہ ملے ۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ ہاں یہ نہ ملنا اس لیے چاہتے تھے کہ وہ اقارب اُسکو معصیت میں صرف نہ کریں ۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ پھر مورث پر تو کوئی مواخذہ نہیں جو اس سے بچنے کی فکر ہو اور لفظ میراث کا میراث مالی کے ساتھ خاص ہونا یا اُس کا شئے مکتسب کے ساتھ خاص ہونا دونوں کو یہ آیت رد کرتی ہے ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا اور اس مسئلہ میں اہل سنت کے مذہب کی تائید خود کتب شیعہ میں موجود ہے چنانچہ روح المعانی میں یہ روایتیں منقول ہیں روی الکلینی فی الکافی عن ابی البختری عن ابی عبد اللہ جعفر الصادق رض انہ قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذلک ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما ورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیء منھا فقد اخذ بحظ وافر ۔ وایضا روی الکلینی فی الکافی عن ابی عبد اللہ رض قال ان سلیمان ورث داؤد وان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم ورث سلیمان علیہ السلام اور ظاہر ہے کہ یہ وراثت اخیرہ کسیطرح مالی ہو ہی نہیں سکتی ۔ اور آل عمران میں اس دعا کا باعث ظہور خوارق مریم علیہا السلام ہونا مذکور فی ہذا المقام کے منافی نہیں اصل رغبت اس سے ہوئی ہوا اور اظہار اُسکے سبب ہوا ہو ۔ اور اگر شبہہ ہو کہ زکریا علیہ السلام کی دعا میں یرثنی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے بعد بھی رہے اور سورہ انبیاء میں فاستجبنا لہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا قبول ہوئی حالانکہ یحیی علیہ السلام پہلے قتل کیے گئے ۔ جواب یہ ہے کہ یا تو یرثنی عام ہے بقاء ذات و بقاء آثار کو یا فاستجبنا بعض اجزاء کے اعتبار سے ہے یا قصہ تقدم قتل یحیی علیہ السلام کا ثابت نہیں ۔

قصہ دوم حضرت عیسی و مریم علیہما السلام

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کتاب (یعنی قرآن کے اس خاص حصہ یعنی سورت) میں (حضرت) مریم (علیہا السلام)

ملحقات الترجمۃ
۱ قولہ فی سلام اللہ تعالی کا اشارۃ الی ان السلام للتحیۃ کذا فی الروح ۱۲
۲ قولہ فی الکتب خاص حصہ الخ کذا فی الروح ۱۲

النحو قولہ اذ انتبذت ظرف للواقع المقدر ای اذکر نبأ مریم الذی وقع اذ انتبذت ۔ قولہ بشرا حال او تمییز ۔ قولہ ولنجعلہ متعلق بمقدر ای فعلنا ذلک ۱۲
البلاغۃ قولہ ان کنت تقیا لم یجعل التقوی شرطا للاستعاذۃ بل شرط مکافتہ واستھامتہ کنیت عن ذلک بالاستعاذۃ باللہ تعالی احالۃ علی المکافۃ بالطف وجہ و ابلغہ وان من تعرض للمستعیذ بہ فقد تعرض لعظیم سخطہ اھ قولہ لم یمسسنی بشر کنت بہ عن الحلال بقرینۃ المقابلۃ واردت بالعموم فی آیۃ اخری التنفس بحیل عن غیر ذلک
الفقہ استدلال بعض الجہلۃ بقولہ لاھب علی جواز التسمیۃ بہ رسول بخش ونحوہ جہل عظیم لان الاسناد المجازی ثبت
علی الملائکۃ کما لا یخفی جبرئیل کان ناقلا مجلات محل التنازع فاثہ اصحۃ فیہ فعل من النبی یکون سببا للھبۃ الحقیقیۃ الا آیتہ فافہم الروایات قولہ فی لاھب لک یا کریسان میں اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد الزہد عن نوف ان جبرئیل

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝

پھر اُن کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا پھر اس حمل کو لیے ہوئے کسی دور جگہ میں الگ چلی گئیں پھر دردِ زہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں کہنے لگیں کاش میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہوجاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝

پس جبرئیل نے اُنکو پایین سے پکارا کہ تم مغموم مت ہو تمہارے رب نے تمہارے پایین میں ایک نہر پیدا کردی ہے اور اس کھجور کے تنہ کو اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر پکی تروتازہ کھجوریں جھڑیں گی

کا (قصہ) بھی ذکر کیجیے (کہ قصہ مذکورہ سے خاص مناسبت رکھتا ہے اور وہ اُسوقت واقع ہوا) جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ (ہو کر) ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب میں تھا (غسل کے لیے) گئیں پھر اُن (گھر والے) لوگوں کے سامنے سے اُنہوں نے (درمیان میں) پردہ ڈال لیا (تاکہ آڑ میں غسل کر سکیں) پس اُس حالت میں ہم نے اُنکے پاس اپنے فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) کو بھیجا اور وہ (فرشتہ) اُنکے سامنے (ہاتھ پاؤں اور حسن و جمال سے) ایک پورا آدمی بنکر ظاہر ہوا (چونکہ حضرت مریم اُسکو بشر سمجھیں اسلیے گھبرا کر) کہنے لگیں کہ میں تجھسے (اپنے خدائے) رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو (کچھ) خدا ترس ہے (تو یہاں سے ہٹ جاویگا) فرشتہ نے کہا کہ (میں بشر نہیں ہوں کہ تم مجھ سے ڈرتی ہو بلکہ) میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں (اس لیے آیا ہوں) تاکہ تمکو ایک پاکیزہ لڑکا دوں (یعنی تمہارے منہ میں یا گریبان میں دم کردوں کہ اُسکے اثر سے باذن اللہ تعالیٰ حمل رہجاوے اور لڑکا پیدا ہو) وہ (تعجباً) کہنے لگیں (نہ کہ انکاراً) کہ (بھلا) میرے لڑکا کسطرح ہوجاویگا حالانکہ (منجملہ شرائط عادیہ کے مرد کی مقاربت ہے اور وہ بالکل مفقود ہے کیونکہ) مجھکو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا (یعنی نہ تو نکاح ہوا) اور نہ میں بدکار ہوں فرشتہ نے کہا کہ (بس) بلامس بشری یوں ہی (اولاد) ہوجاویگی (اور میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ) تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات (کہ بلا اسباب عادیہ پیدا کردوں) مجھکو آسان ہے اور (یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم بلا اسباب عادیہ) اسطور پر اسلیے پیدا کرینگے تاکہ ہم اُس فرزند کو لوگوں کیلیے (استدلال علی القدرۃ الالٰہیہ کے لیے) ایک نشانی (قدرت کی) بناویں اور (نیز اُن کے ذریعہ سے لوگوں کے ہدایت پانے کے لیے اُسکو) باعث رحمت بناویں اور یہ (بے باپ کے اس بچہ کا پیدا ہونا) ایک طے شدہ بات ہے (جو ضرور ہوگی) **ف** انکا اول رہنا سہنا مسجد کے متعلق مکانات میں تھا پس اگر یہ اسوقت جوان نتھیں تب تو اپنی خالہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی کے پاس اُنکے گھر آرہی ہونگی اور اگر جوان نہ تھیں جیسا بعض کا قول ہے تو غسل کے لیے گھر آئی ہونگی اور غسل کو مفسرین نے بطور روایت کے بھی نقل کیا ہے اور فانتبذت من دونھم حجابا بھی اسپر قرینہ ہے واللہ اعلم۔ اور اول وہلہ میں گو فرشتہ کو نہیں پہچانا مگر اُنکی تقریر سنکر فراست ولایت سے یقین آگیا پس یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ حضرت مریم نے نرا دعوی کیسے قبول کرلیا۔ اور نیز اس غرض خاص کے لیے فرشتہ کے آنے اور کلام کرنے سے نبی ہونا حضرت مریم کا لازم آتا ہے۔ اور تمثل سے حقیقت ملکیہ کا معدوم ہونا لازم نہیں آتا یہ اشباح اُس حقیقت کے اعتبار سے ایسے ہیں جیسے ہمارے اعتبار سے مختلف لباس اور تمثل کے امکان پر یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ ہر شخص میں احتمال ہے کہ شاید کوئی اور مخلوق اس شخص کی شکل میں متمثل ہو گیا ہو۔ وجہ یہ کہ ایسے امور نادراً واقع ہوتے ہیں پس بدون دلیل کے یہ احتمال محض غیر ناشی عن دلیل ہے جو عقلاً اصلاً معتبر نہیں۔ اور شاید صورت ملکیہ میں ظاہر نہ ہونے میں یہ حکمت ہو کہ ڈر نہ جاویں اور بشر کی تخصیص شاید اس لیے ہو کہ جنس کو جنس سے اُنس ہوتا ہے۔ اور مکان کا شرقی ہونا اتفاقی امر تھا نہ کہ قصدی۔

ملحقات الترجمۃ
سلہ قولہ فی مریم قصہ

تتمہ قصہ متضمنہ حمل و تولد

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝۲۲ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝۲۳ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝۲۴ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝۲۵

اللغات قولہ فانتبذت بہ الباء للمصاحبۃ کما فی قولہ تدوس بنا وقولہ تعالی تنبت بالدھن۔ قولہ قصیا بعیدا۔ قولہ فاجاءھا متعدی جاء لکنہ خص عرفا بالالجاءۃ التی تکون الجاءۃ ولا یستعمل فی مطلق الالجاء کذا قال صاحب الکشاف قولہ المخاض مصدر مخضت المرأۃ اذا اخذھا الطلق وتحرک الولد فی بطنھا للخروج قولہ سریا جدولا بالسریانیۃ۔ قولہ جذع ما بین العروق وتشعب الاغصان یقال لہ بالفارسیۃ تنہ۔ قولہ نسیا النسی ما من شانہ ان ینسی فی العادۃ ویطرح وان لم ینس ولذا اکد بقولہ منسیا

فائدہ فائدۃ جدیدۃ فافہم قولہ تساقط معنی تسقط ... لدفع توہم ان الساقط من الشجر لا یکون فی الاغلب جیدا ... جنیا ما یصلح ان یکون جنیا

البلاغۃ قولہ ھزی الیک عدی بالی لتضمنہ معنی المیل ... قولہ بجذع عدی بالباء مع کونہ متعدیا بنفسہ ...

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ

پھر کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی دیکھو تو کہدینا کہ میں نے تو اللہ کے واسطے روزے کی منت مان رکھی ہے سو میں آج کسی آدمی

إِنسِيًّا ۚ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا

سے نہیں بولونگی پھر وہ انکو گود میں لیے ہوئے اپنی قوم کے پاس لائیں لوگوں نے کہا اے مریم تم نے بڑی غضب کا کام کیا۔

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ﴿٢٦﴾ پھر (اس گفتگو کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکے گریبان میں پھونک ماردی جس سے) ان کے پیٹ میں لڑکا رہگیا پھر (جب انکو آثار وضع کے معلوم ہوئے تو) اس حمل کو لیے ہوئے (اپنے گھر سے) کسی دور جگہ (جنگل پہاڑ میں) الگ چلی گئیں پھر (جب درد شروع ہوا تو) دردِ زہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں (کہ اسکے سہارے بیٹھیں) انہیں اب حالت یہ تھی کہ نہ کوئی انیس نہ جلیس درد سے بیچین ایسے وقت جو سامان راحت ضرورت کا ہونا چاہیے وہ ندارد ادھر بچہ ہونے پر بدنامی کا خیال غرض گھبرا کر) کہنے لگیں کاش میں اس (حالت) سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی نیست ونابود ہوجاتی کہ کسیکو یاد بھی نہ رہتی پس (اسی وقت خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت) جبرئیل (علیہ السلام پہنچے اور ان کے احترام کی وجہ سے سامنے نہیں گئے بلکہ جس مقام پر حضرت مریم تھیں اس سے اسفل مقام میں آ ٹھیں آئے اور انہوں) نے ان کے (اس) پائین (مکان) سے انکو پکارا (جسکو حضرت مریم نے پہچانا کہ یہ اسی فرشتہ کی آواز ہے جو اول ظاہر ہوا تھا) کہ تم (بے سروسامانی سے یا خوف بدنامی سے) مغموم مت ہو (کیونکہ بے سروسامانی کا تو یہ انتظام ہوا ہے کہ) تمہارے رب نے تمہارے پائین (مکان) میں ایک نہر پیدا کردی (جسکے دیکھنے سے اور پانی پینے سے فرحت طبعی ہو وینز حسب روایت روح انکو اسوقت پیاس بھی تھی اور حسب مسئلہ طبیہ مسخنات کا استعمال قبل وضع یا بعد وضع حمل ولادت ودافع فضلات ومقوی طبیعت بھی ہے اور پانی میں اگر سخونت بھی ہو جیسا بعض چشموں میں مشاہد ہے تو اور زیادہ مزاج کے موافق ہوگا وینز تمر کثیر الغذاء مولد دم مسمن ومقوی گردہ وکمر ومفاصل ہونے کی وجہ سے زچہ کے لیے خیر الاغذیہ والادویہ ہے اور حرارت کی وجہ سے جو اسکی مضرت ہے سو اول تو رطب میں حرارت کم ہے دوسرے پانی سے اسکی اصلاح ہوسکتی ہے تیسرے مضرت کا ظہور جب ہوتا ہے کہ عضو میں ضعف ہو ورنہ کوئی چیز بھی کچھ نہ کچھ مضرت سے خالی نہیں ہوتی۔ وینز قوت طبیعت کے ساتھ خوارق کا مطیعین کے لیے علامت کرامت وقبول عند اللہ ہونا موجب مسرت روحانی بھی ہے) اور اس کھجور کے تنہ کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر خرمائے تروتازہ جھڑینگے (کہ اس سے بھی پھل کے کھانے میں لذت جسمانی اور بطور خرق عادت کے پھل کے آنے میں لذت روحانی مجتمع ہے) پھر (اس پھل کو) کھاؤ اور (وہ پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو (یعنی بچہ کے دیکھنے سے اور کھانے پینے سے اور علامت قبول عند اللہ ہونے سے خوش رہو) پھر (جب بدنامی کے احتمال کا موقع آوے یعنی کوئی آدمی اس قصہ پر مطلع ہو تو اسکا یہ انتظام ہوا ہے کہ) اگر تم آدمیوں میں سے کسیکو بھی (آتا اور اعتراض کرتا) دیکھو تو (تم کچھ مت بولنا بلکہ اشارہ سے اس سے) کہدینا کہ میں نے تو اللہ کے واسطے (ایسے) روزہ کی منت مان رکھی ہے (جسمیں بولنے کی بھی بندش ہے) سو (اس وجہ سے) میں آج (دن بھر) کسی آدمی سے نہیں بولونگی (اور خدا کے ذکر اور دعا میں مشغول ہونا اور بات ہے بس تم اتنا جواب دیکر بیفکر ہوجانا اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو خرق عادت کے طور پر بولتا کردیگا جس سے ظہور اعجاز ودلیل نزاہت عصمت ہوجاویگی غرض ہر غم کا علاج ہوگیا) **ف** یہ تمنائے موت اگر غم دنیا سے تھی تب تو غلبۂ حال کو اسکا عذر کہا جاویگا جسمیں انسان من کل الوجوہ مکلف نہیں رہتا اور اگر غم دین سے تھا کہ لوگ بدنام کرینگے اور شاید مجھسے پھر صبر نہ ہوسکے تو بے صبری کی معصیت میں ابتلا رہوگا تو موت سے اس معصیت سے حفاظت رہتی تو ایسی تمنا ممنوع نہیں ہے اور اگر شبہ ہو کہ حضرت مریم کو جو کہا گیا کہ تم کہدینا کہ میں نے نذر کی ہے سو انہوں نے نذر تو کی نہ تھی جواب یہ ہے کہ اسی سے یہ حکم بھی مفہوم ہوگیا کہ تم نذر بھی کرلینا اور اسکو ظاہر کردینا اور دردِ زہ میں پانی اور کھجور کا استعمال طبا بھی مفید ہے۔ اور اکل وشرب کا حکم بظاہر اباحت کے لیے معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم اور حمل وتولد بلا توسط مرد کے خارق عادت ہے اور خوارق میں کتنا ہی استبعاد ہو مضائقہ نہیں لیکن اسمیں اسوجہ سے زیادہ استبعاد بھی نہیں کہ حسب تصریح کتب طب عورت کی منی میں قوت منعقدہ کے ساتھ قوت عاقدہ بھی ہے اسی لیے مرض جامین اعضا کی کچھ ناتمام صورت بھی بنجاتی ہے کما صرح فی القانون پس اگر یہی قوت عاقدہ اور بڑھجاوے تو زیادہ مستبعد نہیں

تتمہ قصہ متضمنہ ملامت قوم وجواب عیسیٰ علیہ السلام فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾

اللغات قولہ قری من القر بمعنی السکوت ای بمعنی السرور فان العین اذا رأت ما یسر النفس سکنت من النظر الی غیرہ وشہد لہ قولہ تعالیٰ تقر اعینہم وان دفعہ السر ور زیادة حب ... قولہ فریا عظیما ... من الفری بمعنی القطع

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ فی فحملتہ فانتبذت ... ما زید فی الترجمۃ اشارة الی ان الفاء فصیحۃ ... منفصلا بالحمل ... سلہ قولہ فاجاءہا ... فنادیہا ... اشارة الی ... ضمیر المنصوب الی جبرئیل علیہ السلام ... سلہ قولہ فی قصیا ... بیان القرینۃ ... قولہ تعالیٰ ... والتخلۃ ... لیسہل تنسیہ فی الغیبانی والجبال واللہ اعلم ... سلہ قولہ فی فناداہا ... جبرئیل ... ظاہر الکلام ... عیسیٰ علیہ السلام ... سلہ قولہ ... دل علی کون ما ذکر ... ماکورة فی ... الشیر وظاہر ... المقصود تسلیتہا علیہا السلام ... الخوارق ... فیہا واللہ اعلم ... قولہ فی قولی اشارة قرینۃ ظاہرہ قولہ تعالیٰ لن اکلم وقولہ فاشارت ... الیہ ۱۲

يَٰٓأُخْتَ هَٰرُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ ٱمْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ۝ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا۟ كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِى ٱلْمَهْدِ

اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی بُرے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں بدکار تھیں پس مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کردیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں

صَبِيًّا ۝ قَالَ إِنِّى عَبْدُ ٱللَّهِ ءَاتَىٰنِىَ ٱلْكِتَٰبَ وَجَعَلَنِى نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِى مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَٰنِى بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ

جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے وہ بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھکو کتاب دی اور اُسنے مجھکو نبی بنایا اور مجھکو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اُس نے مجھکو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا

مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَبَرًّۢا بِوَٰلِدَتِى وَلَمْ يَجْعَلْنِى جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَٱلسَّلَٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا

جب تک میں زندہ رہوں — اور مجھکو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اُس نے مجھکو سرکش بدبخت نہیں بنایا اور مجھپر سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مرونگا اور جس روز میں زندہ کرکے اٹھایا جاؤنگا

يَٰٓأُخْتَ هَٰرُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ ٱمْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا۟ كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِى ٱلْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّى عَبْدُ ٱللَّهِ ءَاتَىٰنِىَ ٱلْكِتَٰبَ وَجَعَلَنِى نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِى مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَٰنِى بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّۢا بِوَٰلِدَتِى وَلَمْ يَجْعَلْنِى جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَٱلسَّلَٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ (غرض مریم علیہا السلام کی اس کلام سے تسلی ہوئی اور عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے پھر وہ انکو گود میں لئے ہوئے (وہاں سے بستی کو چلیں اور) اپنی قوم کے پاس لائیں لوگوں نے (جو دیکھا کہ انکی شادی تو ہوئی نہ تھی یہ بچہ کیسا بدگمان ہوکر) کہا اے مریم تم نے بڑے غضب کا کام کیا (یعنی نعوذ باللہ بدکاری کی اور یوں تو بدکاری کوئی کرے بُرا ہی لیکن تم سے ایسا فعل ہونا زیادہ غضب کی بات ہے کیونکہ) اے ہارون کی بہن (تمہارے خاندان میں کبھی کسی نے ایسا نہیں کیا چنانچہ) تمہارے باپ کوئی بُرے آدمی نہ تھے (کہ اُن سے یہ اثر تم میں آیا ہو) اور نہ تمہاری ماں بدکار تھیں (کہ اُن سے یہ اثر تم میں آیا ہو پھر ہارون جو تمہارے رشتہ کے بھائی ہیں جنکا نام اُن ہارون نبی کے نام پر رکھا گیا ہے وہ کیسے کچھ نیک شخص ہیں غرض جسکا خاندان کا خاندان پاک صاف ہو اُس سے یہ حرکت ہونا کتنا بڑا غضب ہے) پس مریم (علیہا السلام) نے (یہ ساری تقریر سنکر کچھ جواب نہیں دیا بلکہ) بچہ کی طرف اشارہ کردیا (کہ اس سے کہو جو کچھ کہنا ہو جواب دیگا) وہ لوگ (سمجھے کہ ہمارے ساتھ تمسخر کرتی ہیں) کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے (کیونکہ بات اُس شخص سے کیجاتی ہے جو کہ وہ بھی بات چیت کرتا ہو سو جب یہ بچہ ہے اور بات چیت پر قادر نہیں اس سے کیا بات کریں اتنے میں) وہ بچہ (خود ہی) بول اٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں (نہ تو اللہ ہوں جیسا جہلاے نصاریٰ سمجھیں گے اور نہ غیر مقبول ہوں جیسا یہود سمجھیں گے اور بندہ ہونے کے اور پھر خاص ہونے کے یہ آثار ہیں کہ) اُس نے مجھکو کتاب (یعنی انجیل) دی (یعنی گو آیندہ دیگا مگر بوجہ یقینی ہونے کے ایسا ہی ہے کہ جیسے دیدی) اور اُس نے مجھکو نبی بنایا (یعنی بناویگا) اور مجھکو برکت والا بنایا (یعنی مجھ سے خلق کو دین کا نفع پہونچیگا) میں جہاں کہیں بھی ہوں (گا مجھسے برکت پہونچیگی وہ نفع تبلیغ دین ہے خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے انہوں نے تو نفع پہونچا ہی دیا) اور اُس نے مجھکو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں (اور ظاہر ہے کہ آسمان پر جانے کے بعد مکلف نہیں رہے اور یہ دلیل ہے بندہ ہونے کی جیسا اور دلائل ہیں خصوصیت کے) اور مجھکو میری والدہ کا خدمتگزار بنایا (اور چونکہ بے باپ پیدا ہوئے ہیں اسلیے والدہ کی تخصیص کی گئی) اور اُس نے مجھکو سرکش بدبخت نہیں بنایا (کہ اداے حق خالق یا اداے حق والدہ سے سرکشی کروں یا حقوق و اعمال کے ترک سے بدبختی خریدلوں) اور مجھپر (اللہ کی جانب سے) سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مرونگا (کہ وہ زمانہ قرب قیامت کا بعد نزول من السماء کے ہوگا) اور جس روز میں (قیامت میں) زندہ کرکے اٹھایا جاؤنگا (اور اللہ کا سلام دلیل ہے خاص بندہ ہونیکی) **ف** عیسیٰ علیہ السلام کے مجموعہ اوصاف و احوال مذکورہ آیت سے نزاہت و طہارت حضرت مریم علیہا السلام کی ثابت ہوگئی جو مقصود تھا اس تکلم خارق عادت سے جسمیں سب سے بڑھکر دلالت علی المطلوب میں وصف نبوت ہے کیونکہ نبوت کیساتھ فساد نسب جو کہ اعلیٰ درجہ کا سبب عار ہے مجتمع نہیں ہوتا اور عطاء نبوت کا تحقق اس تکلم خارق سے ہوتا ہے کیونکہ بے گناہ سے خارق کا صدور

اللغات المهد في الروح عن قتادة حجر امه وقال عكرمة المرباة اي المرجحة وقيل سريرہ ۱۲ **النحو** قوله كان في المهد في الروح قال ابو عبيدة كان زائدة لمجرد التاكيد من غير دلالة على الزمان و صبيا حال موكدة والعامل فيها الاستقرار ونظاير دان الناس كلهم كانوا في الماضي صبيانا في المهد وكذا لا يرد ان كان الزائدة لا تنصب الخبر قوله اينما كنت في الروح عن البحر ان هذا شرط وجزاءه محذوف لدلالة ما تقدم عليه لان اسم الشرط لا ينصبه فعل قبله فلا يجوز ان يكون معمولا لجعلني السابق اه بتغيير واختصار قوله وبرا عطف على مباركا وان جعل الفصل بالمعمول لما قبله فعل اي وجعلني بارا ۱۲

الروايات في الروح اخرج احمد ومسلم والترمذي والنسائي والطبراني وابن حبان وغيرهم عن المغيرة بن شعبة قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اهل نجران فقالوا ارأيت ما تقرءون يا اخت هرون وموسى قبل عيسى بكذا وكذا قال فرجعت فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الا اخبرتهم انهم كانوا يسمون بالانبياء والصالحين قبلهم - وروي عن الكلبي هو اخ لها من ابيها ۱۲

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ مَا كَانَ لِلَّهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا

یہ ہیں عیسیٰ بن مریم ۔ بین سچی بات کہہ رہا ہوں جسمین یہ لوگ جھگڑ رہے ہین ۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہین ہے کہ وہ اولاد اختیار کرے وہ پاک ہے ۔ وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس

يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ

اسکو اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے ۔ اور بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو اسکی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے ۔ سو مختلف گروہون نے باہم اختلاف ڈال لیا

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ وَأَنذِرْهُمْ

سو ان کافرون کے لیے ایک بڑے دن کے آنے سے بڑی خرابی ہے ۔ جس روز یہ لوگ ہمارے پاس آوینگے کیسے کچھ شنوا اور بینا ہو جاوینگے لیکن یہ ظالم آج صریح غلطی مین ہین ۔ اور آپ ان کو

يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ

حسرت کے دن سے ڈرائیے جبکہ اخیر فیصلہ کر دیا جاویگا اور وہ لوگ غفلت مین ہین اور وہ لوگ ایمان نہین لاتے ۔ تمام زمین اور زمین پر رہنے والون کے ہم ہی وارث رہجاوینگے اور یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جاوینگے

دلیل مقبولیت ہے اور مقبول ہونا کاذب ہونے کے منافی ہے ۔ اور آیت کی تفسیر سے اہل قادیان کو گنجایش استدلال نہین رہی فقط ۔ اور اگر نہایت ہو کہ انبیا پر زکوٰۃ فرض نہین ہوتی تو اوصانی سے مراد ہوگا شریعت مین اسکا ہونا گو امت ہی کے لیے ہو ۔ ربط آگے مضمون قصہ عیسیٰ علیہ السلام پر توحید کی تفریع ہے اور اسکے ساتھ ذکر قیامت سے منکرین توحید کی تقریع ہے ۔

تفریع توحید و تقریع کافر عنید

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلَّهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٤٠﴾ یہ ہین عیسیٰ بن مریم (جنکے اقوال و احوال مذکور ہوئے جس سے انکا بندہ مقبول ہونا معلوم ہوتا ہے نہ جیسے کہ عیسائیون نے انکو عبدیت سے خارج کرکے الوہیت تک پہونچا یا ہے اور نہ ویسے جیساکہ یہودیون نے انکو مقبولیت سے خارج کرکے طرح طرح کی تہمتین لگائی ہین) ہین (بالکل) سچی بات کہہ رہا ہون جسمین یہ (افراط و تفریط کرنے والے) لوگ جھگڑ رہے ہین (چنانچہ یہود و نصاریٰ کے اقوال اوپر معلوم ہوئے اور چونکہ یہود کا قول ظاہراً بھی موجب تنقیص نبی تھا جو کہ بداہۃً باطل ہے اسلیے اسکے رد کی طرف اس مقام پر توجہ نہین فرمائی بخلاف قول نصاریٰ کے کہ ظاہراً اثبات زیادت کمال تھا کہ نبوت کے ساتھ بنوت حق تعالیٰ کے ساتھ ثابت کرتے تھے اسلیے آگے اسکو رد فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہے کہ اسمین حق تعالیٰ کی تنقیص ہو جا انکار توحید کے لازم آتی ہے حالانکہ) اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہین ہے کہ وہ (کسیکو) اولاد اختیار کرے وہ (بالکل) پاک ہے (کیونکہ اسکی یہ شان ہے کہ) وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس اسکو اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے (اور ایسے کمال والے کے واسطے اولاد کا ہونا عقلاً نقص ہے) اور (آپ تقریر توحید کے لیے لوگون سے فرما دیجیے کہ مشرکین بھی سن لین کہ) بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو (صرف) اسی کی عبادت کرو (اور) یہی (خالص خدا کی عبادت کرنا یعنی توحید اختیار کرنا دین کا) سیدھا رستہ ہے سو (توحید پر باوجود ان دلائل منقولہ و معقولہ کے قائم ہونیکے پھر بھی) مختلف گروہون نے (اس بارہ مین) باہم اختلاف ڈال لیا (یعنی انکار توحید کا کرکے طرح طرح کے مذاہب ایجاد کرلیے) سو ان کافرون کے لیے ایک بڑے (بھاری) دن کے آنے سے بڑی خرابی (ہونیوالی) ہے (مراد اس سے قیامت ہے کہ باعتبار امتداد و اشتداد کے عظیم ہوگا) جس روز یہ لوگ (حساب و جزا کے لیے) ہمارے پاس آوینگے (اس روز) کیسے کچھ شنوا اور بینا ہو جاوینگے (کیونکہ قیامت مین یہ حقائق پیش نظر ہو جاوینگے اور تمامتر غلطیان رفع ہو جاوینگی) لیکن یہ ظالم آج (دنیا مین کیسی) صریح غلطی مین (مبتلا ہو رہے) ہین اور آپ ان لوگون کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جبکہ (جنت دوزخ کا) اخیر فیصلہ کر دیا جاویگا (جسکا ذکر حدیث مین ہے کہ جنت اور دوزخ والون کو موت دکھلا کر اسکو ذبح کر دیا جاویگا اور دونون کو خلود کا حکم سنا دیا جاویگا رواہ الشیخان والترمذی اور اسوقت کی حسرت کا بیحد ہونا ظاہر ہے) اور وہ لوگ (آج دنیا مین) غفلت مین (پڑے) ہین

اللغات فی القاموس المریۃ الشک و الجدل یعنی یمترون یتنازعون و یشکون قولہ من بینہم فی الروح معناہ ان الاختلاف لم یخرج عنہم بل کانوا ہم المختلفین و بین ظرف استعمل اسما بدخول من علیہ و نقل فی البحر

ملحقات الترجمۃ ۔ قولہ تعالیٰ لکن الظٰلمون ۔ غلطیان ۔ اشارۃ الی جعل الاستدراک منقطعا بالتعلق ۔ ونقل فی الروح عن ابی العالیۃ تعلقہ بقولہ فویل للذین کفروا ۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۥ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَ

اور اس کتاب مین ابراہیم کا ذکر کیجیے — وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے — جبکہ انہون نے اپنے باپ سے کہا کہ ای میرے باپ تم ایسی چیز کی کیون عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے

لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ○ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ○ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ

اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے — ای میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہونچا ہے جو تمہارے پاس نہین آیا تو تم میرے کہنے پر چلو مین تم کو سیدھا رستہ بتلا دونگا — ای میرے باپ تم شیطان

الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ○ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ

کی پرستش مت کرو — بیشک شیطان رحمان کا نافرمانی کرنیوالا ہے — ای میرے باپ مین اندیشہ کرتا ہون کہ تم پر رحمان کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپڑے — پھر تم شیطان کے

لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ○ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ○ قَالَ سَلٰمٌ

ساتھی ہوجاؤ — باپ نے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودون سے پھرے ہوئے ہو اے ابراہیم — اگر تم باز نہ آئے تو مین ضرور تمکو پتھرون سے سنگسار کردونگا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلیے مجھسے برکنار رہو ابراہیم نے کہا

عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ○

میرا سلام لو اب مین تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی درخواست کرونگا بے شک وہ مجھپر بہت مہربان ہے

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی اذکر لوگون کے سامنے اشارۃ الی انہ مثل قولہ واتل علیہم نبا ابراہیم ۱۲

لے قولہ فی صدیقا نبیا اور پیغمبر اشارۃ الی کون نبیا خبرا بعد خبر لکان ۱۲

اور وہ لوگ ایمان نہین لاتے (لیکن آخر ایک دن مرین گے اور) تمام زمین اور زمین پر رہنے والون کے وارث (یعنی آخر مالک) ہم ہی رہجاوینگے اور یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جاوینگے (پھر اپنے کفر و شرک کی سزا بھگتینگے) **ف** اذ قضی امرا الخ سے امتناع اتخاذ ولد پر استدلال کی تقریر پارہ الم کے تین ربع رکوع وقالت الیہود میں اسی مضمون کی آیت کی تفسیر مین گذر چکی ہے اور حسرتین وقت مذکور سے پہلے بھی ہون گے لیکن اسوقت کی حسرت سب سے اعظم ہوگی۔ اور ان اللہ ربی الخ مین نظیر آیات سورۂ زخرف کے جو قصہ عیسویہ مین آئی ہین ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس سے پہلے قال مقدر ہے یعنی حالت صبا مین وہ کہا جو اوپر مذکور ہوا اور پھر بعد نبوت یہ فرمایا ان اللہ ربی الخ اور احزاب سے مراد جو بعد عیسیٰ علیہ السلام کے ہوئے واللہ اعلم **قصہ سوم حضرت ابراہیم علیہ السلام** وجہ ارتباط قصص تمہید سورت مین گذر چکی وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۥ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ اور (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس کتاب (یعنی قرآن) مین (لوگون کے سامنے حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا (قصہ) ذکر کیجیے (تاکہ انکو توحید و رسالت کا مسئلہ زیادہ منکشف ہوجاوے) وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے (اور وہ قصہ جسکا ذکر کرنا اسجگہ مقصود ہے اسوقت ہوا تھا) جبکہ انہون نے اپنے باپ سے (جو کہ مشرک تھا) کہا کہ ای میرے باپ تم ایسی چیز کی کیون عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے (مراد بت ہین حالانکہ اگر کوئی دیکھتا سنتا کچھ کام آتا بھی ہو مگر واجب الوجود نہو تب بھی لائق عبادت نہین چہ جائیکہ ان اوصاف سے بھی عاری ہو وہ تو بدرجہ اولے لائق عبادت نہوگا) ای میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہونچا ہے جو تمہارے پاس نہین آیا (مراد اس سے وحی ہے جسمین احتمال غلطی کا ہو ہی نہین سکتا پس مین جو کچھ کہہ رہا ہون قطعا حق ہے جب یہ بات ہے) تو تم میرے کہنے پر چلو مین تمکو سیدھا رستہ بتلاونگا (اور وہ توحید ہے) اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش مت کرو (یعنی شیطان کو اور اسکی عبادت کو تو تم بھی برا سمجھتے ہو اور بت پرستی مین شیطان پرستی بالیقین لازم ہے کہ وہی یہ حرکت کراتا ہے اور کسی کی ایسی اطاعت کرنا کہ حق تعالے کے مقابلہ مین بھی اسکی تعلیم کو حق سمجھے یہی عبادت ہے پس بت پرستی مین شیطان پرستی ہوئی اور) بیشک شیطان (حضرت) رحمان کا نافرمانی کرنیوالا ہے (تو وہ کب اطاعت کے لائق ہوگا) ای میرے باپ مین اندیشہ کرتا ہون (اور وہ اندیشہ یقینی ہے) کہ تم پر رحمان کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپڑے (خواہ دنیا مین یا آخرت مین) پھر تم (عذاب مین) شیطان کے ساتھی ہوجاؤ (یعنی جب اطاعت مین اسکا ساتھ دوگے تو نفس عقوبت مین بھی اسکا ساتھ ہوگا گو شیطان کو دنیا مین نہ ہوا ہو جسکو کوئی اپنی بھلائی چاہنے والا پسند نہ کریگا) **ف** اور عذاب کے ساتھ من الرحمن کہنے سے اشارہ اس طرف ہے کہ گو وہ رحمان ہے مگر یون نہ سمجھنا کہ کفر پر سزا نہ دیگا بلکہ باوجود رحمان ہونے کے بھی اسپر سزا دیگا **تتمہ قصہ** قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾

اللغات الملی الدھر الطویل واراد بہ ہہنا الابد بمعنے مدۃ عمرہ الحفی البلیغ فی البر والاکرام **البلاغۃ** قولہ صدیقا نبیا فیہ تدرج من الادنی الی الاعلی ۱۲

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ

اور میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو ان سے کنارہ کرتا ہوں اور اپنے رب کی عبادت کروں گا امید ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرکے محروم نہ ہونگا　　پس جب اُن لوگوں سے اور جنکی وہ

وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا

خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے اُن سے علیحدہ ہو گئے ہم نے اُنکو اسحٰق اور یعقوب عطا فرمایا　　اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا　　اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت کا حصہ دیا اور ہم نے انکا نام

لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ

نیک　　اور بلند کیا　　اور اس کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کیجیے　　وہ بلا شبہہ اللہ تعالیٰ کے خاص کیے ہوئے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے اور ہم نے انکو کوہ طور کی داہنی جانب

الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ

سے آواز دی اور ہم نے انکو راز کی باتیں کرنے کے لیے مقرب بنایا اور ہم نے انکو اپنی رحمت سے اُن کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا　　اور اس کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کیجیے　　بلا شبہہ وہ وعدے کے سچے تھے

صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝

اور وہ رسول بھی تھے　　نبی بھی تھے

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ ابراہیم علیہ السلام کی یہ تمام نصائح سنکر باپ نے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودوں سے پھرے ہوئے ہو ای ابراہیم (اور اس لیے مجکو بھی منع کرتے ہو یاد رکھو) اگر تم (ان بتوں کی مذمت سے اور مجکو انکی عبادت سے منع کرنے سے) باز نہ آئے تو میں ضرور تمکو مار پتھروں کے سنگسار کردونگا (بس تم اس سے باز آجاؤ) اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ (کو کہنے سننے) سے برکنار رہو ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا (بہتر) میرا سلام لو (اب تم سے کہنا سننا بے سود ہے) اب میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی (اسطرح) درخواست کرونگا (کہ تمکو ہدایت کرے جسپر مغفرت مرتب ہوتی ہے) بیشک وہ مجھپر بہت مہربان ہے (اس لیے اُسی سے عرض کرونگا جسکا قبول فرمانا یا نہ فرمانا دونوں مختلف اعتبار سے رحمت اور مہربانی ہے) اور (تم اور تمہارے ہم مذہب جب میری حق بات کو بھی نہیں مانتے تو تم میں رہنا بھی فضول ہے اس لیے) میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو ان سے (بدنا بھی) کنارہ کرتا ہوں (جیسا قلباً پہلے ہی سے برکنار ہوں یعنی یہاں رہنا بھی نہیں) اور (اطمینان سے علیحدہ ہوکر) اپنے رب کی عبادت کرونگا (کیونکہ یہاں رہکر اسمیں بھی مزاحمت ہوگی) امید (یعنی یقین) ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرکے محروم نہ رہونگا (جیسا بت پرست اپنے باطل معبودوں کی عبادت کرکے محروم رہتے ہیں غرض اس گفتگو کے بعد اُن سے اسطرح علیحدہ ہوئے کہ ملک شام کی طرف ہجرت کرکے چلے گئے) پس جب اُن لوگوں سے اور جنکی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان سے (اسطرح) علیحدہ ہو گئے (تو) ہم نے انکو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عطا فرمایا (جو کہ رفاقت کے لیے اُن کی بت پرست برادری سے بدرجہا بہتر تھے) اور ہم نے (ان دونوں میں) ہر ایک کو نبی بنایا اور ان سب کو ہم نے (طرح طرح کے کمالات دیکر) اپنی رحمت کا حصہ دیا اور (آیندہ نسلوں میں) ہم نے انکا نام نیک اور بلند کیا (کہ سب تعظیم اور ثنا کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور اسحق کے قبل اسماعیل ان ہی صفات کے ساتھ عطا ہو چکے تھے) **ف** اسماعیل علیہ السلام کا اس جگہہ ذکر نہ فرمانا اسوجہ سے ہے کہ اول تو وہ اوروں سے اول عطا ہو چکے تھے بعد والوں کے ذکر سے قبل والے کا ذکر خود ہی مفہوم ہو جاتا ہے دوسرے انکا ذکر مستقل طور پر آیندہ قریب آنے والا ہے تیسرے ابراہیم علیہ السلام کے ذکر سے جیسا عرب کا استجلاب قلب ہوا اسحٰق و یعقوب علیہما السلام کے ذکر سے اہل کتاب کا استجلاب قلب مناسب ہے اور اسی نکتہ کی وجہ سے اس کے متصل موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے پھر اُن کے بعد اسماعیل علیہ السلام کا آویگا واللہ اعلم باسرار کلامہ **قصہ چہارم حضرت موسیٰ علیہ السلام** وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝

اللغات قولہ لسان صدق علیا اللسان مجاز عن الذکر والصدق بمعنی الصادق ای الحسن والعلی کلاہما صفۃ للسان احدہما بصورۃ الاضافۃ والآخر بصورۃ الوصف ۱۲

البلاغۃ قولہ عسی فی تصدیر الکلام بہ اظہار التواضع وحسن الادب وان الاثابۃ بطریق الفضل لا الوجوب

قولہ نجیا فی الروح مثل حالہ علیہ السلام بحال من قربہ الملک لمناجاتہ واصطفاہ لمصاحبتہ ورفع الوسائط بینہ وبینہ ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ مخلِصا مبنیا للفاعل ای من اخلص للہ تعالیٰ

ع ۳ / ۶

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ قبل واہجرنی باز آجاؤ اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ لان العطف علی المذکور فیہ عطف الانشاء علی الاخبار ۱۲

۲ قولہ فی سلام میرا سلام لو اشارۃ الی ان ہذا السلام للمتارکۃ بقرینۃ المقام فلا مس بمسئلۃ السلام علی الکافر جوازا و منعا بہذا المقام ۱۲

۳ قولہ فی حفیا عرض کرونگا اشارۃ الی ان المقصود بہذا الکلام کونہ حفیقیا بالدعاء ولیس المقصود الاخبار عن الاجابۃ لاستحالۃ لہ و ان ہذا الدعاء لم یجب فانہ لم یؤمن

۴ قولہ فی شقیا جیسا بت پرست اشارۃ الی ان فی الکلام تعریضا بہ و بقومہ ۱۲

۵ قولہ فی وہبنا رفاقت اشارۃ الی توجیہ معنی الشرطیۃ فی لما ولو قیل للظرفیۃ فلا یشکل اصلا ۱۲

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ص وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ○ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيْسَ إِنَّهٗ كَانَ

اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے اور اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کیجیے بیشک وہ بڑے راستی والے

صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ○ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ق

نبی تھے اور ہم نے انکو بلند رتبہ تک پہونچایا یہ وہ لوگ ہیں جنپر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا ہے منجملہ انبیا کے آدم کی نسل سے اور ان لوگوں کی نسل سے

وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ز وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْرَآءِيْلَ ز وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ط إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

جنکو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی نسل سے ہے اور ان لوگوں میں سے جنکو ہم نے ہدایت فرمائی اور انکو مقبول بنایا جب ان کے سامنے رحمٰن

اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ○

کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر جاتے تھے۔

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ص وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيْسَ إِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ق وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ز وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْرَآءِيْلَ ز وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ط إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ اور اس کتاب (یعنی قرآن) میں موسیٰ (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجیے (یعنی لوگوں کو سنائیے ورنہ کتاب میں ذکر کرنے والا توفی الحقیقۃ اللہ تعالےٰ ہے) وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے خاص کیے ہوئے (بندے) تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے اور ہم نے انکو کوہ طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے انکو راز کی باتیں کرنے کے لیے مقرب بنایا اور ہم نے ان کو اپنی رحمت (اور عنایت) سے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا (یعنی انکی درخواست کے موافق انکو نبی کیا کہ ان کی مدد کریں) اور اس کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجیے بلاشبہ وہ وعدے کے (بڑے) سچے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا (خصوصا اور دیگر احکام کا عموما) حکم کرتے رہتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے اور اس کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجیے بیشک وہ بڑے راستی والے نبی تھے اور ہم نے ان کو (کمالات میں) بلند رتبہ تک پہونچایا یہ (حضرات جنکا شروع سورت سے یہانتک ذکر ہوا زکریا علیہ السلام سے ادریس علیہ السلام تک یہ) وہ لوگ ہیں جنپر اللہ تعالےٰ نے (خاص) انعام فرمایا ہے (چنانچہ نبوت سے بڑھکر کون سی نعمت ہوگی) منجملہ (دیگر) انبیا (علیہم السلام) کے (یہ وصف سب مذکورین میں مشترک ہے اور یہ سب) آدم (علیہ السلام) کی نسل سے (تھے) اور (بعضے انمیں) ان لوگوں کی نسل سے (تھے) جنکو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا (چنانچہ بجز ادریس علیہ السلام کے کہ وہ اجداد نوح علیہ السلام سے ہیں باقی سب میں یہ وصف ہے) اور (بعضے انمیں) ابراہیم (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) کی نسل سے (تھے چنانچہ حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ و موسیٰ علیہم السلام دونوں کی اولاد میں تھے اور اسحٰق و اسماعیل و یعقوب علیہم السلام صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے) اور (یہ سب حضرات) ان لوگوں میں سے (تھے) جنکو ہم نے ہدایت فرمائی اور انکو مقبول بنایا (اور باوجود اس مقبولیت و اختصاص کے ان سب حضرات موصوفین کی عبدیت کی یہ کیفیت تھی کہ) جب انکے سامنے (حضرت) رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو (غایت افتقار و انکسار و انقیاد کے اظہار کے لیے) سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے (زمین پر) گر جاتے تھے **ف** یہاں چند فوائد ہیں **اول** رسول اور نبی کی تفسیر میں اقوال متعدد ہیں تتبع آیات مختلفہ سے جو بات احقر کے نزدیک محقق ہوئی ہو وہ یہ ہے کہ ان دونوں کے مفہوم میں عموم و خصوص من وجہ ہے۔ رسول وہ ہے جو مخاطبین کو شریعت جدیدہ پہونچاوے خواہ وہ شریعت اس رسول کے اعتبار سے بھی جدید ہو جیسے توراۃ وغیرہ یا صرف مرسل الیہم کے اعتبار سے جدید ہو جیسے اسماعیل علیہ السلام کی شریعت وہی شریعت ابراہیمیہ تھی لیکن قوم جرہم کو اسکا علم حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی سے حاصل ہوا اور خواہ وہ رسول نبی ہو یا نبی نہ ہو جیسے ملائکہ کہ ان پر رسل کا اطلاق کیا گیا ہے اور وہ انبیا نہیں ہیں یا جیسے انبیا کے فرستادے اصحاب جیسا سورہ یٰسین میں ہے اذ جاءھا المرسلون اور نبی وہ ہے جو صاحب وحی ہو خواہ شریعت جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعت قدیمہ کی جیسے اکثر انبیا بنی اسرائیل کہ شریعت موسویہ کی تبلیغ کرتے تھے پس من وجہ وہ عام ہے من وجہ یہ عام ہے پس جن آیتوں میں دونوں مجتمع ہیں اس میں تو کوئی اشکال نہیں

الفقہ السجدۃ مستقلۃ للاجلال او الشکر خارج الصلوۃ قربۃ مشروعۃ لکن غیر مقصودۃ بذاتہا فلا ننافی فی ورودہا فی النصوص و فی قول ابی حنیفۃ کما ہہنا فان ہذا القول مقید باعتقادہا قربۃ مقصودۃ	**النحو** اولئک مبتداء الموصول خبرہ ومن النبیین بیان للموصول ومن ذریۃ ادم بدل من الجار والمجرور ومن حملنا ومن ذریۃ ابراھیم ومن ھدینا کلہا بدل الکل وبعضہا بدل البعض واذا تتلی استینافیۃ

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۙ اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے　جنھوں نے نماز کو برباد کیا　اور خواہشوں کی پیروی کی　سو یہ لوگ عنقریب خرابی دیکھینگے　ہاں مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لایا اور

صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ شَيۡــًٔا ۙ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۨالَّتِىۡ وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ عِبَادَهٗ بِالۡغَيۡبِ ؕ

نیک کام کرنے لگا سو یہ لوگ جنت میں جاویں گے　اور انکا ذرا نقصان نہ کیا جاویگا　وہ ہمیشہ رہنے کے باغ جنکا رحمان نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے اسکے وعدہ کی ہوئی چیز کو وہ ضرور

اِنَّهٗ كَانَ وَعۡدُهٗ مَاۡتِيًّا‏ ۝ لَا يَسۡمَعُوۡنَ فِيۡهَا لَغۡوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمۡ رِزۡقُهُمۡ فِيۡهَا بُكۡرَةً وَّعَشِيًّا ۝

پہونچینگے انمیں وہ لوگ کوئی فضول بات نہ سننے پاوینگے بجز سلام کے　اور ان کو ان کا کھانا صبح و شام ملا کریگا۔

کہ عام و خاص کا جمع ہونا صحیح ہے اور جس موقع پر دونوں میں تقابل ہوا ہے جیسے ما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الخ چونکہ عام خاص مقابل ہوتے نہیں اس لئے وہاں نبی کو عام نہ لیں گے بلکہ خاص کر لیں گے مبلغ شریعت سابقہ کے ساتھ پس معنے یہ ہونگے ما ارسلنا من قبلک من صاحب شرع جدید ولا صاحب شرع غیر جدید الخ لیکن چونکہ اب متبادر لفظ رسول سے صاحب نبوۃ ہوتا ہے اس لیے غیر نبی پر اطلاق اسکا بوجہ ایہام کے درست نہیں جیسے اسوقت بعض اہل زیغ اپنے لیے وحی اور رسالت بلکہ نبوت کے اطلاق کو جائز لکھتے ہیں اور تفسیر بھی ان الفاظ کی بدل ڈالی ہے نعوذ باللہ **دوم** موسیٰ علیہ السلام کی وحی کو جو راز کہا تو اس اعتبار سے کہ اسوقت استماع میں کوئی بشر شریک نہ تھا گو بعد میں اوروں کو بھی موسے علیہ السلام کے ذریعہ سے اسکی اطلاع ہوگئی **سوم** اور اس جانب کو ایمن اس لیے کہا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے دست راست کی طرف تھی **چہارم** اور ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا جانا فرمانے سے مراد یہ ہے کہ انکی معاونت و مصاحبت عطا فرمائی ورنہ ہارون علیہ السلام عمر میں بڑے ہیں **پنجم** حضرت اسماعیل علیہ السلام کے کمالات میں بالتخصیص صدق وعدہ کو فرمانا اس لیے ہے کہ یہ صفت خصوصیت کے ساتھ آپ پر غالب تھی چنانچہ مشہور ہے جسمیں سے ایک فرد اعظم یعنی بچپن میں ایسا سخت وعدہ ذبح کے متعلق ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین پورا کر دینا خود قرآن میں مذکور ہے **ششم** اہل سے مراد اگر مطلق امت ہو تب تو تعمیم حاصل ہے اور اگر خاص گھر والے مراد ہوں تو وجہ تخصیص دو ہو سکتی ہیں یا تو باعتبار بداءت کے کہ گھر والوں کو اور وں سے پہلے فرمایا اور یہی شان ہے اہل تبلیغ کی کما ورد فی قولہ تعالیٰ وانذر عشیرتک الاقربین اور یا اس اعتبار سے کہ اور لوگ انکا اقتدا کرینگے ہی **ہفتم** صلوٰۃ و زکوٰۃ کی تخصیص با عتبار اہتمام کے ہے نہ کہ انحصار کے **ہشتم** یہاں انبیاء علیہم السلام کے بعض اوصاف جو کہ مشترک بھی ہیں جدا جدا فرمانا یہ تفنن کلام کا ہے جو زیادہ تنقیح کا محتاج نہیں **نہم** ادریس علیہ السلام کے قصہ میں رفعت اور مکان اور علو سب معنوی ہیں اور جو قصہ علو حسی کا مشہور ہے اگر وہ صحیح بھی ہو تب بھی تفسیر کا موقوف علیہ بنانے کی ضرورت نہیں علو اور رفعت کا معنوی ہونا تو کثیر الاستعمال ہے لیکن مکان کا معنوی ہونا بھی صاحب روح نے اس شعر سے ثابت کیا ہے ؎ وکن فی مکان اذا ما سقطت ؛ تقوم ورجلاک فی عافیۃ **دہم** چونکہ بعض انبیاء علیہم السلام کی شان میں بعضے ملحدین افراط و تفریط کرتے تھے اس لیے حق تعالیٰ نے ان سب حضرات کے دو قسم کے اوصاف فرمائے۔ انکا مقبول و ذی کمال ہونا کہ علاج ہے تفریط کا۔ اور اذا تتلیٰ علیہم الخ میں انکا مفتقر و منکسر ہونا کہ علاج ہے افراط کا واللہ اعلم بالاسرار المودعۃ فی کتابہ مطلع الانوار وما علمنا فی علمہ الا اقل من قطرۃ بل من رشحۃ فی جنب البحار **ربط** اوپر حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصص ذکر کرکے آگے ان کے متبعین اور مبتدعین کے حال اور دونوں کے مآل کو اس لیے بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفاق اور شقاق کرنے والوں کو ترغیب اور ترہیب ہو۔ نیز اسمیں اثبات معاد بھی ہے جو توحید و نبوت کے ساتھ اکثر جگہ قرآن میں مذکور ہوتا ہے **حال و مآل اہل وفاق و اہل شقاق** فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾

اللغات خلف بسکون اللام عام للصالح وغیر الصالح او خاص بغیر الصالح واما بالفتح فخاص بالصالح وقد یستعمل احدہما مکان الآخر قولہ غیا ہو الضلال حقیقۃ وجزاءہ مجازا وبا اللطف ترجمتہ بقولہ خرابی فانہ ینطبق علی کلا المعنیین ماتیا بمعنے اسم مفعول کما حملتہ علیہ او بمعنے آتیا ۱۲

النحو قولہ الا من تاب استثناء متصل لان ما قبلہ حمل علی العموم قولہ جنت عدن بدل من الجنۃ والمراد بالجنۃ العرفیۃ وبالجنات اللغویۃ فتغایرا مفہوما ۱۲ قولہ التی صفۃ لقولہ الجنۃ لا لجنات قولہ بالغیب حال ای غائبۃ عنہم او غائبین عنہا قولہ الا سلاما استثناء منفصل ۱۲

البلاغۃ قولہ بالغیب فعل نکتۃ التنبیہ بہ الاشعار بان اللہ تعالیٰ وعدہم مالا یتوقعونہ لعدم تعلق علمہم بہ بخلاف ملوک الدنیا فانہم فی الاکثر یعدون ما یظنون فیہ ان المطیع یتوقعہ وذلک غایۃ من الکرم قولہ الا سلاما عندی ہذا التخصیص للتمثیل والا فلا یحصر کلام الجنۃ فی السلام ۱۲ فقط

الفقہ التقیید بالعمل الصالح باعتبار من وجب علیہ واما من لم یتمکن بان مات مثلا بعد الایمان فورا فلا تقیید باعتبارہ فافہم ۱۲

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِىْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ

یہ جنت ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے اوسکا مالک ایسے لوگوں کو بنا دینگے جو کہ خدا سے ڈرنیوالے ہوں اور ہم بدون آپکے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے اسی کی ہیں ہمارے آگے کی سب چیزیں اور ہمارے پیچھے کی

ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝

اُن کے درمیان میں ہیں اور آپکا رب بھولنے والا نہیں وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور اُن سب چیزوں کا جو اُن دونوں کے درمیان ہیں سو تو اسکی عبادت کیا کر اور اسکی عبادت پر قائم رہ بھلا تو کسیکو اُسکا ہم صفت جانتا ہے

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِىْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝ پھر اُن (مذکورین) کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا (خواہ اعتقاداً کہ انکار کیا یا عملاً کہ اُسکے ادا کرنے میں یا حقوق وآداب ضروریہ میں کوتاہی کی) اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی پیروی کی (جو ضروری طاعت سے غافل کرنیوالی تھیں) سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے (خواہ ابدی یا غیر ابدی) ہاں مگر جس نے (کفر و معصیت سے) توبہ کر لی اور (مطلب کفر سے توبہ کرنے کا یہ ہے کہ) ایمان لے آیا اور (معصیت سے توبہ کرنا یہ ہے کہ) نیک کام کرنے لگا سو یہ لوگ (بلا خرابی دیکھے) جنت میں جاوینگے اور (جزاء طاعت کے وقت) انکا ذرا نقصان نہ کیا جاویگا (یعنی ہر نیک عمل کی جزا ملیگی) وہ ہمیشہ رہنے کے باغ جنکا رحمان نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے (اور) اُسکے وعدہ کی ہوئی چیز کو یہ لوگ ضرور پہونچیں گے اُس (جنت) میں وہ لوگ کوئی فضول بات نہ سننے پاوینگے (کیونکہ وہاں فضول بات ہی نہ ہوگی) بجز (فرشتوں اور ایک دوسرے کے) سلام (کرنے) کے اور ظاہر ہے کہ سلام سے بہت ہی خوشی اور راحت ہوتی ہے تو وہ فضول نہیں) اور انکو انکا کھانا صبح و شام ملا کریگا (یعنی یہ تو معین طور پر ہوگا اور یوں دوسرے وقت بھی اگر چاہیں گے ملیگا) یہ جنت (جسکا ذکر ہوا) ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے اُسکا مالک ایسے لوگوں کو بنا دینگے جو کہ خدا سے ڈرنے والا ہو جو تفسیر ہے ایمان عمل صالح کا کی یلقون غیا کی تفسیر میں (ابدی وغیر ابدی) دو قسمیں باعتبار کافر و عاصی کے کہی گئیں۔ اسیطرح یدخلون الجنة کی تفسیر میں جو بلا خرابی کہا گیا یہاں بھی ایمان پر خرابی ابدی کی نفی اور عمل صالح پر مطلق خرابی کی نفی مراد ہے۔ اور لا یظلمون دونوں کے لیے عام ہے بمقابلہ کفار کے کہ اُن کے حسنات پر ثواب نہ ہوگا گو یہ ظلم نہیں مگر یہاں جو اسکی تفسیر ہے بنقصان وہ نقصان تو متحقق ہے۔ اور صبح شام سے مراد مقدار صبح و شام ہے ورنہ جنت میں تو ظلمت ہی نہیں جسکے یہ سب فروع ہیں ربط اوپر اہل وفاق کی فضیلت اجر کے بیان کرنے میں اطاعت کی ترغیب فرمائی تھی آگے اسکی تاکید و تقویت کے لیے وما نتنزل الخ میں ملائکہ کا غایت درجہ تابع امر ہونا بیان فرما کر اور پھر رب السموات الخ میں تمام عالم کا مسخر قدرت و مربوب ہونا بیان فرما کر فاعبدہ الخ میں تفریعاً اطاعت کا امر فرماتے ہیں کیونکہ شان نزول وما نتنزل کا جیسا بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے آرزو ظاہر فرمائی تھی کہ ذرا زیادہ آیا کرو اسپر یہ آیت نازل ہوئی جو بطور جواب کے ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی جانب سے جسکے مضمون سے غایت تابعیت للامر الالہی ظاہر ہے اور اس تابعیت سے ترغیب طاعت کی تاکید تقویت ظاہر ہے کہ جب فرشتوں کی باوجود عظمت کے یہ کیفیت ہے تو ہم کیونکر اطاعت نہ کریں۔

محکوم و مربوب بودن ملائکہ و تمامی خلائق مر حق تعالیٰ را و تفریع وجوب عبادت آن

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ اور (ہم آپ کی درخواست کا جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے جواب دیتے ہیں سنیئے وہ یہ ہے کہ) ہم (یعنی فرشتے) بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے اسیکی (ملک) ہیں ہمارے آگے کی سب چیزیں (مکان ہو یا زمان مکانی ہو یا زمانی) اور (اسیطرح) ہمارے پیچھے کی سب چیزیں اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں (آگے کا مکان تو جو منہ کے سامنے ہو اور پیچھے کا جو پشت کی طرف ہو اور ما بین ذلک جسمیں یہ شخص خود ہو اور آگے کا زمان جو مستقبل ہو اور پیچھے کا جو ماضی ہو اور ما بین ذلک جو زمانہ حال ہو) اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں (چنانچہ یہ سب امور آپ کو پہلے سے معلوم ہیں مطلب یہ ہے کہ ہم ملکوتیاً و تشریعاً مسخر امر ہیں اپنی رائے سے ایک مکان سے دوسرے مکان میں یا جس زمان میں ہم چاہیں کہیں آجا نہیں سکتے لیکن جب ہمارا بھیجنا مصلحت ہوتا ہے حق تعالیٰ بھیجدیتے ہیں یہ احتمال نہیں کہ شاید کسی مصلحت کے وقت میں بھول جاتے ہوں) وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور اُن سب چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان میں ہیں سو (جب ایسا حاکم و مالک ہے تو اے مخاطب) تو اسکی عبادت (اور اطاعت) کیا کر اور (ایک آدھ بار نہیں بلکہ) اُسکی عبادت پر قائم رہ (اور اگر اُسکی عبادت نہ کرے گا تو کیا دوسرے کی عبادت کریگا) بھلا تو کسیکو اُسکا ہم صفت جانتا ہے (یعنی کوئی اُسکا ہم صفت نہیں تو لائق عبادت بھی کوئی نہیں پس اُسی کی عبادت کرنا ضرور ہوا)

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله فی خلفت بعضے اعتبار اللواقع وعدم دلالة الخلف علی العموم ۱۲ ۵۲ قوله فی الشهوات ناجائز بقرینة المقام ۱۲ ۵۳ قوله فی واصلح مطلب اشارة الی کونه عطف تفسیر ۱۲ ۵۴ قوله فی یدخلون بلا خرابی فسقط احتجاج المعتزلة فی اشتراطهم العمل لدخول الجنة مطلقاً ۱۲ ۵۵ قوله فی لا یسمعون فضول بات نہ ہوگی فالنفی للقید باعتبار نفی المطلق لا القید فقط ۱۲ ۵۶ قوله فی ما نتنزل ہم آپ کی درخواست الخ افاد به انه لا یلزم کونه نقل الکلام جبرئیل علیه السلام لانه لا دلیل علی انه علیه السلام قاله ولا تم حکی الله تعالیٰ عنه ثانیا ولا یلزم علی تقدیر کونه کلامه تعالیٰ رجع الضمیر الی الله تعالیٰ و لا یلزم کونه خطابا و تعلیما لجبرئیل علیه السلام لیقوله للنبی صلی الله علیه وسلم فافهم فانه عزیز ۱۲ ۵۷ قوله فی رب السموات وہ اشارة الی حذف المبتدأ ۱۲ ۵۸ قوله فی فاعبده ای مخاطب اشارة الی عدم تخصیص الخطاب للنبی صلی الله علیه وسلم ۱۲ ۵۹ قوله فی هل تعلم ہم صفت نہیں اشارة الی ان نفی العلم فی الآية یراد به نفی المعلوم فافهم ۱۲

البلاغة قوله نورث مجاز عن التملیک ونکتة التعبیر به ای الملک الذی یکون فی المیراث لا یسترد ولا یفسخ فهو اقوی من سائر اقسامه ۱۲

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝

اور انسان یون کہتا ہی کہ مین جب مرجاؤنگا تو کیا پھر زندہ کرکے نکالا جاؤنگا — کیا انسان اس بات کو نہین سمجھتا کہ ہم اسکو اسکے قبل وجود مین لاچکے ہین اور وہ کچھ بھی نہ تھا

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى

سو قسم ہی آپکے رب کی ہم ان کو جمع کرینگے اور شیاطین کو بھی پھر ان کو دوزخ کے گرداگرد اس حالت سے حاضر کرینگے کہ گھٹنون کے بل گرے ہونگے پھر ہر گروہ مین سے ان لوگون کو جدا کرینگے جو ان مین سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ

الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۝ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا

سے سرکشی کیا کرتا تھا — پھر ہم ایسے لوگون کو خوب جانتے ہین جو دوزخ مین جانیکے زیادہ مستحق ہین — اور تم مین سے کوئی بھی نہین جسکا اسپر گذر نہو یہ آپکے رب کے اعتبار سے لازم ہی

مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝

جو پورا ہو کر رہیگا — پھر ہم ان لوگون کو نجات دیدینگے جو خدا سے ڈرتے تھے اور ظالمون کو اسمین ایسی حالت مین رہنے دینگے کہ گھٹنون کے بل گر پڑینگے

بعض نے جنکو حدیث سے اعتقاد نہین اس آیت کو اہل جنت کا قول بنایا ہی کہ جنت مین جا کر کہین گے کہ ہمارا یہ نزول جنت بامر رب ہوا ہی الخ لیکن اول تو یہ صحیح شان نزول کے خلاف ہی — دوسرے تنزل کے معنے ہین بار بار نازل ہونا سو یہ جنت مین مفقود ہے — تیسرے اس صورت مین بجائے بامر ربک کے بامر ربنا زیادہ مناسب و قرین بلاغت تھا خوب سمجھ لو — **ربط** اوپر اہل اطاعت و معصیت کا دنیا مین حال اور آخرت مین آل مجملاً مذکور ہوا تھا آگے بھی حال اور مآل اور اسی مین بعض کے اقوال کسی قدر مفصلاً مذکور ہین نیز اسمین مبحث بعث و معاد کی بھی تفصیل ہوگئی جو اوپر اجمال کے ساتھ مذکور تھی اور یہ توجیہ ربط کی یہانسے آخر سورت تک جاری ہی

تفصیل حال و معاد اہل ضلال و اہل ارشاد

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ اور انسان (منکر بعث) یون کہتا ہی کہ مین جب مرجاؤنگا تو کیا پھر زندہ کرکے قبر سے نکالا جاؤنگا (اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہین کہ) کیا (یہ) انسان اس بات کو نہین سمجھتا کہ ہم اسکو اس کے قبل (عدم سے) وجود مین لاچکے ہین اور یہ (اسوقت) کچھ بھی نہ تھا (جب ایسی حالت سے حیات تک لانا آسان ہے تو دوبارہ حیات دینا تو بدرجہ اولیٰ آسان ہی) سو قسم ہی آپکے رب کی ہم انکو (قیامت مین زندہ کرکے موقف مین) جمع کرینگے اور (ان کے ساتھ) شیاطین کو بھی (جو دنیا مین ان کے ساتھ رہکر بہکاتے سکھاتے تھے جیسا دوسری آیت مین ہی قال قرینہ ربنا ما اطغیتہ) پھر ان (سب) کو دوزخ کے گرداگرد اس حالت سے حاضر کرینگے کہ (مارے ہیبت کے) گھٹنون کے بل گرے ہون گے پھر (ان کفار کے) ہر گروہ مین سے (جیسے یہود و نصاریٰ و مجوس و بت پرست) ان لوگون کو جدا کرینگے جو ان مین سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے سرکشی کیا کرتا تھا (تاکہ ایسون کو اورون سے پہلے دوزخ مین داخل کرین) پھر (یہ نہین کہ اس جدا کرنے مین ہمکو کسی تحقیقات کی ضرورت پڑے کیونکہ) ہم (خود) ایسے لوگون کو خوب جانتے ہین جو دوزخ مین جانے کے زیادہ (یعنی اول) مستحق ہین (پس اپنے علم سے ایسون کو الگ کرکے اول انکو پھر دوسرے کفار کو دوزخ مین داخل کردینگے اور یہ ترتیب صرف اولیت مین ہی اور آخریت نہ ہونے مین تو سب مساوی ہین) اور جہنم کا وجود ایسا یقینی ہے کہ اسکا معاینہ سب مومن و کافر کو کرایا جاویگا گو صورت اور غرض معاینہ کی مختلف ہوگی کفار کو بطور دخول کے اور تعذیب ابدی کے واسطے اور مومنین کو بطور عبور پل صراط کے اور زیادت شکر اور فرح کے واسطے کہ اسکو دیکھکر جو جنت مین پہونچین گے تو اور زیادہ شکر کرینگے اور خوش ہون گے اور بعض عصاۃ کو سزائے محدود کے لیے جو کہ تطہیر ہی اسی عموم معاینہ کی خبر دیجاتی ہی کہ تم مین سے کوئی بھی نہین جسکا اسپر گذر نہو (کسیکا دخولاً کسیکا عبوراً) یہ (وعدہ کے موافق) آپکے رب کے اعتبار سے (بطور) لازم (مؤکد کے) ہی جو (ضرور) پورا ہو کر رہیگا پھر (اس ورود کے

ملحقات الترجمة
سلہ قولہ فی لنحشرنہم ان کو اشارۃ الی ان الضمائر للکفار لا الضمیر مشکلم فصل علی عموم متعیر بلا الحدیث الدال علی عموم الورود تا فہم و فی الالتفات من الغیبۃ الی الخطاب یکون لہذہ النکتۃ ۱۲
سلہ قولہ فی ثم لنحن پھر یہ نہین وقولہ فی ثم ننجی پھر ورود مشابہ بہذین التفسیرین الی ان التراخی فی الحکایۃ لا الحکم عنہ سلہ قولہ فی التقیید الذین ہم اولی الخ کو الگ کرکے اشارۃ الی ان الموصول فیہ وضع المظہر موضع المضمر فافہم ۱۲

اللغات قولہ اولا یذکر بمعنی الذکر الذی بمعنی التفکر الجثی بارکین علی الرکب جمع جاث اصلہ جثو وبوادیم عتیا ہو عن الطاعۃ مصدر صلیا مصدر بمعنی الدخول ۱۲
البلاغۃ قولہ لنحضرنہم کان الظاہر ان یقول نحو جہنم لکن اوثر ہذا لیکون ابلغ فی الدلالۃ یعنی یکون الاخراج مع شیٔ زائد مایل ۱۲

الروایات فی الروح اخرج ابن المنذر عن ابن جریج انہا ای آیۃ ویقول الانسان نزلت فی الولید بن المغیرۃ واخرج ابن ابی حاتم عن ابن زید انہ قال فی الآیۃ ای قولہ وان منکم ورود المسلمین المرور علی الجسر بین ظہریہا وورود المشرکین ان یدخلوہا اہ قال صاحب الروح ولا بد علی ہذا من ارتکاب عموم المجاز ۱۲

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ

اور جب ان لوگون کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتین پڑھی جاتی ہین تو یہ کافر لوگ مسلمانون سے کہتے ہین کہ دونون فریقون مین مکان کسکا زیادہ اچھا ہے اور محفل کسکی اچھی ہے — اور

اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا

ہم نے ان سے پہلے بہت سے ایسے ایسے گروہ ہلاک کیے ہین جو سامان اور نمود مین ان سے بھی اچھے تھے — آپ فرما دیجیے کہ جو لوگ گمراہی مین ہین اللہ تعالیٰ انکو ڈھیل دیتا چلا جا رہا ہے یہانتک کہ جس چیز کا

مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

ان سے وعدہ کیا گیا ہے جب اسکو دیکھ لینگے خواہ عذاب کو خواہ قیامت کو سو ان کو معلوم ہو جاویگا کہ برا مکان کسکا ہے اور کمزور مددگار کسکے ہین — اور اللہ تعالیٰ ہدایت والونکو ہدایت

اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝

بڑھاتا ہے — اور جو نیک کام ہمیشہ کے لیے باقی رہنے والے ہین وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب مین بھی بہتر ہین اور انجام مین بھی بہتر ہین —

یہ نہ سمجھا جاوے کہ اسمین مومن و کفار برابر ہین بلکہ) ہم اُن لوگون کو نجات دیدینگے جو خدا سے ڈر (کر ایمان لا) تے تھے (خواہ اول ہی دہلہ مین نجات ہو جاوے جیسے مومنین کاملین کو اور خواہ بعد کسیقدر تکلیف کے جیسے مومنین ناقصین کو) اور ظالمون کو (یعنی کافرون کو) اسمین (ہمیشہ کے لیے) ایسی حالت مین رہنے دینگے کہ (مارے رنج و غم کے) گھٹنون کے بل گر گر پڑینگے۔ ربط اوپر کی آیتون کی تمہید مین گذر چکا۔

ردِّ بعض اقوال منکرین

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ اور جب اِن (منکر) لوگون کے سامنے ہماری (وہ) کھلی کھلی آیتین پڑھی جاتی ہین (جنمین مومنین کا حق پر ہونا اور کفار کا باطل پر ہونا مذکور ہوتا ہے) تو یہ کافر لوگ مسلمانون سے کہتے ہین کہ (یہ بتلاؤ ہم) دونون فریقون مین (یعنی ہم مین اور تم مین دنیا مین) مکان کسکا زیادہ اچھا ہے اور محفل کسکی اچھی ہے (یعنی ظاہر ہے کہ خانگی اور مجلسی سازوسامان اور اہل و اعوان مین ہم بڑھے ہوئے ہین۔ یہ مقدمہ تو حسی ہے اور دوسرا مقدمہ عرفی ہے کہ محبوب کو نعمت دیجاتی ہے ان دونون مقدمون سے ثابت ہوا کہ ہم اللہ کے محبوب و مقبول ہین اور تم مغضوب و مخذول۔ آگے اللہ تعالیٰ ایک جواب الزامی اور ایک تحقیقی دیتے ہین پہلا جواب تو یہ ہے کہ لوگ ایسی بات کہتے ہین) اور (یہ نہین دیکھتے کہ) ہم نے ان سے پہلے بہت سے ایسے ایسے گروہ (ہیبت ناک سزاؤن سے کہ بالیقین عذاب تھے) ہلاک کیے ہین جو سامان اور نمود مین ان سے بھی (کہین) اچھے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ مقدمہ ثانیہ غلط ہے بلکہ کسی حکمت اور مصلحت سے نعمت دنیویہ اور مبغوضیت کا جمع ہونا ممکن ہے آگے دوسرا جواب ہے کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ جو لوگ گمراہی مین ہین (یعنی تم) اللہ تعالیٰ انکو ڈھیل دیتا چلا جا رہا ہے (یعنی اس نعمت دنیوی مین یہ حکمت ہے کہ مہلت دیکر اتمام حجت کر دے جیسا دوسری آیت مین ہے اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر الخ اور یہ مہلت چند روزہ ہے) یہانتک کہ جس چیز کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے جب اسکو دیکھ لین گے خواہ عذاب کو (دنیا مین) خواہ قیامت کو (دوسرے عالم مین) سو (اسوقت) انکو معلوم ہو جاویگا کہ برا مکان کسکا ہے اور کمزور مددگار کسکے ہین (یعنی دنیا مین جو اپنے اہل مجلس کو اپنا مددگار سمجھتے ہین اور فخر کرتے ہین وہان معلوم ہوگا کہ انمین کتنا زور ہے کیونکہ وہان تو زور مین اتنی کمی ہوگی کہ اصلا زور نہ ہوگا اسکو اضعف فرمایا تھا) اور (مسلمانون کا یہ حال ہے کہ) اللہ تعالیٰ ہدایت والون کو (دنیا مین تو) ہدایت بڑھاتا ہے (یعنی اصل سرمایہ یہ ہے اگر اس کے ساتھ مال و دولت نہ ہو مضر نہین) اور (آخرت مین ظاہر ہوگا کہ) جو نیک کام ہمیشہ کے لیے باقی رہنے والے ہین وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب مین بھی بہتر ہین اور انجام مین بھی بہتر ہین پس انکو ثواب مین بڑی بڑی نعمتین ملین گی جنمین مکانات اور باغات سب کچھ ہون گے اور انجام ان اعمال کا ابدیت ہے ان نعمتون کی پس کیفیت و کمیت مسلمانون ہی کی حالت اخیرہ بہتر ہوگی اور اخیر ہی کا اعتبار بھی ہے۔ ف آیتون کا بینات ہونا یا باعتبار اعجاز کے ہے یا اثبات مطالب کے باہر ہو کے۔ اور اضعف جندا سے یہ شبہہ

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ فی جثیا اشارہ الی کر گر پڑینگے۔ اشارہ الی دفع ما یتوہم ان النصوص ناطقۃ بالاجتماع مع الجثو من الصعود والدوران ونحوہما ۱۲

سلہ قولہ للذین امنوا مسلمانون سے اشارہ الی ان اللام للتبلیغ لا بمعنی الاجل لان قولہم لیس فی حق المومنین فقط ۱۲

سلہ قولہ فی مدا چلا جا رہا ہے دل علیہ التاکید بالمصدر ۱۲

اللغات المقام المکان والندی المجلس والاثاث متاع البیت والرئی نقل بمعنی المفعول ۱۲ تفسیر ۱۲ النحو قولہ مقاما تمییز عن المبتدأ قولہ حتی غایۃ للمد قولہ فسیعلمون جواب اذا ۱۲ البلاغۃ قولہ فلیمدد

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ

بھلا آپ نے اُس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مجکو مال اور اولاد ملینگے — کیا یہ شخص غیب پر مطلع ہوگیا ہی یا اسنے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد لیلیا ہی — ہرگز نہیں ہم اسکا کہا ہوا بھی

مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ

لکھے لیتے ہین اُسکے لئے عذاب بڑھاتے چلے جاوینگے — اور اُسکی کہی ہوئی چیزون کے ہم مالک رہ جاوینگے وہ ہمارے پاس تنہا ہو کر آویگا اور ان لوگون نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود تجویز کر رکھے ہین تاکہ انکے لیے

عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝

باعث عزت ہون ہرگز نہیں وہ تو انکی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھین گے اور ان کے مخالف ہو جاوینگے — کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر چھوڑ رکھا ہی کہ وہ انکو خوب ابھارتے رہتے ہین

ع ۵ / ۱۷

نہ کیا جاوے کہ اُن کے پاس وہان جند ہوگا مگر ضعیف ہوگا کیونکہ یہان جند اہل مجلس کو کہا جو دنیا مین جند تھے وہان انکا ضعف بیان کرنا مقصود ہی - اور اسیطرح (ضعف سے یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ اُس جند مین وہان قوت تو ہوگی مگر کم کیونکہ ضعف کا منتہا یہ ہی کہ بالکل قوت نرہے تو خالی عن القوت پر بھی اضعف صادق آتا ہی چنانچہ احقر کے تقریر ترجمہ سے یہ دونون شبہے اسیطرح صاف ہوچکے ہین **ربط** آیت ویقول الانسان کی تمہید مین مذکور ہوچکا۔

ردبعض دیگر اقوال منکرین

اور اس قول کا قصہ یہ ہے کہ خباب بن ارت صحابی لوہار کا کام کرتے تھے انکا کچھ قرض عاص بن وائل کے ذمہ رہگیا تھا اُنھون نے ایک بار تقاضا کیا تو عاص نے جواب دیا کہ جبتک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کریگا تیرے دام نہ دونگا انہون نے کہا کہ اگر تو مر کر بھی زندہ ہوگا جب بھی کفر نہ کرونگا اُسنے کہا پس جب یہ بات ہی کہ مین مرکر بھی زندہ ہونے والا ہون تو میرے پاس جب ہی آنا میرے پاس اُسوقت بھی مال اولاد سب کچھ ہوگا تیرے دام بھگتا دونگا اسپر یہ آیندہ آیت نازل ہوئی رواہ البخاری ومسلم والترمذی والطبرانی وابن حبان وغیرہم **آیت و تفسیر** أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بھلا آپ نے اُس شخص (کی حالت) کو بھی دیکھا جو ہماری آیتون کے ساتھ (جنکا حق یہ ہی کہ اُنپر ایمان لایا جاتا جنمین سے آیات بعث بھی ہین) کفر کرتا ہی اور (علی سبیل الاستہزاء) کہتا ہی کہ مجھکو (آخرت مین) مال اور اولاد ملینگے (مطلب یہ کہ اسکی حالت بھی تعجب کے قابل ہے آگے اسکا رد ہی کہ) کیا یہ شخص غیب پر مطلع ہوگیا ہے یا اس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد (اس بات کا) لے لیا ہی (یعنی اس دعوی کا علم آیا بلا واسطہ اسباب ہوا ہی کہ علم غیب ہی یا بواسطہ اسباب ہوا ہی پھر چونکہ وہ دعوی حکم عقلی تو ہے نہین بلکہ امر نقلی ہے اسلیے صرف دلیل نقلی کہ اخبار خداوندی ہے اسکی دلیل ہوسکتی ہی سو دونون طریق مفقود ہین اوّل تو عقلاً بھی ممتنع ہی اور دوسرا وقوعاً منتفی ہے) ہرگز نہین (محض غلط کہتا ہی اور) ہم اُسکا کہا ہوا بھی لکھے لیتے ہین (اور وقت پر یہ سزا دینگے کہ) اُسکے لئے عذاب بڑھاتے چلے جاوینگے اور اُسکی کہی ہوئی چیزون کے ہم مالک رہ جاوینگے (یعنی وہ تو دنیا سے مرجاویگا اور اموال و اولاد پر کوئی اُسکا اختیار نرہیگا ہم ہی سب کے مالک رہین گے اور قیامت مین ہم اُسکو نہ دینگے بلکہ) وہ ہمارے پاس (مال و اولاد سے) تنہا ہوکر آویگا **ربط** آیت ویقول الانسان کی تمہید مین گذر چکا۔

ذم بعضے احوال منکرین

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ اور ان لوگون نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود تجویز کر رکھے ہین تاکہ ان کے لیے وہ (عند اللہ) باعث عزت ہون (جیسا اس آیت مین حکایت ہی يَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ سو ایسا) ہرگز نہین (ہوگا بلکہ) وہ تو (قیامت مین خود) انکی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھین گے (جیسا سورہ یونس کے تیسرے رکوع مین گذر چکا وَقَالَ شُرَكَاؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ) اور (اُلٹے) ان کے مخالف ہو جاوینگے (فالاً بھی جیسا گذرا اور حالاً بھی کہ بجاے عزت کے سبب ذلت ہو جاوینگے **ف** ان معبودین مین اصنام بھی ہونگے سو اُنکا ناطق ہونا جیسا یکفرون کا مقتضا ہی مثل نطق جوارح کے مستبعد و مستغرب نہین **ربط** اوپر جن ضلالات کا بیان ہوا ہی آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے انکا سبب کہ تسلط شیاطین ہی اور پھر ان کا اثر کہ عذاب مہین ہی اور اسکے وقوع کا وقت کہ یوم الدین ہے مذکور ہی باقی جن خاص ربط ہی وہ ربط عام اوپر گذر چکا

بیان سبب ضلال و وبال ضلال و وقت وبال منکرین بغرض تسلیہ رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی قال لاوتین استہزاء فلا اشکال فی اجتماع انکار البعث مع ہذا القول فافہم ۲؎ قولہ فی نرثہ ما یقول کی ہوئی چیزون اشارۃ الی ان المراد مصداق ما یقول وہو المال والولد ۳؎ قولہ فی عزا باعث عزت اشارۃ الی حذف المضاف وعبر بالمصدر مبالغۃ ۱۲

اللغات الاز والہز والاستفزاز الازعاج بشدۃ ۱۲ النحو قولہ افرأیت تقدیرہ انظرت فرأیت قولہ سنکتب السین للتاکید - قولہ تؤزھم فی البحر اما حال مقدرۃ من الشیاطین واستیناف جوابی ۱۲

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝

سو آپ انکے لیے جلدی نہ کیجیے ہم انکی باتین خود شمار کر رہے ہین جس روز ہم متقیون کو رحمان کی طرف مہمان بناکر جمع کرینگے اور مجرمون کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکینگے

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ

کوئی سفارش کا اختیار نہ رکھیگا مگر ہان جس نے رحمان کے پاس اجازت لی ہے اور یہ لوگ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے اولاد اختیار کر رکھی ہے تم نے یہ ایسی سخت حرکت کی ہے کہ اسکے سبب کچھ بعید

يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝

نہین کہ آسمان پھٹ پڑین اور زمین کے ٹکڑے اڑجاوین اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑین اس بات سے کہ یہ لوگ خدا تعالی کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہین حالانکہ خدا تعالی کی شان نہین کہ وہ اولاد اختیار کرے

إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۝

جتنے بھی کچھ آسمانون اور زمین مین ہین سب خدا تعالی کے روبرو غلام ہوکر حاضر ہوتے ہین اُسنے سبکو احاطہ کر رکھا ہے اور سبکو شمار کر رکھا ہے اور قیامت کے روز سب کے سب اسکے پاس تنہا تنہا حاضر ہونگے

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا (۸۵) وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا (۸۶) لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا (۸۷) (آپ جو انکی گمراہی سے غم کرتے ہین تو) کیا آپ کو معلوم نہین کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر (ابتلاءً) چھوڑ رکھا ہے کہ وہ اُنکو (کفر وضلال پر) خوب[1] ابھارتے (اور اکساتے) رہتے ہین (پھر جو خود ہی اپنے اختیار سے اپنے بدخواہ کے بہکانے مین آجاوے اسکا کیون غم کیاجاوے) سو (جب شیاطین ابتلاءً مسلط ہوے ہین اور نعیں سزا کے مستحق ہین ابتلا رہنا نہین تو) آپ انکے لیے جلدی (عذاب ہونیکی درخواست) نہ کیجیے ہم اُنکی باتین[2] (جنپر سزا ہوگی) خود شمار کر رہے ہین (اور وہ سزا اُس روز واقع ہوگی) جس روز ہم متقیون کو رحمان (کے دار النعیم) کی طرف مہمان بناکر جمع کرینگے اور مجرمون کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکینگے (اور کوئی انکا سفارشی[3] بھی نہ ہوگا کیونکہ وہان) کوئی سفارش کا اختیار نہ رکھیگا مگر ہان جس نے رحمان کے پاس (سے) اجازت[4] لی ہے (وہ انبیاء وصلحا ہین اور اجازت خاص ہے مؤمنین کے ساتھ پس کفار محل شفاعت نہ ہوئے) ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جلدی عذاب چاہنا بعد مایوسی اُن کے ایمان لانے کے شاید اسوجہ سے ہو کہ انکا ضرر کفر دوسرون تک متعدی نہ ہوجاوے پس ایسا استعجال منافی شان رحمت کے نہین ہے۔ اور ظاہر امجرمین سے مراد کفار ہین تو مقابلہ مین متقین سے مراد مؤمن ہین پھر یہ حشر اگر جنت کی طرف لیجانا ہے تب تو مطلق مؤمن مراد ہین اور اگر یہ حشر من القبر الی الموقف ہے تو مؤمنین کامل مراد ہین کہ اکرام مستمر اُن ہی کے ساتھ خاص ہے اور مؤمنین ناقص کا حال مقابلہ سے مفہوم ہوگیا کہ بین بین ہوگا واللہ اعلم ربط اوپر بعض ضلالات اور اُنکی عقوبت کا بیان تھا آگے بھی ایک خاص ضلال کا مع اسکے ابطال اور اُسکے نکال کے بیان ہے۔

ابطال ومآل عقیدہ اتخاذ ولد

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا (۸۸) لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا (۸۹) تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا (۹۰) أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا (۹۱) وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا (۹۲) إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا (۹۳) لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا (۹۴) وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا (۹۵) اور یہ (کافر) لوگ کہتے ہین کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالی نے اولاد (بھی) اختیار کر رکھی ہے (چنانچہ نصاری کثرت سے اور یہود قلت سے اور مشرکین عرب کے اس عقیدہ فاسدہ مین مبتلا تھے اللہ تعالی فرماتے ہین کہ) تم نے (جو) یہ (بات کہی تو) ایسی سخت حرکت کی ہے کہ اسکے سبب کچھ بعید نہین کہ آسمان پھٹ پڑین اور زمین کے ٹکڑے اڑجاوین اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑین اس بات سے کہ یہ لوگ خدا تعالی کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہین حالانکہ خدا تعالی کی شان نہین کہ وہ اولاد اختیار کرے (کیونکہ) جتنے بھی کچھ آسمانون اور زمین مین ہین سب خدا تعالی کے روبرو غلام ہوکر حاضر ہوتے ہین (اور) اُس نے سبکو (اپنی قدرت[5] مین) احاطہ کر رکھا ہے اور (اپنے علم سے) سبکو شمار کر رکھا ہے (یہ حالت تو انکی فی الحال ہے) اور قیامت کے روز سب کے سب اُسکے پاس تنہا تنہا حاضر ہونگے (کہ ہر شخص خدا ہی کا محتاج اور محکوم ہوگا پس اگر خدا کے اولاد ہو تو خدا ہی کی طرح وجوب وجود ولوازم وجوب کے ساتھ موصوف ہونا چاہیے اور خدا کی یہ صفات ہین جو مذکور ہوئین عموم قدرت۔ عموم علم اور غیر خدا کی یہ صفتین ہین افتقار وانقیاد

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی تؤزهم خوب افاد التاکید المفعول المطلق ١٢

[2] قوله فی نعد لهم باتین اشارة الی تقدیر الاحوال قبل بتقدیر الاعمار والساعات کنایة عن قصور مدتهم ولا ینافی علی هذا المدلول الطول باعتبارهم والقصر باعتباره تعالی ١٢

[3] قوله فی لا یملکون کوئی اشارة الی کون مرجع الضمیر عاما ١٢

[4] قوله فی عهدا اجازت کما فی الروح قیل المراد بالعهد الامر والاذن ویقال اتخذت الاذن ١٢

[5] قوله فی احصهم قدرت کما فی قوله تعالی علم ان لن تحصوه وفی الحدیث ولن تحصوا ١٢

اللغات الوفد الرکب اومن یقدم علی الملوک وبالجملة فاللفظة مشعرة عن الاکرام الورد عطاش وأصله المصدر من ورد ای سار الی الماء ویلزمه العطش عادة - الاد الثقیل العظیم وهو بالکسر اسم وبالفتح مصدر والهد کما فی القاموس الهدم الشدید والکسر ١٢

النحو یوم نحشر ناصبه المقدر المدلول علیه بالکلام السابق ای نعذبهم یوم الخ قوله ان دعوا مجرور اما باللام التعلیلیة واما بالبدلیة من الضمیر المجرور فی منه ١٢

البلاغة قوله اتی الرحمن هذا الاتیان کما فی الروح معنوی قوله تنشق اختلاف العبارات فی الافلاف عند ی

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ

بلا شبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اللہ تعالیٰ انکے لیے محبت پیدا کر دیگا سو ہم نے اسی قرآن کو آپکی زبان میں اسلیے آسان کیا ہے تاکہ آپ اس سے متقیوں کو خوشخبری

تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ۭ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

سنا دیں اور اس سے جھگڑالو آدمیوں کو خوف دلادیں اور ہم نے ان کے قبل بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا ہے کیا آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا انکی کوئی آہستہ آواز سنتے ہیں

رکوع ۶ ع ۹

جو مضادہیں وجوب کے پھر ضدین کا اجتماع کیونکر ہو سکتا ہے **ف** اس قول میں اور آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے ٹوٹنے پھوٹنے میں علاقہ یہ ہے کہ اس قول کا جو اثر معقول ہے اگر وہ محسوس ہوتا تو اُسکے آثار خارجیہ یہ ہوتے ربط اوپر کفار کو نقم اخرویہ کی وعید اور ابرار کو نعم اخرویہ کا وعدہ سُنایا تھا آگے ان الذین آمنوا الخ میں ابرار کو نعم دنیویہ کا وعدہ اور کم اہلکنا الخ میں کفار کو نقم دنیویہ کی وعید سُناتے ہیں اور چونکہ یہ وعدے اور وعیدیں تبشیر و انذار ہیں درمیان میں آیہ فانما یسرناہ الخ میں اسی تبشیر و انذار کا تمام قرآن کی غایت ہونا ارشاد فرماتے ہیں اور چونکہ آیات بالا میں کفار کی طرف زیادہ روئے سخن ہے اسلیے مضمون مذکور کو انذار پر ختم فرماتے ہیں اور اسی پر سورت ختم ہے پس سورت کا رحمت سے شروع ہونا اور انذار پر ختم ہونا ایک خاص لطف دیتا ہے۔

تبشیر اہل ایمان و انذار اہل طغیان و بودن او اعظم مقاصد قرآن

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ۭ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾ بلا شبہ جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے اللہ تعالیٰ اُنکو علاوہ نعم مذکورہ اخرویہ کے دنیا میں یہ نعمت دیگا کہ اُنکے لیے (خلائق کے دل میں) محبت پیدا کر دیگا سو (آپ انکو یہ بشارت دیدیجیے کیونکہ) ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان (عربی) میں اسلیے آسان کیا ہے کہ آپ اس سے متقیوں کو خوشخبری سنادیں اور (نیز) اس سے جھگڑالو آدمیوں کو خوف دلادیں اور (ان خوف کی چیزوں میں سے نقمت دنیویہ کا ایک یہ بھی مضمون ہے کہ) ہم نے انکے قبل بہت سے گروہوں کو (عذاب و قہر سے) ہلاک کر دیا ہے (سو) کیا آپ اُنمیں سے کسیکو دیکھتے ہیں یا اُن میں سے کسی کی کوئی آہستہ آواز سنتے ہیں (یہ کنایہ ہے بے نام و نشان ہونے سے سو کفار اس نقمت دنیویہ کے بھی مستحق ہیں گو کسی مصلحت سے کسی کافر کے لیے اسکا وقوع نہ ہو مگر اندیشہ کے قابل تو ہے) **ف** ان الذین آمنوا الخ کی یہ تفسیر حدیث میں آئی ہے اور اسکا نعمت ہونا بلکہ اعظم نعمت ہونا ظاہر ہے کیونکہ منبع نعمت کا راحت اور امن ہے اور ظاہر ہے کہ محبوبیت اُسکے اعظم اسباب سے ہے اور اسکا یہ مطلب نہیں کہ اُس سے کسی کو بغض نہ ہوگا بلکہ مقصود قرآن و حدیث کا یہ ہے کہ عام خلائق جنکا نہ کوئی نفع اس مومن سے وابستہ ہے نہ کوئی ضرر وہ اُس سے محبت کرتے ہیں چنانچہ مشاہدہ ہے اور اہل انتفاع کا محبت کرنا جیساکہ نفع رسان کفار سے بھی لوگوں کو محبت ہوتی ہے یا اہل تضرر کا بغض کرنا جیساکہ ظالموں کو مسلمانوں سے ہوتا ہے قابل اعتبار نہیں کیونکہ درحقیقت وہ محبت اور بغض اپنے نفع اور ضرر سے ہے اگر دونوں سے قطع نظر کیجاوے اسوقت مومن کی صفات میں اثر یہی ہے کہ اُس سے عام قلوب کا انجذاب ہوتا ہے اور اہلاک قرون کا مضمون اس سے پہلے رکوع میں بھی آیا ہے لیکن وہاں مقصود دوسرا تھا یعنی جواب دینا کفار کے اس قول کا ای الفریقین خیر مقاما الخ پس تکرار نہ رہا۔ اور آہستہ آواز کی نفی اسواسطے فرمائی کہ دار و گیر کے وقت مجرم خوف زدہ ہوتا ہے دلیری سے بات کرنے کی تو مجال ہی نہیں ہوتی البتہ چپکے چپکے باتیں کر سکتا ہے پس اسکی نفی سے غیر خفی کی نفی بدرجہ اولےٰ ہو گئی **لطیفہ** اس سورت میں مادہ رحمت کا بکثرت لایا گیا ہے چنانچہ لفظ رحمان پندرہ سولہ جگہ آیا ہے اور لفظ رحمت شروع میں آیا ہے اور بھی چند جا لفظ رحمت آیا ہے اسمیں نکتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس سورت میں کفار و مومنین کا حال زیادہ بیان کیا گیا ہے پس جہاں ذکر مومنین میں یہ لفظ آیا ہے وہاں تو اشارہ اسطرف ہے کہ ان پر بڑی رحمت ہوگی اور یہ نعمتیں مقتضا رحمت عظیمہ کا ہے جیساکہ لفظ رحمان کا مقتضا ہے اور جہاں ذکر کفار میں یہ لفظ آیا ہے وہاں اشارہ اسطرف ہے کہ کفار ایسے بڑے رحمت والے کی مخالفت کرتے ہیں

اللغات الرکز الصوت الخفی ۱۲

البلاغة قوله یسرناه بلسانک الباء بمعنی علی او علی اصله وهو الالصاق لتضمین یسرنا معنی انزلنا ای یسرناه منزلین له بلغتک م الفاء للتعلیل امر یساق الیه النظم الکریم کانه قیل بعد ایجاد هذه السورة الکریمة بلغ هذا المنزل وابشر به وانذر فانما یسرناه بلسانک العربی المبین کذا فی الروح ۱۲

الروایات اخرج البخاری ومسلم والترمذی وعبد بن حمید وغیرهم عن ابی هریرة رضی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اذا احب الله تعالی عبدا نادی جبریل انی قد احببت فلانا فاحبه فینادی فی السماء ثم تنزل له المحبة فی الارض فذلک قول الله تعالی ان الذین آمنوا الآیة کذا فی الروح

اٰياتها ۱۳۵ رکوعاتها ۸ کلماتها ۱۳۱۵ حروفها ۵۲۶۶

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۙ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ

ہم نے آپ پر قرآن اسلیے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لیے جو ڈرتا ہو یہ اسکی طرف سے نازل کیا گیا ہے جسنے زمین کو اور بلند آسمانوں کو

الْعُلٰى ۗ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ

پیدا کیا ہے وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے اسکی ملک ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں اور جو چیزیں تحت الثری میں ہیں اور اگر تم پکار کر بات کہو

فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝

تو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے بھی زیادہ خفی بات کو جانتا ہے اللہ ایسا ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں اسکے اچھے اچھے نام ہیں

اور اسکے احسانات و انعامات سے بھی نہیں شرماتے واللہ اعلم تمت السورۃ مع تفسیرہا فی الخامس والعشرین من رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ من الہجرۃ سُوْرَۃ طٰہٰ مکیۃ وھی مائۃ وخمس وثلثون اٰیۃ کذا فی البیضاوی ربط اوپر کی سورت میں توحید و رسالت و معاد کا بیان تھا اس سورت میں بھی یہی مضامین ہیں چنانچہ شروع میں رسالت و وحی کے متعلق مضمون ہے اور تنزیلا ممن خلق سے توحید کے متعلق ہے اور ہل اتاک سے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے توحید و رسالت دونوں کی تقریر ہوگئی چنانچہ اننی انا اللہ میں توحید کی تصریح ہے اور رسالت موسویہ سے رسالت محمدیہ کی توضیح ہے پھر کذلک نقص سے وحی و تنزیل کے مضمون کی تکمیل ہے پھر من اعرض سے اس وحی کے مصدق و مکذب کی جزا و سزا کے ذکر کے ساتھ معاد کی تفصیل ہے پھر کذلک انزلناہ الخ میں رسالت کا ذکر اور فتعالی اللہ میں توحید کا ذکر اور لقد عہدنا الخ میں کذلک نقص کی تتمیم پھر فاما یاتینکم سے توحید و رسالت کے ماننے اور نہ ماننے کی جزا و سزا۔ اور افلم یہد لہم سے وعید سزا کی تقریر۔ اور فاصبر الخ میں مکذبین کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی۔ اور قالوا لولا یاتینا سے ختم تک رسالت کے متعلق مکذبین کے ایک شبہہ کا جواب ہے۔ اور چونکہ اوپر کی سورت ذکر قرآن پر ختم ہوئی ہے اور یہ سورت بھی ذکر قرآن سے شروع ہوئی ہے اس لیے اسکے خاتمہ اور اسکے فاتحہ میں بھی تناسب خاص حاصل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

تقریر رسالت و توحید

طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝ طٰہٰ کے معنے تو اللہ کو معلوم ہیں ہم نے آپ پر قرآن (مجید) اسلیے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لئے (اتارا ہے) جو (اللہ سے) ڈرتا ہو یہ اس (ذات) کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جسنے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے (اور) وہ بڑی رحمت والا عرش (یعنی تخت سلطنت) پر قائم (وجلوہ فرما) ہے (اور وہ ایسا ہے کہ) اسکی ملک ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان میں ہیں (یعنی آسمان سے نیچے اور زمین سے اوپر) اور جو چیزیں تحت الثری میں ہیں (یعنی زمین کے اندر جو تر مٹی ہے جسکو ثری کہتے ہیں جو چیز کہ اسکے نیچے ہے مراد یہ کہ زمین کی تہ میں ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت و سلطنت تھی) اور (علم کی یہ شان ہے کہ) اگر تم (اے مخاطب) پکار کر بات کہو تو (اسکے سننے میں تو کیا شبہہ ہے) وہ تو (ایسا ہے کہ) چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور (بلکہ) اس سے بھی زیادہ خفی بات کو (یعنی جو ابھی دل میں ہے) جانتا ہے (وہ) اللہ ایسا ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود (ہونیکا مستحق) نہیں اسکے (بڑے) اچھے اچھے نام ہیں (جو اوصاف و کمالات پر دلالت کرتے ہیں سو قرآن ایسی ذات مستجمع الصفات کا نازل کیا ہوا ہے اور یقینی حق ہے) ف آیت اولی میں تعب کی نفی عام ہے چند صورتوں کو اول یہ کہ کفار کے انکار پر غم و حزن نہ کیجیے آپکا کام تذکیر و تبلیغ ہے جسکی قسمت میں ڈرنا اور ماننا ہے وہ قبول کریگا۔ دوم آپ شب کو قیام طویل فرماتے تھے اور اسمیں قرآن پڑھتے تھے کہ تھک جاتے تھے اس لئے آسانی کا حکم دیا جیسے ارشاد ہوا ہے فاقرءوا ما تیسر من القرآن سوم اس قیام طویل پر کفار نے طعن کیا کہ قرآن کی وجہ سے محمد مصیبت میں پڑ گئے اسکی نفی مقصود ہے

الملحقات الترجمة

۱ قولہ فی لا الا تکبر تنبیہ یتعلق اقول وفیہ قولہ فی الرحمٰن وہ اشارۃ الی المعہود ربط الکلام والسابق مع اللاحق

اللغات قولہ لتشقی فی القاموس الشدۃ والعسر ۱۲

النحو قولہ الا تذکرۃ استثناء منقطع ویقدر انزلناہ ای ولکن انزلناہ تذکرۃ قولہ تنزیلا مفعول مطلق لانزلنا المقدر قولہ الرحمٰن مبتدأ وکذا اسم الجلالۃ فی قولہ اللہ لا الٰہ الا ہو ۱۲

البلاغۃ قولہ ممن خلق فیہ وضع المظہر موضع المضمر وکان الظاہر منا ۱۲

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۘ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى

اور کیا آپکو موسیٰ کی خبر بھی پہونچی ہے — جبکہ انہون نے ایک آگ دیکھی سو اپنے گھر والون سے فرمایا کہ تم ٹھیرے رہو مین نے ایک آگ دیکھی ہے شاید مین اسمین سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤن یا آگ کے

النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ

پاس رستہ کا پتہ مجھکو مل جاوے — سو وہ جب اسکے پاس پہونچے تو آواز دی گئی کہ اے موسیٰ مین تمہارا رب ہون — بس تم اپنی جوتیان اتار ڈالو — تم ایک پاک میدان یعنی طویٰ مین ہو — اور مین نے تمکو منتخب فرمایا ہے

فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا

سو جو کچھ وحی کی جارہی ہے اسکو سن لو — مین اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود نہین — تو تم میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو — بلاشبہ قیامت آنیوالی ہے — مین اسکو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہون

لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝

تاکہ ہر شخص کو اسکے کیے کا بدلہ مل جاوے — سو تمکو قیامت سے ایسا شخص باز نرکھنے پاوے جو اسپر ایمان نہین رکھتا اور اپنی خواہشون پر چلتا ہے کہین تم تباہ نہ ہو جاؤ

دوم وسوم در منثور مین منقول ہے اور اول بوجہ عموم لفظ کے احتمال مقبول ہے۔ اور عرش حسب روایات وآیات ایک جسم عظیم ہے آسمانون اور کرسی کے علاوہ اور ان سب کے اوپر مثل قبہ کے اور ان سب سے بڑا اسکے پائے بھی ہین اور فرشتے اسکو اٹھائے ہین اور وہ ساکن ہے احیاناً اسکو حرکت ہو جاتی ہے چنانچہ اس آیت کی تفسیر مین صاحب روح نے وہ سب نصوص جمع کیے ہین۔ ربط اوپر توحید و رسالت کی تقریر تھی آگے قصہ موسویہ مین بھی اسیکا بسط ہے۔

بسط قصہ موسیٰ علیہ السلام

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۹ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝۱۰ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝۱۱ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۲ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝۱۳ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝۱۴ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ۝۱۵ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝۱۶

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کو موسیٰ (علیہ السلام کے قصہ) کی خبر پہونچی ہے (یعنی وہ سننے کے قابل ہے کہ اسمین توحید و نبوت کے متعلق علوم ہین جنکی تبلیغ نافع ہوگی جو کہ اس حالت مین واقع ہوا تھا) جبکہ انہون نے (مدین سے آتے ہوئے ایک رات کو کہ اسمین سردی بھی تھی اور راستہ بھی بھول گئے تھے کوہ طور پر) ایک آگ دیکھی (کہ واقع مین وہ نور تھا مگر شکل آگ کی سی تھی) سو اپنے گھر والون سے (کہ صرف بی بی تھین یا خادم وغیرہ بھی) فرمایا کہ تم (یہان ہی) ٹھیرے رہو (یعنی میرے پیچھے پیچھے مت آنا کیونکہ یہ تو احتمال ہی نہ تھا کہ بدون انکے آگے سفر کرنے لگین گے) مین نے ایک آگ دیکھی ہے (مین وہان جاتا ہون) شاید مین اسمین سے تمہارے پاس کوئی شعلہ (کسی لکڑی وغیرہ مین لگا کر) لاؤن (تاکہ سردی کا علاج ہو) یا (وہان) آگ کے پاس رستہ کا پتہ (جاننے والا کوئی آدمی تحقیقی) مجھکو مل جاوے سو وہ جب اس (آگ) کے پاس پہونچے تو (انکو منجانب اللہ) آواز دی گئی کہ اے موسیٰ مین تمہارا رب ہون بس تم اپنی جوتیان اتار ڈالو (کیونکہ) تم ایک پاک میدان یعنی طویٰ مین ہو (یہ اسکا نام ہے) اور مین نے تمکو (نبی بنانے کے لیے منجملہ دیگر خلائق کے) منتخب فرمایا ہے سو (اسوقت) جو کچھ وحی کیجارہی ہے اسکو (غور سے) سن لو (وہ یہ ہے کہ) مین اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود (ہونے کے لائق) نہین (اور جب مین ہی لائق معبود ہونے کے ہون) تو تم میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو (دوسری بات یہ سنو کہ) بلاشبہ قیامت آنیوالی ہے مین اسکو (تمام خلائق سے) پوشیدہ رکھنا چاہتا ہون (اور قیامت

اللغات الحدیث الخبر القبس شعلۃ مقتبسۃ تکون علی راس عود ونحوہ فقعل بمعنے مفعول الوادی منفرج بین الجبال او التلال کذا فی القاموس طوی اسم واد ومن نوّنہ فعلی تاویل المکان ومن لم ینوّنہ فعلی تاویل البقعۃ فہو ممنوع من الصرف للعلمیۃ والتانیث قولہ اکاد ویجی کاد بمعنے ارادکما قال ابن جنی فی المحتسب ومنہ قولہ کادت وکدت وتلک خیر ارادۃ لو عاد من لہو الصبابۃ ما مضی وقیل معناہ اکاد اخفیہا ای ابالغ فی اخفاہا فلا اجمل بکاملہ فصل السعی عام للخیر والشر لقولہ تعالی ان سعیکم لشتی ۔۔

النحو قولہ اذ رای متعلق بحدیث فان الظرف یکفی لتعلقہ ادنی رائحۃ الفعل وکذا نقل الشریف عن بعضہم ان الفضۃ والحدیث الخبر والنبأ ویجوز اعمالہا فی الظروف خاصۃ وان لم یرد بہا المعنے المصدری لتضمن معنا ہا الحصول والکون کذا فی الروح قولہ نودی فی السراج والظاہر ان القائم مقام فاعل نودی ضمیر موسی علیہ السلام وقیل ہو قولہ تعالی یاموسی وکان ذلک علی اعتبار تضمین النداء معنے القول وارادۃ ہذا اللفظ من الجملۃ فان الجملۃ لاتکون فاعلا ولا قائما مقامہ الا بضرب من التاویل کذا فی الروح **البلاغۃ** قولہ فاخلع الفاء لترتیب الامر علی ما قبلہا فان ربوبیتہ تعالی لہ علیہ السلام من موجبات الامر ودواعیہ **الروایات** فی الصحیح من حدیث ابی ہریرۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من نسی صلاۃ فلیقضہا اذا ذکرہا فان اللہ تعالی قال اقم الصلوۃ لذکری اھ ومنہ ظن بعضہم ان اللام فی الآیۃ وقتیۃ والکلام علی تقدیر مضاف ای لذکر صلاتی وہو من بعض الظن فان التعلیل کما فی الکشف صحیح والذکر علی ظاہرہ ومراد علیہ السلام انہ اذا ذکر الصلوۃ انتقل من ذکرہا الی ذکر ما شرعت لہ وہو ذکر اللہ تعالی فیحملہ علی اقامتہا کذا فی الروح

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی ہل اتاک قائل اشارۃ الی ان الآیۃ نعرہا للتشویق ۱۲ لہ قولہ فی لاہلہ صرف بی بی الخ فالجمع علی الاول اما لظاہر لفظ الاہل او للتفخیم کما فی قول القائل ۔ وان شئت حرمت النساء سواکم لہ قولہ فی ہدی یعنی اشارۃ الی ان التردید لمانعۃ الخلو ۱۲

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ۝ قَالَ

اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ مین کیا چیز ہی اے موسی　انھون نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہی　مین اسپر سہارا لگاتا ہون اور اس سے اپنی بکریون پر پتے جھاڑتا ہون اور اسمین میرے اور بھی کام ہین　ارشاد ہوا

أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ ۝ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ۝ وَاضْمُمْ

کہ اسکو ڈال دو اے موسی　سو انھون نے اسکو ڈال دیا یکایک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بنگیا ارشاد ہوا کہ اسکو پکڑ لو اور ڈرو نہین ہم ابھی اسکو اسکی پہلی حالت پر کر دین گے　اور تم

يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَىٰ ۝ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝

اپنا ہاتھ اپنی بغل مین دے لو　وہ بلا کسی عیب کے روشن ہوکر نکلے گا کہ یہ دوسری نشانی ہوگی -　تاکہ ہم تمکو اپنی بڑی نشانیون مین بعض نشانیان دکھلا دین　تم فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت حد سے نکلگیا ہے

ع ۴۴ / ۱۰

(اس لیے آوے گی) تاکہ ہر شخص کو اسکے کیے کا بدلہ ملجاوے سو (جب قیامت کا آنا یقینی ہی تو) تمکو قیامت (کے لیے مستعد رہنے) سے ایسا شخص باز رکھنے پاوے (یعنی تم ایسے شخص کے اثر سے قیامت کے لیے تیاری کرنے سے بیفکر نہ ہو جانا) جو اسپر ایمان نہین رکھتا اور (اس وجہ سے) اپنی (نفسانی) خواہشون پر چلتا ہی کہین تم (اس بیفکری کی وجہ سے) تباہ نہ ہو جاؤ ف بڑے مسئلے اصول مین تین تھے - توحید - و نبوت - و معاد - تینون کی تعلیم کی گئی - اور فاعبدنی مین تمام فروع آگئے نماز کو شرف کی وجہ سے جدا گانہ بھی ذکر فرمایا اور موسی علیہ السلام کو یہ فرمانا فاعبدنی یا فلا یصدنک الخ تاکید استقامت کے لیے ہی اور دوسرون کو سنانیکے لیے بھی کہ جب خاصان درگاہ کو یہ احکام سنائے جاتے ہین تو اور تو کس شمار مین ہین - اور خلع نعلین یا تو بوجہ ان کے غیر طاہر ہونیکے تھا یا اسلیے کہ مقام کا ادب ہو یا اسلیے کہ مقام متبرک سے قدم بھی مس کرے کا اسکی برکت زیادہ پہونچے اور انکا بالواو آنکہ ہر حال مین علت ہو سکتا ہی جیسا کہ ظاہر ہی - اور قصہ کے متعلق تو سبین کے درمیان کے مضامین روح اور در منثور کے ہین - اور اس ندا کی کیفیت وصفت نہ کہین منصوص ہی نہ قیاس سے ادراک کیجا سکتی ہے اسلیے تعیین بالتخمین رجم بالغیب ہی البتہ یہ امر یقینی ہے کہ موسی علیہ السلام کو یقین کے ساتھ یہ امر معلوم ہو گیا کہ یہ ندا منجانب اللہ ہی خواہ یہ یقین علم ضروری سے حاصل ہوا ہو یا کسی علم استدلالی سے واللہ اعلم وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ ⑰ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ⑱ قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ ⑲ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ⑳ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ㉑ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ㉒ لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَىٰ ㉓ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ㉔

اور (حق تعالی نے موسی علیہ السلام سے یہ بھی فرمایا کہ) یہ تمہارے داہنے ہاتھ مین کیا چیز ہے اے موسی انھون نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہی ہین (کبھی) اسپر سہارا لگاتا ہون اور (کبھی) اس سے اپنی بکریون پر (درختون کے) پتے جھاڑتا ہون اور اسمین میرے اور بھی کام (نکلتے) ہین (مثلاً کندھے پر رکھکر اسباب وغیرہ لٹکا لینا اس سے موذی جانور کو دفع کرنا وغیرہ وغیرہ) ارشاد ہوا کہ اس (عصا) کو (زمین پر) ڈالدو اے موسی سو انھون نے اسکو (زمین پر) ڈالدیا یکایک وہ (خدا کی قدرت سے) ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا (جس سے موسی علیہ السلام ڈر گئے) ارشاد ہوا کہ اسکو پکڑ لو اور ڈرو نہین ہم ابھی (پکڑتے ہی) اسکو اسکی پہلی حالت پر کر دین گے (یعنی یہ پھر عصا بن جاویگا اور تمکو کوئی گزند نہ پہونچے گا ایک امر خارق تو یہ ہوا) اور (دوسرا خارق اور دیا جاتا ہی کہ) تم اپنا (داہنا) ہاتھ اپنی (بائین) بغل مین دے لو (پھر نکالو) وہ بلا کسی عیب (یعنی بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے (نہایت) روشن ہوکر نکلے گا کہ یہ دوسری نشانی (ہماری قدرت اور تمہاری نبوت کی) ہوگی (اور یہ حکم القاء عصا اور ضم ید کا اسلیے کیا گیا ہے) تاکہ ہم تمکو اپنی (قدرت کی) بڑی نشانیون مین بعض نشانیان دکھلا دین (اب یہ نشانیان لیکر) تم فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت حد سے نکلگیا ہی (کہ خدائی کا دعوی کرتا ہے تم اسکو تبلیغ توحید کرو اور اگر نبوت مین شبہہ کرے تو یہی معجزے دکھلا دو) ف اللہ تعالی کا یہ پوچھنا کہ ما تلک بیمینک الخ اسلیے تھا کہ اسوقت اسکی حقیقت کہ عصا ہی اور اسکے منافع انکے ذہن مین خوب مستحضر ہو جاوین پھر جو سانپ بنجاویگا تو ذات وصفات دونون کا انقلاب قدرت الٓہیہ پر زیادہ دال ہوگا اسی لیے موسی علیہ السلام نے جواب مین حقیقت اور منافع دونون عرض کیے پس سوال وجواب دونون بالکل منطابق ہین اور دوسرے معجزے مین یہ اہتمام نہ فرمانا شاید اسلیے ہو کہ معجزہ عصا کا زیادہ عظیم ہی کہ اسمین ذات اور صفت دونون کا تبدل ہی اور موسی علیہ السلام کا ڈر جانا بعض نے کہا ہی کہ طبعی ہی جو کسیطرح جلالت شان کے منافی نہین اور بعض نے کہا ہی کہ جو حادثہ مخلوق کی جانب سے ہو اسمین تو نہ ڈرنا کمال ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام آتش نمرودی سے نہین ڈرے اور جو امر خالق کی طرف سے ہو اسمین ڈرنا ہی کمال ہی کہ وہ فی الحقیقت حق تعالی سے ڈرنا ہی جیسے ہوا تیز ہونیکے وقت

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی ف یہ پوچھنا الخ فالاستفہام للتقریر ۱۲

اللغات الجناح کما فی القاموس الید والعضد والابط - والجانب ونفس الشیٔ والمراد ادخل یدک الیمنی من طوق مدرعتک واجعلها تحت ابطک الیسری او تحت عضدک او عند الابط او تحتها عنده فلا منافاة بین ما قلنا ونقلہ تعالی اخل یدک فی جیبک کذا فی الروح ۱۲ **النحو** قولہ آیۃ اخری حال قولہ لنریک عاملہ مقدر ای فعلنا ما فعلنا او امرنا ما امرنا بہ ۱۲ **البلاغة** قولہ من غیر سوء فیہ احتراس عن ایہام المرض وتعبیداً

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا

عرض کیا کہ اے میرے رب میرا حوصلہ فراخ کر دیجیے اور میرا کام آسان فرما دیجیے اور میری زبان پر سے بستگی ہٹا دیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون

مِّنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ۝

مقرر کر دیجیے یعنی ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں انکے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کر دیجیے اور انکو میرے کام میں شریک کر دیجیے تاکہ ہم دونوں آپکی خوب کثرت سے پاکی بیان کریں اور آپکا خوب کثرت سے ذکر کریں بیشک آپ ہمکو خوب دیکھ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھبرا جانا حدیثوں میں آیا ہے سو چونکہ اس تبدل میں مخلوق کا واسطہ نہ تھا اُس سے ڈر گئے کہ یہ کوئی قہر آلٰہی نہ ہو اور دوسری آیت میں انک من الآمنین فرمانے سے تسلی دینا اسطرف مشیر ہے واللہ اعلم قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي (۲۵) وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي (۲۶) وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي (۲۷) يَفْقَهُوا قَوْلِي (۲۸) وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي (۲۹) هَارُونَ أَخِي (۳۰) اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي (۳۱) وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي (۳۲) كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا (۳۳) وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا (۳۴) إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا (۳۵) جب موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ مجکو پیغمبر بنا کر فرعون کی فہمائش کے لیے بھیجا جاتا ہے تو اسوقت اس منصب عظیم کے مشکلات کی آسانی کے لیے درخواست کی اور عرض کیا کہ اے میرے رب میرا حوصلہ (اور زیادہ) فراخ کر دیجیے (کہ تبلیغ میں انقباض یا تکذیب یا مخالفت میں ضیق نہ ہو) اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان فرما دیجیے (کہ اسباب تبلیغ کے مجتمع اور موانع تبلیغ کے مرتفع ہو جاویں) اور میری زبان پر سے بستگی (لکنت کی) ہٹا دیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر کر دیجیے یعنی ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں انکے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کر دیجیے اور انکو میرے (اس تبلیغ کے) کام میں شریک کر دیجیے (یعنی انکو بھی نبی بنا کر مامور بالتبلیغ کیجیے کہ ہم دونوں تبلیغ کریں اور میرے قلب کو قوت پہونچے) تاکہ ہم دونوں (ملکر تبلیغ و دعوت کے وقت) آپکی خوب کثرت سے پاکی (شرک و نقائص سے) بیان کریں اور آپ (کے اوصاف کمال) کا خوب کثرت سے ذکر کریں (کیونکہ اگر دو شخص مبلغ ہوں گے تو ہر شخص کا بیان دوسرے کی تائید سے وافر اور منکاثر ہوگا) بیشک آپ ہمکو (اور ہمارے حال کو) خوب دیکھ رہے ہیں (اُس حالت سے ہماری احتیاج اس امر کی کہ ایک دوسرے کے معاون ہوں آپ کو معلوم ہے) **ف** جس گرہ کے کھولنے کی دعا کی ہے یا تو خلقی لکنت تھی جیسا بعض قائل ہوئے ہیں اور یا بچپن میں ایکبار جب اُنہوں نے فرعون کی ڈاڑھی پکڑ لی تھی اور فرعون نے بدلہ لینا چاہا اور حضرت آسیہ اہلیہ فرعون نے سفارش کی کہ بچہ ہے اسکو کیا سمجھ ہے اور اس کے امتحان کے واسطے ان کے سامنے آگ حاضر کی گئی اُسوقت اُنہوں نے ایک چنگاری اُٹھا کر منہ میں رکھ لی تھی اُس سے زبان کی روانی کم ہو گئی تھی ہکذا فی الدر المنثور عن سعید بن جبیر۔ اور یہ اشکال کہ ہاتھ تو پہلے جلا ہوگا پھر منہ تک چنگاری کیسے لیگئے اسطرح ممکن الجواب ہے کہ شاید اُس کوئلہ کا ایک حصہ جلا ہوا اسکو پکڑ کر جلتا ہوا حصہ منہ میں رکھ لیا ہو۔ پھر یہ کہ مقصود اس دعا سے آیا بالکل بستگی کا رفع ہو جانا تھا یا صرف بقدر ضرورت تفہیم دونوں احتمال ہیں اگرچہ عقدۃ کی تنکیر اور یفقھوا کو غرض قرار دینا اور لا یکاد یبین کے ظاہر الفاظ مرجح احتمال ثانی کے ہیں لیکن تاہم نص نہیں کیونکہ دو قرینہ اول تو احتمال اول کے ساتھ بھی ظاہرا جمع ہو سکتے ہیں اور قرینہ ثالثہ یعنی جملہ لا یکاد فرعون کا قول ہے جو ممکن ہے کہ عناداً ہو کہ آپکے بیان حجۃ کو عدم بیان کہدیا ہو اور بہر حال میں اوتیت سؤلک یا موسیٰ نص ہے کہ آپ کی درخواست جو کچھ بھی ہو منظور ہوئی اور احتمال ثانی پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ قدرے بستگی بھی زبان میں رہنا عیب ہے اور انبیا عیوب سے مبرا ہوتے ہیں وجہ شبہ نہ ہو سکنے کی یہ ہے کہ ایسی بستگی جو تفہیم میں مخل نہ ہو اور نہ سامعین کو اُس سے تنفر بھی نہ ہو اسکا عیب ہونا مسلم نہیں بلکہ یہ وانی کا تفاوت مثل تفاوت اللون والجثہ کے ہے۔ اور معاون مانگنے میں اہل کی تخصیص شاید اسلیے ہو کہ انکو طبعی الفت بھی زیادہ ہوگی اُن سے زیادہ معاونت ہو سکتی ہے۔ اور احقر نے جو اشدد واشرکہ کی تفسیر میں کہا ہے کہ انکو نبی بنا کر الخ اسکی دلالت نبوت کی درخواست پر اس لیے ہے کہ حق تعالےٰ سے معاون بنانیکی درخواست کی اور بلا نبوت کے تو یہ خود ہارون علیہ السلام سے بھی درخواست امداد کی کر سکتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مقصود نبی بنوانا ہے۔ اور نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا کو اگر تسبیح و ذکر فی الخلوت پر محمول کیا جاوے وہ بھی ایک وجہ حسن ہے یعنی جب اسباب تقویت کے زائد ہونگے طبیعت میں نشاط زیادہ ہوگا اور قوت نشاط کو کثرت ذکر میں خاص دخل ہے

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی من لسانی زبان پر سے۔ اشارۃ الیٰ ان من للابتداء ومتعلقۃ باحلل او بالمقدر الذی ھو وصف للعقدۃ ای عقدۃ ناشئۃ من لسانی ۱۲ سلہ قولہ فی نسبحک دعوت کے وقت فھو کقولہ تعالیٰ اذا ذکر اللہ وحدہ اسے وقت التبلیغ ۱۲

اللغات الوزیر المعاون الازر القوۃ ۱۲

النحو اشدد استئناف ۱۲

البلاغۃ قولہ اشرح لی ویسر لی فی الروح وفی ذکر کلمۃ لی مع انتظام الکلام تاکید لطلب الشرح والتیسیر بابھام المشروح والمیسر اولا وتفسیرہما

ثانیا فانہ لما قال اشرح لی علم ان ثم مشروحا یختص بہ حتٰی لو اکتفی لتم فاذا قیل صدری افاد التفسیر والتفصیل اما لو قیل اشرح واکتفی بہ فلا ۱۲

اختلاف القراءۃ قرأ ابن عامر اشدد واشرکہ بلفظ الخبر علی انہا جواب الامر ۱۲

قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤی ۝ اِذْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اُمِّكَ مَا یُوْحٰۤی ۝ اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی

ارشاد ہوا کہ تمہاری درخواست منظور کی گئی اے موسیٰ۔ اور ہم تو اور دفعہ اور بھی تم پر احسان کر چکے ہیں جبکہ ہمنے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو الہام سے بتلائی گئی تھی یہ کہ موسیٰ کو

التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ۬

ایک صندوق میں رکھو پھر انکو دریا میں ڈال دو پھر دریا انکو کنارہ تک لے آویگا کہ انکو ایک ایسا شخص پکڑ لیگا جو میرا بھی دشمن ہے اور انکا بھی دشمن ہے اور میں نے تمہارے اوپر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈالدیا

وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ ۝ اِذْ تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَنْ یَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤی اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ؕ۬

اور تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ جبکہ تمہاری بہن چلتی ہوئی آئیں پھر کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے شخص کا پتہ دوں جو اسکو پالے رکھے پھر ہم نے تمکو تمہاری ماں کے پاس پھر پہونچا دیا تاکہ انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫ فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ ۬ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی ۝

اور تم نے ایک شخص کو جان سے مار ڈالا پھر ہم نے تمکو اس غم سے نجات دی اور ہمنے تمکو خوب خوب محنتوں میں ڈالا پھر مدین والوں میں کئی سال رہو پھر ایک خاص وقت پر تم آئے اے موسیٰ

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ ۝ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ۝ اِذْهَبَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۝ فَقُوْلَا

اور میں نے تمکو اپنے لیے منتخب کیا تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یادگاری میں سستی مت کرنا۔ دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلا ہے پھر اس سے

لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی ۝

نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جاوے

قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی (٣٦) وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤی (٣٧) اِذْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اُمِّكَ مَا یُوْحٰۤی (٣٨) اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ۬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ (٣٩) اِذْ تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَنْ یَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤی اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫ فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ ۬ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی (٤٠) وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ (٤١) اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ (٤٢) اِذْهَبَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی (٤٣) فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی (٤٤)
ارشاد ہوا کہ تمہاری (یہ) درخواست (جو کہ رب اشرح لی الخ میں مذکور ہے) منظور کی گئی اے موسیٰ اور (یہ تو تمہاری خود درخواست کی ہوئی تھی) ہم تو اور دفعہ اور بھی (اسکے قبل بے درخواست ہی) تم پر احسان کر چکے ہیں جبکہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو (بوجہ مہتم بالشان ہونے کے الہام سے بتلانے کی (قابل) تھی (وہ) یہ کہ موسیٰ کو (جلادوں کے ہاتھ سے بچانے کے لیے) ایک صندوق میں رکھو پھر ان کو (مع صندوق کے) دریا میں (جسکی ایک شاخ فرعون کے محل تک بھی گئی تھی) ڈالدو پھر دریا انکو (مع صندوق کے) کنارہ (کے پاس) تک لے آویگا کہ (آخر کار) انکو ایک ایسا شخص پکڑ لیگا جو (کافر ہونیکی وجہ سے) میرا بھی دشمن ہے اور انکا بھی دشمن ہے (خواہ فی الحال بوجہ اسکے کہ سب بچوں کو قتل کرتا تھا خواہ آئیندہ انکا خاص طور پر دشمن ہوگا) اور (جب صندوق پکڑا گیا اور تم اسمیں سے نکالے گئے تو) میں نے تمہارے (چہرے کے) اوپر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈالدیا (تاکہ جو تمکو دیکھے پیار کرے) اور تاکہ تم میری (خاص) نگرانی میں پرورش پاؤ (یہ اسوقت کا قصہ ہے) جبکہ تمہاری بہن (تمہاری تلاش میں فرعون کے گھر) چلتی ہوئی آئیں پھر (تمکو دیکھکر اجنبی بنکر) کہنے لگیں (جبکہ تم کسی انا کا دودھ نہ پیتے تھے) کیا تم لوگوں کو ایسے شخص کا پتہ دوں جو اسکو (اچھی طرح) پالے رکھے (چنانچہ ان لوگوں نے چونکہ انکو تلاش تھی منظور کیا اور تمہاری بہن تمہاری ماں کو بلا کر لائیں) پھر (اس تدبیر سے) ہم نے تمکو تمہاری ماں کے پاس پھر پہونچا دیا تاکہ انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور انکو غم نہ رہے (جیسا تھوڑے عرصہ تک فراق سے مغموم رہیں) اور (بڑے ہونیکے بعد ایک اور احسان کیا کہ) تم نے (غلطی سے) ایک شخص (قبطی) کو جان سے مار ڈالا (جسکا قصہ سورہ قصص میں ہے اور مار کر غم ہوا خوف عقاب سے بھی اور خوف انتقام سے بھی) پھر ہم نے تمکو اس غم سے نجات دی (خوف عقاب سے تو اسطرح کہ استغفار کی توفیق دی اور اسکو قبول کیا اور خوف انتقام سے اسطرح کہ مصر سے مدین پہونچا دیا) اور (مدین پہونچنے تک) ہم نے تمکو خوب خوب محنتوں میں ڈالا (اور پھر ان سے خلاصی دی جسکا ذکر سورہ قصص میں ہے کہ خلاصی دینا بھی منت ہے)

اللغات السؤل المسئول فالفعل بمعنی المفعول قولہ اخری ای مغایرۃ لا مقابلا ملا ولے قولہ فاقذفیہ القذف یعنی الوضع وعلیہ یحمل قولہ تعالیٰ والقی الالواح ای وضعہا قولہ بالساحل یراد بہ ما یقرب من الساحل

النحو قولہ ولتصنع عطف علی مقدر ای لیتعطف علیک ولتصنع۔ **البلاغۃ** قولہ اوتیت عبر بالمضی مع کون بعض المسئول مستقبلا للاہتمام وتیقن الوقوع قولہ فلیلقہ عبر بالامر عن الخبر للدلالۃ علی مطلوبیتہ۔ قولہ علی عینی التخصیص للتشریف ان کل شی بعینہ تعالیٰ

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا

دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو یہ اندیشہ ہے کہ وہ ہمپر زیادتی نہ کر بیٹھے یا یہ کہ زیادہ شرارت کرنے لگے ارشاد ہوا کہ تم اندیشہ نہ کرو میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سنتا دیکھتا ہوں سو تم اُسکے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم دونوں

رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝

تیرے پروردگار کے فرستادہ ہیں سو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے اور انکو تکلیفیں مت پہونچا ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشان لائے ہیں اور ایسے شخص کے لیے سلامتی ہے جو راہ پر چلے

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰي كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝

ہمارے پاس یہ حکم پہونچا ہے کہ عذاب اس شخص پر ہوگا جو جھٹلاوے اور روگردانی کرے وہ کہنے لگا کہ پھر تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰ موسیٰ نے کہا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اسکے مناسب بناوٹ عطا فرمائی

اور خود ابتلا بھی ہوجاسکے کہ وہ سبب ہی حصول اخلاق حمیدہ و ملکات فاضلہ کا مستقل مستند ہی پھر (مدین پہونچے اور) مدین والوں میں کئی سال رہے پھر ایک خاص وقت پر (جو میرے علم میں تمہاری نبوت وہمکلامی کے لیے مقدر تھا) تم (یہاں) آئے ای موسیٰ اور (یہاں آنے پر) میں نے تمکو اپنے (نبی بنانے کی) لیے منتخب کیا (سو اب) تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیاں (یعنی معجزات کہ اصل دو معجزے ہیں عصا و ید بیضا اور ہر ایک میں وجوہ اعجاز متعدد ہیں) لیکر (جس موقع کے لیے حکم ہوتا ہی جاؤ اور میری یادگاری میں (خواہ خلوت میں خواہ تبلیغ کے وقت) سستی مت کرنا (اب موقع جانے کا بتلایا جاتا ہے کہ) دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلا ہی پھر (اس کے پاس جاکر) اُس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ (رغبت سے) نصیحت قبول کرلے یا (عذاب الٰہی سے) ڈرجاوے (اور اس سے مان جاوے) ف وجوہ اعجاز کا تعدد اسطرح ہے کہ عصا کا اژدہا بنجانا ایک۔ پھر عصا بنجانا دوسرا۔ اور ید کا روشن ہونا ایک۔ پھر اصلی رنگ پر آجانا دوسرا اور لعلّہٗ تمنیا اہتمام کے لیے فرمایا ورنہ انبیا میں اسکا احتمال نہیں اور شاید کا لفظ باعتبار دوسرے لوگوں کے فرمایا نہ باعتبار علم الٰہی کے۔ اور دونوں کو حکم فرمانیکے لیے ہارون علیہ السلام کا وہاں تشریف رکھنا ضرور نہیں یا تو موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہو کہ اُن سے کہدیں یا انکو انکے مقام پر وحی ہوئی ہو یا یہ وحی دونوں کے اجتماع کے وقت ہوئی ہو بعد واپسی طور کے واللہ اعلم۔ اور بار بار یا موسیٰ فرمانا رافت اور تشریف کے لیے ہے۔ اور الہام میں عدد کی تعیین نہیں فرمائی تھی جیسا قصہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور الہام اگر فرشتہ کے ذریعہ سے ہو تب بھی نبوت لازم نہیں آتی کیونکہ نبوت کے لوازم سے تبلیغ ہے قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝۴۵ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝۴۶ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۵ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝۴۷ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۴۸ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝۴۹ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰي كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝۵۰ جب یہ حکم دونوں صاحبوں کو پہونچ چکا تو) دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار (ہم تبلیغ کے لیے حاضر ہیں لیکن) ہمکو یہ اندیشہ ہے کہ (کہیں) وہ ہمپر (تبلیغ سے پہلے ہی) زیادتی نہ کر بیٹھے (کہ تبلیغ ہی رہ جاوے) یا یہ کہ (عین تبلیغ کے وقت اپنے کفر میں) زیادہ شرارت نہ کرنے لگے (کہ اپنی بک بک میں تبلیغ نہ سُنے نہ سُننے دے جس سے وہ عدم تبلیغ کے برابر ہوجاوے) ارشاد ہوا کہ (اس امر سے مطلق) اندیشہ نہ کرو (کیونکہ) میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سب سنتا دیکھتا ہوں (میں تمہاری حفاظت کرونگا اور اسکو مرعوب کردونگا جس سے پوری تبلیغ کرسکو گے جیسا دوسری آیت میں ہے نجعل لکما سلطانا) سو تم (بیخوف وخطر) اُس کے پاس جاؤ اور (اُس سے) کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادہ ہیں (کہ ہمکو نبی بناکر بھیجا ہے) سو (تو ہماری اطاعت کر اصلاح عقیدہ میں بھی کہ توحید کی تصدیق کر اور اصلاح اخلاق میں بھی کہ ظلم وغیرہ سے باز آ اور) بنی اسرائیل کو (جنپر تو ناحق ظلم کرتا ہے اپنے پنجۂ ظلم سے رہا کرکے) ہمارے ساتھ جانے دے (کہ جہاں چاہیں اور جسطرح چاہیں رہیں) اور انکو تکلیفیں مت پہونچا (اور) ہم (جو دعویٰ نبوت کا کرتے ہیں تو خالی خولی نہیں بلکہ ہم) تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے (اپنی نبوت کا نشان (یعنی معجزہ بھی) لائے ہیں اور (تصدیق اور قبول حق کا ثمرہ اس قاعدہ کلیہ سے معلوم ہوگا کہ) ایسے شخص کے لیے (عذاب الٰہی سے) سلامتی ہے جو (سیدھی) راہ پر چلے (اور تکذیب ورد حق کے باب میں) ہمارے پاس یہ حکم پہونچا ہے کہ (اللہ کا) عذاب (قہر کا) اُس شخص پر ہوگا جو (حق کو) جھٹلاوے اور (اُس سے) روگردانی کرے (غرض یہ سارا مضمون جاکر اُس سے کہو چنانچہ دونوں حضرات تشریف لے گئے اور جاکر اُس سے سب کہدیا) وہ کہنے لگا کہ پھر (یہ تو بتلاؤ کہ) تم دونوں کا رب کون ہے

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ فارسل معنا بنی دے اشارۃ الی ان المراد بالارسال الاسترسال لا بعث الی الشام ۱۲

[۲] قولہ قبل قال فمن ربکما تشریف لے گئے اشارۃ الی ان فیہ ایجازا اعتمادا علی القرینۃ ۱۲

اللغات ترا یفرط فی القاموس فرط سبق وعلیہ فی القول اسرف وفی الروح ان یعجل علینا بالعقوبۃ ولا یصبر الی اتمام الدعوۃ ۱۲

النحو فاتیاہ عطف علی لا تخافا قولہ اسمع واری تاکید لقولہ انی معکما ۱۲

البلاغۃ قولہ بایۃ افرد الآیۃ لان المقصود المجیء مطلق الآیۃ لا ذکر تعددہا قولہ فمن ربکما الفاء لترتیب السوال علی ما سبق من کونہما رسولی ربہما ای اذ کنتما رسولی ربکما الذی ارسلکما فاخبرا من ربکما الذی ارسلکما ۱۲

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ فِىْ كِتٰبٍ لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

فرعون نے کہا کہ اچھا تو پہلے لوگون کا کیا حال ہوا۔ موسیٰ نے فرمایا کہ ان لوگون کا علم میرے پروردگار کے پاس دفتر مین ہی میرا رب نہ غلطی کرتا ہی اور نہ بھولتا ہی وہ ایسا ہی جسنے تم لوگون کے لئے زمین کو فرش

مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ

بنایا اور اسمین تمہارے واسطے رستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اسکے ذریعہ سے اقسام مختلفہ کے نباتات پیدا کیے۔ خود کھاؤ اور اپنے مواشی کو چراؤ

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ۝ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝

ع ۲ ۱۱

ان سب چیزون مین اہل عقل کے واسطے نشانیان ہین۔ ہم نے تمکو اسی زمین سے پیدا کیا اور اُسی مین ہم تمکو لیجا وینگے اور پھر دوبارہ اُسی سے ہم تمکو نکال لین گے

جسکے تم اپنے کو فرستادہ بتلاتے ہو) ای موسیٰ (جواب مین) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ ہمارا (دونون کا بلکہ سب کا) رب وہ ہی جس نے ہر چیز کو اُسکے مناسب بناوٹ عطا فرمائی پھر (اُنمین جو جاندار چیزین تھین اُنکو اُنکے منافع و مصالح کی طرف) رہنمائی فرمائی (چنانچہ ہر جانور اپنی مناسب غذا اور جوڑہ اور مسکن وغیرہ ڈھونڈھ لیتا ہی پس وہی ہمارا بھی رب ہی **ف** ایک آیت مین جو سنشد عضدک باخیک کے ساتھ ونجعل لکما سلطانا آیا ہی سو اقتران فی الذکر سے اقتران فی القول لازم نہین آتا اب یہ اشکال نہ رہا کہ بعد وعدہ جعل سلطان کے پھر خوف کیون ہوا اور اگر لیسرلی امری کے ساتھ آوتیت سؤلک کے انضمام سے شبہہ ہو کہ تیسیر امر تبلیغ کے وعدہ کے بعد یہ خوف کیون ہوا سو جواب یہ ہی کہ تیسیر تبلیغ بمعنے ارتفاع الموانع فی المتکلم مستلزم نہین ارتفاع الموانع فی المخاطب کو۔ اور فرعون اگر وجود صانع کا قائل تھا تب تو اعطی الخ کو صلہ مین لانا بوجہ اُسکے معلوم ہونے کے ہی اور اگر دہری تھا تو اسکو صلہ مین لانا بوجہ کالمعلوم ہونے کے ہی۔ اور فرعون کا صرف موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب بنانا یا تو اسلیے ہو کہ قرائن سے ان کا اصل ہونا معلوم ہو گیا ہو یا قدیم تعلق کی وجہ سے ہو یا اسلیے ہو کہ کلام بھی موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا ہارون علیہ السلام صرف مؤید تھے واللہ اعلم۔ اور اعطی کل شئ خلقہ مین کسی شئے سے ناقص الخلقت ہونے سے شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ وہان یہی مناسب ہے گو مصالح اسکے خفی ہون۔ اور ان العذاب کے ترجمہ مین قہر کی قید سے یہ شبہہ جاتا رہا کہ عذاب تو عصاۃ کو بھی ہوگا سو وہ عذاب تطہیر کے لیے ہی نہ کہ قہر سے۔

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝۵۱ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ فِىْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنْسَى ۝۵۲ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝۵۳ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ۝۵۴ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝۵۵ فرعون نے (اسپر شبہہ کیا ان العذاب علی من کذب وتولی اور) کہا کہ اچھا تو پہلے لوگون کا کیا حال ہوا (جو انبیاء کی تکذیب کرتے تھے اُن پر کون سا عذاب نازل ہوا) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (مین نے یہ دعوی نہین کیا کہ وہ عذاب موعود دنیا ہی مین آنا ضروری ہی بلکہ کبھی دنیا مین بھی آجاتا ہے اور آخرت مین ضرور ہی ہوگا چنانچہ) اُن لوگون (کی بداعمالیون) کا علم میرے پروردگار کے پاس دفتر (اعمال) مین (محفوظ) ہے (گو اُسکو دفتر کی حاجت نہین مگر بعض حکمتون سے ایسا ہی کیا گیا ہے غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اُن کے اعمال معلوم ہین اور) میرا رب (ایسا جاننے والا ہی کہ) نہ غلطی کرتا ہی اور نہ بھولتا ہی (پس اُنکے اعمال کا صحیح صحیح علم اسکو حاصل ہے مگر عذاب کے لیے وقت مقدر کر رکھا ہی جب وہ وقت آویگا وہ عذاب اُن پر جاری کر دیا جاویگا پس دنیا مین عذاب نہ ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ کفر و تکذیب علت عذاب کی نہ ہو یہانتک موسیٰ علیہ السلام کی تقریر ہو چکی آگے اللہ تعالیٰ اپنی شان ربوبیت کی کچھ تفصیل بیان فرماتے ہین جسکا ذکر اجمالاً موسیٰ علیہ السلام کے اس کلام مین تھا ربنا الذی اعطی الخ علمہا عند ربی الخ لا یضل ربی الخ چنانچہ ارشاد ہے کہ) وہ (رب) ایسا ہی جس نے تم لوگون کے لیے زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا (کہ اُسپر آرام کرتے ہو) اور اُس (زمین) مین تمہارے (چلنے کے) واسطے رستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اُس (پانی) کے ذریعہ سے اقسام مختلفہ کے نباتات پیدا کیے (اور تمکو اجازت دی کہ) خود (بھی) کھاؤ اور اپنے مواشی کو (بھی) چراؤ ان سب (مذکورہ) چیزون مین اہل عقل کے (استدلال کے) واسطے (قدرت الٰہیہ کی) نشانیان ہین (اور جسطرح نباتات کو زمین سے نکالتے ہین اسیطرح) ہم نے تمکو اُسی زمین سے (ابتدا مین) پیدا کیا (چنانچہ آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے سو اُن کے واسطے سے

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ھدای جرہا بخیر لان الہدایۃ قرینۃ علیہ ۱۲
۲ قولہ فی کلوا: اجازت دیکہ اشارۃ الی کون الامر معمولا للمقدر حالا ای قائلین و آذنین لکم الخ ۱۲

اللغات المرعی لازم ومتعد المہد مصدر ثم جعل اسم جنس لما یمہد للصبی وسلک کما فی القاموس او قل ای حصل لکم طرقا وسطہا بین الجبال والاودیۃ کذا فی الروح النہی جمع نہیۃ العقل لنہیہ عن اتباع الباطل

وازکاب القبیح ۱۱ **النحو** قولہ شتی صفۃ لازواجا ویمکن ان یجعل صفۃ للنبات لما انہ فی الاصل مصدر یستوی فیہ الواحد والجمع ۱۱ **البلاغۃ** قولہ فیہا نعید کم لم تقل الیہا للدلالۃ علی الاستقرار المدید فیہا ۱۲

وَلَقَدْ اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰی ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ یٰمُوْسٰی ۝ فَلَنَاْتِیَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ

اور ہم نے اسکو اپنی سب ہی نشانیاں دکھلائیں سو وہ جھٹلاتا ہی رہا اور انکار ہی کرتا رہا کہنے لگا کہ اے موسیٰ تم ہمارے پاس اسواسطے آئے ہو کہ ہمکو ہمارے ملک سے اپنے جادو سے نکال باہر کرو سو اب ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی

فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًی ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ یَوْمُ الزِّیْنَةِ وَاَنْ یُّحْشَرَ

جادو لاتے ہیں تو ہمارے اور اپنے درمیان میں ایک وعدہ مقرر کر لو جسکو نہ ہم خلاف کریں اور نہ تم خلاف کرو کسی ہموار میدان میں — موسیٰ نے فرمایا تمہارے وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں میلا ہوتا ہے اور دن چڑھے

النَّاسُ ضُحًی ۝ فَتَوَلّٰی فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَیْدَهٗ ثُمَّ اَتٰی ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰی وَیْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا فَیُسْحِتَكُمْ

لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ غرض فرعون لوٹ گیا پھر اپنا مکر کا سامان جمع کرنا شروع کیا پھر آیا۔ موسیٰ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ ارے کمبختی مارو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا مت کرو کبھی خدا تعالیٰ تمکو

بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی ۝ فَتَنَازَعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰی ۝ قَالُوْۤا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیْدٰنِ

کسی قسم کی سزا سے بالکل نیست و نابود ہی کر دے اور جو جھوٹ باندھتا ہے وہ ناکام رہتا ہے پس جادوگر باہم اپنی رائے میں اختلاف کرنے لگے اور خفیہ گفتگو کرتے رہے کہنے لگے کہ بیشک یہ دونوں جادوگر ہیں انکا مطلب یہ ہے کہ

اَنْ یُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَیَذْهَبَا بِطَرِیْقَتِكُمُ الْمُثْلٰی ۝ فَاَجْمِعُوْا كَیْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْیَوْمَ

اپنے جادو سے تمکو تمہاری سرزمین سے نکال باہر کریں اور تمہارے عمدہ طریقہ کا دفتر ہی اٹھا دیں تو اب تم ملکر اپنی تدبیر کا انتظام کرو اور صفیں آراستہ کرکے آؤ اور آج وہی کامیاب ہے

مَنِ اسْتَعْلٰی ۝ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی ۝

جو غالب ہو — انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ آپ پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنیں

سبکا مادہ بعید خاک ہوئی) اور اُسی میں ہم تمکو (بعد موت) لیجاویں گے (چنانچہ کوئی مردہ کسی حالت میں ہو لیکن آخر کو مدتوں کے بعد سہی مگر مٹی میں ضرور ملیگا) اور (قیامت کے روز) پھر دوبارہ اُسی سے ہم تمکو نکال لیں گے (جیسا پہلی بار اُس سے پیدا کر چکے ہیں) **ف** شاید اللہ تعالیٰ نے یہ جملہ اسلیے بڑھا دیا ہو کہ سورت مکیہ ہے کفار مکہ توحید و بعث کے منکر تھے اور اس جملہ میں دونوں پر دلالت ہے واللہ اعلم وَلَقَدْ اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰی ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ یٰمُوْسٰی ۝ فَلَنَاْتِیَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًی ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ یَوْمُ الزِّیْنَةِ وَاَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی ۝ اور ہم نے اُس (فرعون) کو اپنی (وہ) سب ہی نشانیاں دکھلائیں (جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی تھیں) سو وہ (جب کہ) جھٹلاتا ہی رہا اور انکار ہی کرتا رہا (اور) کہنے لگا کہ اے موسیٰ تم ہمارے پاس (یہ دعوی لیکر) اسواسطے آئے ہو (گے) کہ ہمکو ہمارے ملک سے اپنے جادو (کے زور) سے نکال باہر کرو (اور خود عوام کو فریفتہ اور تابع بناکر رئیس بنجاؤ) سو اب ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لاتے ہیں تو ہمارے اور اپنے درمیان میں ایک وعدہ مقرر کر لو جسکو نہ ہم خلاف کریں اور نہ تم خلاف کرو کسی ہموار میدان میں (تاکہ سب دیکھ لیں) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا تمہاری (مقابلہ کے) وعدہ کا وقت وہ دن ہے جسمیں (تمہارا) میلا ہوتا ہے اور (جسمیں) دن چڑھے لوگ جمع ہو جاتے ہیں (اور ظاہر ہے کہ میلے کا موقع اکثر ہموار ہی زمین میں ہوا کرتا ہے اس سے مکان سوی کی شرط بھی پوری ہو جاویگی) **ف** یہ جو فرعون نے کہا اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا اگر دل میں یہ غرض سمجھتا ہو جیسا کہ ظاہر بھی ہے تو یہ کہنا اسلیے ہوگا کہ اور سننے والوں کو موسیٰ علیہ السلام پر غیظ پیدا ہو جاوے کیونکہ ترک وطن طبائع پر شاق ہوتا ہے اور اس غیظ کی وجہ سے اُنکی طرف میلان نہ ہونے پاوے کہ آیات میں تدبر کر سکیں فَتَوَلّٰی فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَیْدَهٗ ثُمَّ اَتٰی ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰی وَیْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا فَیُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی ۝ فَتَنَازَعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰی ۝ قَالُوْۤا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیْدٰنِ اَنْ یُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَیَذْهَبَا بِطَرِیْقَتِكُمُ الْمُثْلٰی ۝ فَاَجْمِعُوْا كَیْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْیَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰی ۝ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی ۝

ملحقات الترجمۃ قولہ فی تارۃ اخری جیسا پہلی بار اشارۃ الی ان الاخراج والخلق لما کانا متقاربین صح الحکم علی الاخراج بکونہ تارۃ اخری ۱۲ قولہ فی اریناہ دکھلائیں اشارۃ الی کون الاراءۃ بمعنی الابصار والتعریف لانہ لا یجوز حذف المفعول الثالث ۱۲ قولہ فی کلہا جو کہ موسیٰ علیہ السلام الخ وبہ ارتفع الاشکالات کلہا وتلک الآیات ہی التی ذکرت فی قولہ اذہب انت واخوک بآیاتی کما قررت فی تفسیرہ ۱۲

اللغات موعدا وقولہ موعدکم مصدر فی الاول بقرینۃ عود ضمیر نخلفہ الیہ لانہ لا معنی لاخلاف وقت الوعد وظرف فی الثانی لیصح الاخبار عنہ بقولہ یوم الزینۃ بلا تکلف قولہ سوی ای مکانا مستویا من الارض لا وعر فیہ ولا جبل ولا اکمۃ ولا مطمئن بحیث یستر الحاضرین فیہ بعضہم عن بعض اخرجہ ابن ابی حاتم عن ابن زید کذا فی الروح ۱۲ السحت والاسحات الاستیصال ۱۲

النحو قال اجئتنا استیناف قولہ وان یحشر عطف علی الزینۃ ای یوم الزینۃ ویوم الحشر قولہ مکانا سوی انتصابہ علی انہ مفعول بفعل مقدر یدل علیہ موعدا ای عد مکانا قولہ اما ان تلقی منصوب بفعل مضمر ای اما تختار القاءک او تختار کوننا اول من القی او مرفوع علی انہ خبر لمبتدا محذوف ای الامر اما القاءک او کوننا اول من القی کذا فی الروح ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ ان هذان قرأ ابن کثیر بتشدید نون ہذان وہو علی خلاف القیاس وفی قراءۃ ان بتشدید النون ہذان بالالف ونون خفیفۃ علی لغۃ بعض العرب من اجراء المثنی بالالف والمحاقالوا ضربتہ بین اذناہ ومن بشتری الخفاف وہی لغۃ لکنانۃ ولبنی الحرث بن کعب وخثعم وزبید ولبنی العنبر وبنی الہجیم ومراد وعذرۃ وقرأ ابو عمرو ان ہذین واعرابہ واضح — واما ما نسب الی عائشۃ رض من حکمہا علی القراءۃ الثانیۃ بکونہا لحنا وخطأ من الکتاب فغیر ثابت کیف وقد ذکر اہل المصطلح ان مما یدرک بہ وضع الخبر ما یوخذ من حال المروی کان یکون مناقضا لنص القرآن او السنۃ المتواترۃ او الاجماع القطعی او صریح العقل حیث لا یقبل شیء من التاویل ولم یحتمل سقوط شیء منہ یزول بہ المحذور کذا فی الروح

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی ۝ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ

آپ نے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو پس یکایک انکی رسیاں اور لاٹھیاں انکی نظر بندی سے موسیٰ کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے چلتی دوڑتی ہوں سو موسیٰ کے دل میں تھوڑا سا خوف ہوا ہم نے کہا کہ تم ڈرو مت

اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ۝ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی ۝ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ

تم ہی غالب رہو گے۔ اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو ہے اسکو ڈال دو ان لوگوں نے جو کچھ بنایا ہے سب کو نگل جاویگا یہ جو کچھ بنایا ہے جادوگروں کا سا سانگ ہے اور جادوگر کہیں جاوے کامیاب نہیں ہوتا سو جادوگر

سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی ۝ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ

سجدہ میں گر گئے کہا کہ ہم تو ایمان لے آئے ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر۔ فرعون نے کہا کہ بدون اسکے کہ میں تمکو اجازت دوں تم موسیٰ پر ایمان لے آئے واقعی وہ تمہارے بھی بڑے ہیں کہ انہوں نے تمکو سحر سکھلایا ہے

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ؗ وَلَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰی ۝ قَالُوْا

سو میں تم سب کے ہاتھ پاؤں کٹواتا ہوں ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کا پاؤں اور تم سب کو کھجور کے درختوں پر ٹنگواتا ہوں اور یہ بھی تمکو معلوم ہوا جاتا ہے کہ ہم دونوں میں کس کا عذاب زیادہ سخت اور

لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ؕ اِنَّاۤ اٰمَنَّا

صاف جواب دیا کہ ہم تجھکو کبھی ترجیح نہ دینگے بمقابلہ اُن دلائل کے جو ہمکو ملے ہیں اور بمقابلہ اُس ذات کے جس نے ہمکو پیدا کیا ہے تجھکو جو کچھ کرنا ہو کر ڈال تو بجز اسکے کہ اس دنیوی زندگانی میں کچھ کرلے اور کر ہی کیا سکتا ہے

بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ۝ اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ

اب تو ہم اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے تاکہ ہمارے گناہ معاف کردیں اور تونے جو جادو میں ہمپر زور ڈالا اسکو بھی معاف کردیں اور اللہ تعالیٰ بدرجہا اچھے ہیں اور زیادہ بقا والے ہیں جو شخص مجرم ہو کر اپنے رب کے پاس حاضر ہوگا سو اسکے لیے دوزخ ہے

لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی ۝ وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ

اسمیں نہ مریگا اور نہ جئے ہی گا۔ اور جو شخص رب کے پاس مومن ہو کر حاضر ہوگا جس نے نیک کام بھی کیے ہوں سو ایسوں کے لیے بڑے اونچے درجے ہیں یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰی ۝

جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی وہ انمیں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور جو شخص پاک ہو اسکا یہی انعام ہے

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی ﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ؗ وَلَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰی ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿٧٢﴾ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی ﴿٧٤﴾ وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰی ﴿٧٦﴾

غرض (یہ سنکر) فرعون (دربار سے اپنی جگہ) لوٹ گیا پھر اپنا مکر کا (یعنی جادو کا) سامان جمع کرنا شروع کیا پھر (سبکو لیکر اس میدان میں جہاں وعدہ ٹھیرا تھا) آیا (اسوقت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اُن (جادوگر) لوگوں سے فرمایا کہ ارے کمبختی مارو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا مت کرو (کہ اس کے وجود یا توحید کا انکار کرنے لگو یا اسکے ظاہر کیے ہوئے معجزات کو سحر بتلانے لگو) کبھی خدا تعالیٰ تمکو کسی قسم کی سزا سے بالکل نیست و نابود ہی کردے اور جو جھوٹ باندھتا ہے وہ (آخر کو) ناکام رہتا ہے پس جادوگر (یہ بات سنکر ان دونوں حضرات کے بارہ میں) باہم اپنی رائے میں اختلاف کرنے لگے اور خفیہ گفتگو کرتے رہے (آخری نتیجہ سب متفق ہو کر) کہنے لگے کہ بیشک یہ دونوں جادوگر ہیں انکا مطلب یہ ہے کہ اپنی جادو (کے زور) سے تمکو تمہاری سرزمین سے نکال باہر کریں اور تمہارے عمدہ (مذہبی) طریقہ کا دفتر ہی اٹھا دیں تو اب تم ملکر اپنی تدبیر کا انتظام کرو اور صفیں آراستہ کر کے (مقابلہ میں) آؤ اور آج وہی کامیاب ہے جو غالب ہو (پھر

اللغات: لایجاس الاضمار ١٢ | **النحو** قولہ انما صنعوا ما کافۃ ١٢

وَلَقَدْ اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰی ۝

اور ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے بندون کو راتون رات لیجاؤ پھر ان کے لیے دریا مین خشک رستہ بنا دینا نہ تمکو کسی کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا اور نہ اور کسی قسم کا خوف

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰی ۝

پس فرعون اپنے لشکرون کو لیکر انکے پیچھے چلا تو دریا انپر جیسا ملنے کو تھا آملا اور فرعون اپنی قوم کو بری راہ لایا اور نیک راہ انکو نہ بتائی -

(موسیٰ علیہ السلام سے) کہا کہ ای موسیٰ (کہیے آپ (اپنا عصا) پہلے ڈالین گے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنین آپ نے (نہایت بے پروائی سے) فرمایا نہین تم ہی پہلے ڈالو (چنانچہ انہون نے اپنی رسیان اور لاٹھیان ڈالین اور نظر بندی کردی) پس یکایک انکی رسیان اور لاٹھیان انکی نظر بندی سے موسیٰ (علیہ السلام) کے خیال مین ایسی معلوم ہونے لگین جیسے (سانپ کیطرح) چلتی دوڑتی ہون سو موسیٰ (علیہ السلام) کے دلمین تھوڑا سا خوف ہوا (کہ جب دیکھنے مین یہ رسیان اور لاٹھیان بھی سانپ معلوم ہوتی ہین اور میرا عصا بھی بہت سے بہت سانپ بنجاویگا تو دیکھنے والے تو دونون چیزون کو ایک ہی سا سمجھین گے تو حق و باطل مین امتیاز کسطرح کرینگے اسوقت) ہم نے کہا کہ تم ڈرو نہین تم ہی غالب رہوگے اور (اسکی صورت یہ ہے کہ) یہ تمہارے داہنے ہاتھ مین جو (عصا) ہے اسکو ڈال دو ان لوگون نے جو کچھ (سانگ) بنایا ہے یہ (عصا) سبکو نگل جاویگا یہ جو کچھ بنایا ہے جادوگرون کا سانگ ہے اور جادوگر کہین جاوے (معجزہ کے مقابلہ مین کبھی) کامیاب نہین ہوتا (موسیٰ علیہ السلام کو تسلی ہوگئی کہ اب امتیاز خوب ہوسکتا ہے چنانچہ انہون نے عصا ڈالا اور واقعی وہ سب کو نگل گیا) سو جادوگرون نے جو یہ فعل فوق السحر دیکھا سمجھ گئے کہ بیشک معجزہ ہے اور فوراً ہی سب) سجدہ مین گر گئے (اور بآواز بلند) کہا کہ ہم تو ایمان لے آئے ہارون اور موسیٰ (علیہما السلام) کے پروردگار پر فرعون نے (یہ واقعہ دیکھکر جادوگرون کو دھمکایا اور) کہا کہ بدون اسکے کہ مین تمکو اجازت دون (یعنی میری خلاف مرضی) تم موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لے آئے واقعی (معلوم ہوتا ہے کہ) وہ (سحر مین) تمہارے بھی بڑے (اور استاد) ہین کہ انہون نے تمکو سحر سکھلایا ہے (اور استاد شاگردون نے سازش کرکے جنگ زرگری کی ہے تاکہ تمکو ریاست حاصل ہو) سو (اب حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے) مین تم سب کے ہاتھ پانو کٹواتا ہون ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کا پانو اور تم سب کو کھجورون کے درختون پر ٹنگواتا ہون (تاکہ سب دیکھکر عبرت حاصل کرین) اور یہ بھی تمکو معلوم ہوا جاتا ہے کہ ہم دونون مین (یعنی مجھ مین اور موسیٰ مین) کسکا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے ان لوگون نے صاف جواب دیدیا کہ ہم تجھکو کبھی ترجیح نہ دینگے بمقابلہ ان دلائل کے جو ہمکو ملے ہین اور بمقابلہ اس ذات کے جس نے ہمکو پیدا کیا ہے تجھکو جو کچھ کرنا ہو (دل کھولکر) کر ڈال تو بجز اسکے کہ اس دنیوی زندگانی مین کچھ کرلے اور کرہی کیا سکتا ہے بس اب تو ہم اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے تاکہ ہمارے (پچھلے گناہ (کفر وغیرہ) معاف کردین اور تو نے جو جادو (کے مقدمہ) مین ہمپر زور ڈالا اسکو بھی معاف کردین اور اللہ تعالیٰ (باعتبار ذات وصفات کے بھی تجھسے) بدرجہا اچھے ہین اور (باعتبار ثواب عقاب کے بھی) زیادہ بقا والے ہین (اور تجھکو نہ خیریت نصیب ہے نہ بقا تو بیزار کیا انعام جسکا وعدہ ہم سے کیا تھا اور کیا عذاب جسکی اب وعید سناتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے جس ثواب اور عذاب کو بقا ہے اسکا قانون یہ ہے کہ) جو شخص (بغاوت کا) مجرم ہوکر (یعنی کافر ہوکر) اپنے رب کے پاس حاضر ہوگا سو اسکے لیے دوزخ (مقرر) ہے اسمین نہ مرہی گا اور نہ جیے ہی گا (نہ مرنا تو ظاہر ہے اور نہ جینا یہ کہ جینے کا آرام نہ ہوگا) اور جو شخص رب کے پاس مومن ہوکر حاضر ہوگا جس نے نیک کام بھی کیے ہون سو ایسون کے لیے بڑے اونچے درجے ہین یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جنکے نیچے نہرین جاری ہونگی وہ انمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہینگے اور جو شخص (کفر و معصیت سے) پاک ہوا اسکا یہی انعام ہے (پس اس قانون کے موافق ہم نے کفر کو چھوڑکر ایمان اختیار کرلیا) **ف** فرعون کا یہ کہنا کہ علمکم السحر عوام کو فریب دینے کے لیے تھا ورنہ موسیٰ علیہ السلام سے ان کی بے تعلقی وہ بھی جانتا تھا - اور اگر ہنستا کہتا یا تو اس بنا پر ہو کہ حکم سلطانی کے بعد آزادی سے رائے قائم کرنیکی گنجایش نہین ہے اور یا اس وجہ سے ہو کہ ساحرین کی رائے مقابلہ مین اپنی نہ ہوگی کسی مصلحت کے خیال سے - اور اسکی کہین تصریح نہین دیکھی کہ فرعون نے ان نومسلمون کو یہ سزا دی یا نہین ح اور مومن غیر عامل صالحات کا ذکر اس آیت مین نہین ہے اسکا حال دوسرے دلائل سے معلوم ہے وَلَقَدْ اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰی ۝۷۷ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْ ۝۷۸ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰی ۝۷۹

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی حقیقتہ تمہارے استاد التنکیر للتقلیل ۱۲

۲ قولہ فی کہین ساحر جادوگرون اشارۃ الی ارادۃ الجنس ۱۲ ۳ قولہ فی قبل ان أذن بدون اشارۃ الی ان المعنی من غیر اذنی کما فی قولہ تعالی قبل ان تنفد کلمات ربی لا ان اذنہ لہم فی ذلک واقع بعد او متوقع ۱۲

اللغات الدرک اللحوق قولہ اتبعہم بمعنی تبعہم ۱۲ **النحو** قولہ طریقا مفعول بہ لاضرب علی الاتساع وہو مجاز عقلی والاصل اضرب البحر لیصیر لہم طریقا وقیل ان الضرب بمعنی الجعل والاتخاذ ۱۲

يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى

اے بنی اسرائیل ہم نے تمکو تمہارے دشمن سے نجات دی اور ہم نے تم سے کوہ طور کی داہنی جانب آنیکا وعدہ کیا اور ہم نے تم پر من وسلوی نازل فرمایا

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ

ہم نے جو نفیس چیزیں تمکو دی ہیں انکو کھاؤ اور اس میں حد سے مت گذرو کہیں میرا غضب تم پر واقع ہوجاوے اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوتا ہے وہ بالکل گیا گذرا ہوا اور میں ایسے لوگوں کیلئے

لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ

بڑا بخشنے والا بھی ہوں جو توبہ کرلیں اور ایمان لے آویں اور نیک عمل کریں پھر راہ پر قائم رہیں اور اے موسی آپکو اپنی قوم سے جلدی آنیکا کیا سبب ہوا انہوں نے عرض کیا کہ وہ لوگ یہی تو ہیں میرے پیچھے اور میں آپکے پاس جلدی

رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا

اے میرے رب اسلئے چلا آیا کہ آپ خوش ہونگے ارشاد ہوا کہ تمہاری قوم کو تو ہم نے تمہارے بعد ایک بلا میں مبتلا کردیا اور انکو سامری نے گمراہ کر دیا غرض موسی غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے

يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ اور (جب فرعون اسپر بھی ایمان نہ لایا اور ایک عرصہ تک مختلف معاملات وواقعات ہوتے رہے اسوقت) ہم نے موسی (علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے (ان) بندوں کو (یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے) راتوں رات (باہر) لیجاؤ (اور دور چلے جاؤ تاکہ فرعون کے ظلم وتشدد سے انکو نجات ہو) پھر (راہ میں جو دریا ملیگا تو) ان کے لیے دریا میں (عصا مار کر) خشک رستہ بنا دینا (یعنی عصا مارنا کہ اس سے خشک رستہ بن جاویگا) نہ تو تم کو کسی کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا (کیونکہ اہل تعاقب کامیاب نہ ہونگے گو تعاقب کریں) اور نہ اور کسی قسم کا (مثلاً غرق وغیرہ کا) خوف ہوگا (بلکہ امن واطمینان سے پار ہوجاؤگے چنانچہ موسی علیہ السلام موافق حکم کے انکو شبا شب نکال لے گئے اور صبح مصر میں خبر مشہور ہوئی) پس فرعون اپنے لشکروں کو لیکر ان کے پیچھے چلا (اور بنی اسرائیل موافق وعدہ الہیہ کے دریا سے پار ہوگئے اور ہنوز وہ رستے اسی طرح اپنی حالت پر تھے جیسا دوسری آیت میں ہے واترك البحر رهوا انهم جند مغرقون فرعونیوں نے جلدی میں کچھ آگا پیچھا سوچا نہیں ان رستوں پر ہولیے جب بیچ میں آگئے) تو (اسوقت چاروں طرف سے) دریا (کا پانی سمٹ کر) ان پر جیسا ملنے کو تھا آملا (اور سب غرق ہوکر رہ گئے) اور فرعون اپنی قوم کو بری راہ لایا اور نیک راہ انکو نہ بتلائی (جسکا اسکو دعوی تھا وما اهديكم الا سبيل الرشاد اور بری راہ ہونا ظاہر ہے کہ دنیا کا بھی ضرر ہوا اور آخرت کا بھی حيث اغرقوا فادخلوا نارا پھر بنی اسرائیل کو بعد نعمت انجاء کے اور نعمتیں عنایت ہوئیں مثلا عطای توراۃ اور من وسلوی ان نعمتوں کو عطا کرکے ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ) اے بنی اسرائیل (دیکھو) ہم نے تمکو کیسی کیسی نعمتیں دیں کہ) تمکو تمہارے (ایسے بڑے) دشمن سے نجات دی اور ہم نے تم سے (یعنی تمہارے پیغمبر سے تمہارے نفع کے واسطے) کوہ طور کے داہنی جانب آنیکا (اور وہاں آنیکے بعد توراۃ دینے کا) وعدہ کیا اور (وادی تیہ میں) ہم نے تمپر من وسلوی نازل فرمایا (اور اجازت دی کہ) ہم نے جو نفیس چیزیں (شرعا بھی کہ حلال ہیں اور طبعا بھی کہ لذیذ ہیں) تمکو دی ہیں انکو کھاؤ اور اس (کھانے) میں حد (شرعی) سے مت گذرو (مثلاً یہ کہ حرام سے حاصل کیا جاوے کذا فی الدر یا کھاکر معصیت کی جاوے) کہیں میرا غضب تمپر واقع ہوجاوے اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوتا ہے وہ بالکل گیا گذرا ہوا اور (نیز اس کے ساتھ یہ بھی کہ) میں ایسے لوگوں کے لیے بڑا بخشنے والا بھی ہوں جو (کفر ومعصیت سے) توبہ کرلیں اور ایمان لے آویں اور نیک عمل کریں پھر (اسی) راہ پر قائم (بھی) رہیں (یعنی ایمان وعمل صالح پر مداومت کریں یہ مضمون ہم نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تذکیر نعمت اور امر بالشکر ونہی عن المعصیت اور وعدہ وعید یہ خود بھی دینی نعمت ہے) ف جانب طور کو ایمن اسلیے فرمایا کہ وہ جانب اسطرف جانے والے کے داہنے ہاتھ پڑتی ہے اور بعض نے یمن سے لیا ہے یعنے برکت یعنی جانب مبارک اسکی توجیہ ظاہر ہے کیونکہ محل وحی کے مبارک ہونے میں کیا شبہ ہے چنانچہ اسکو مقدس بھی کہا ہے وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا

اللغات قوله يحل من حل الدين يحل كسيبه الحار اذا وجب اداءه وحله من الحلول وهو في الاجسام ثم استعير فيه وشاع حتى صارت حقيقة فيه وقرأ الكسائي فيحل بضم الحاء ويحلل بضم اللام ومعنى مضموم الحاء ينزل من حل بالبلد وفي اصطلاح حل العذاب يحل ويحل هذا وعده بالكسر والضم معاد الباقي بالكسر فقط قوله هوى هلك	وصله السقوط عن علو الى سفل النحو قوله يبسا مصدر وصف به مبالغة البلاغة قوله ثم اهتدى كلمة ثم اما للتراخي باعتبار الانتهاء لبعده عن الابتداء او للدلالة على بعد ما بين المرتبتين فان المداومة اعلى واعظم من الشروع ۱۲

ملخصات الترجمة

سل ۱ قوله (ن) مقصود اصلی ہم نے فرمایا اشارہ فقال لنا قربہ تعلقا قوله سكانہ لما فيه الطغيان لانطلق اسما عن نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ۲ قوله فی واعدنکم تمہارے نفع کے واسطے اشارہ الی نکتة التعبير بالجمع ۳ قوله آنیکا اشارہ الی حذف المضاف ای واعدنا کم اتیان الجانب

قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

فرمانے لگے کہ اے میری قوم کیا تم سے تمہارے ربنے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کیا تمپر زیادہ زمانہ گذر گیا تھا یا تمکو یہ منظور ہوا کہ تمپر تمہارے رب کا غضب واقع ہو

فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا

اس لیے تمنے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اسکے خلاف کیا وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اسکو اپنے اختیار سے خلاف نہیں کیا ولیکن قوم کے زیور میں سے ہم پر بوجھ لد رہا تھا سو ہم نے اسکو ڈال دیا

فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۙ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا

پھر اسیطرح سامری نے بھی ڈال دیا۔ پھر اس نے ان لوگوں کے لیے ایک بچھڑا ظاہر کیا کہ وہ ایک قالب تھا جسمیں ایک آواز تھی سو وہ لوگ کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ کا بھی معبود تو یہ ہے موسیٰ تو بھول گئے کیا وہ لوگ

يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝

اتنا بھی نہیں دیکھتے تھے کہ وہ نہ تو انکی کسی بات کا جواب دیسکتا ہے اور نہ انکے کسی ضرر یا نفع پر قدرت رکھتا ہے

قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝ اور جب اللہ تعالیٰ کو توراۃ دینا منظور ہوا تو موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر آنیکا حکم فرمایا اور ساتھ آنیکا قوم کو بھی یعنی بعضوں کو حکم ہوا کذا فی فتح المنان عن الباب التاسع عشر من سفر الخروج موسیٰ علیہ السلام شوق میں سب سے آگے تنہا جا پہونچے اور دوسرے لوگ اپنی جگہ رہ گئے طور کا ارادہ ہی نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اے موسیٰ آپکو اپنی قوم سے آگے جلدی آنیکا کیا سبب ہوا انہوں نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ لوگ یہی تو ہیں میرے پیچھے پیچھے (آرہے ہیں) اور میں (سب سے پہلے) آپ کے پاس (یعنی محل مکالمت ومخاطبت کی جگہ) جلدی سے اس لیے چلا آیا کہ آپ (زیادہ) خوش ہونگے (کیونکہ امتثال امر میں پیشدستی کرنا زیادہ موجب خوشنودی کا ہے) ارشاد ہوا کہ تمہاری قوم کو تو ہم نے تمہارے (چلے آنے کے) بعد ایک بلا میں مبتلا کر دیا اور انکو سامری نے گمراہ کر دیا (جسکا بیان آگے آتا ہے فاخرج لہم عجلا الخ اور اضلال سامری کا ظاہر ہے اور فتنا میں اسناد باعتبار تخلیق کے ہے جسمیں کوئی قبح نہیں) غرض موسیٰ (علیہ السلام بعد انقضائے میعاد کے) غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے (اور) فرمانے لگے کہ اے میری قوم کیا تم سے تمہارے ربنے ایک اچھا (اور سچا) وعدہ نہیں کیا تھا (کہ ہم تمکو ایک کتاب احکام کی دینگے تو اس کتاب کا تمکو انتظار واجب تھا) کیا تمپر (میعاد مقرر سے) زیادہ زمانہ گذر گیا تھا (کہ اسکے ملنے سے ناامیدی ہوگئی اسلیے اپنی طرف سے ایک عبادت ایجاد کرلی) یا (باوجود ناامیدی نہ ہونے کے) تمکو یہ منظور ہوا کہ تمپر تمہارے رب کا غضب واقع ہو اسلیے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا کہ آپکی واپسی تک بھی (اسی دین توحید پر قائم رہینگے) اسکو خلاف کیا وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اسکو اپنے اختیار سے خلاف نہیں کیا (یہ معنے نہیں کہ بالکل مضطر ہوگئے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس رائے کو ہم (بنا بر تخلی بالطبع ہوکر اختیار کرتے سامری کا فعل ہمارے لیے منشا اشتباہ بن گیا جس سے پہلے وہ رائے سابق اختیار نہ کی بلکہ رائے بدل گئی گو اسپر بھی عمل اختیار ہی سے ہوا چنانچہ کہا گیا) ولیکن قوم (قبط) کے زیور میں سے ہم پر بوجھ لد رہا تھا سو ہم نے اسکو (سامری کے کہنے سے آگ میں) ڈالدیا پھر اسیطرح سامری نے (بھی اپنے ساتھ کا زیور) ڈالدیا آگے اللہ تعالیٰ قصہ کی تتمیم فرماتے ہیں پھر اس (سامری) نے ان لوگوں کے لیے ایک بچھڑا (بناکر) ظاہر کیا کہ وہ ایک قالب (خالی از کمالات) تھا جسمیں ایک (بے معنی) آواز تھی سو (اسکی نسبت وہ (احمق) لوگ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ کا بھی معبود تو یہ ہے (اسکی عبادت کرو) موسیٰ تو بھول گئے (کہ طور پر خدا کی طلب میں گئے ہیں حق تعالیٰ انکی تقبیح فرماتے ہیں کہ) کیا وہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھتے تھے کہ وہ (بواسطہ نہ بلاواسطہ) نہ تو انکی کسی بات کا جواب دیسکتا ہے اور نہ انکے کسی ضرر یا نفع پر قدرت رکھتا ہے (ایسا ناکارہ خدا کیا ہوگا اور اللہ حق بواسطہ انبیاء کے خطاب وکلام ضروری فرماتا ہے) **ف** زیور لینے کا قصہ پارہ نہم کے رکوع واتخذ قوم موسیٰ الخ میں گذر چکا ہے اور انکے زیور کو تصرف میں نہ لانیکی وجہ یہ تھی کہ وہ مال کفار کا بے رضا لیا ہوا تھا اسکا حکم شریعت موسویہ میں

رکوع ۱۳ | ۱۲

ملحقات الترجمة
سکہ قولہ نے ایات وعدہ کی مجمہ اشارۃ الی تقدیر المضاف ای الی مکان وعدک لانہ تعالی منزہ عن الجہتہ ۱۲
سکہ قولہ فی العہد زمانہ کذا فی الکشاف ۱۲

اللغات یحل یجب ۱۲ النحو قولہ ھم اولاء مبتدأ وخبر وقولہ علی اثری خبر ثان ۱۲ البلاغۃ قولہ فانا قد فتنا الفاء للتعقیب ای قد فتناھم بعد ان جئت ولا تکلف فیہ قولہ افطال وقولہ افلا یرون لا حاجۃ فیہا الی تقدیر المعطوف علیہ لان الہمزۃ مقدمۃ من تاخیر لصدارتہا کذا فی الروح

قولہ فاخرج الخ النکتۃ فی کون التتمیم من اللہ تعالی کما یدل علیہ قولہ لہم دون لنا وقولہ فقالوا وقولہ افلا یرون الا انتما الی ان المذنب لا یطول کلامہ فلذا انقطع کلامہم علی قولہم القی السامری فافہم قولہ فنسی الفاء للتعلیل للمقدر ای ہذا الہکم فاعبدوہ فان موسی نسی ۱۲

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا

اور اُن لوگون سے ہارون نے پہلے بھی کہا تھا　کہ اے میری قوم تم اسکے سبب گمراہی مین پھنس گئے ہو اور تمہارا رب رحمان ہے　سو تم میری راہ پر چلو　اور میرا کہنا مانو　انہون نے جواب دیا

لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۙ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ

کہ ہم تو جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس آئین اسی پر برابر جمے بیٹھے رہین گے　کہا اے ہارون جب تم نے دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہوگئے تو تمکو میرے پاس چلے آنے سے کون امر مانع ہوا تھا　سو کیا تم نے میرے

اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝

کہنے کے خلاف کیا　ہارون نے کہا کہ اے میرے ماں جائے تم میری داڑھی مت پکڑو اور نہ سر پکڑو مجھکو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان مین تفریق ڈالدی　اور تم نے میری بات کا پاس نہ کیا

ابتک معلوم نہ ہوا تھا اسلیے سامری نے جمع کرنے کی رائے دی کہ محفوظ رہے پھر حکم کی تحقیق کرلین گے - اور سامری منسوب ہے سامرہ کی طرف کہ ایک قریہ کا نام ہے شام مین اور یہ شخص منافق تھا اور بچھڑے مین آواز ہونیکی وجہ آگے آویگی اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکالمت طور پر پہونچتے ہی ہوئی اور اس مکالمت کے وقت فتنۂ گوسالہ کا واقع ہوچکا تھا پس غالب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے پہونچنے مین جو ایام لگے ہین اُن ایام مین یہ واقعہ ہوگیا اور اگر اس سے زیادہ مدت کسی صحیح روایت سے ثابت ہوجاوے تو فقتنا اور اضلّ کو ماوّل کیا جاویگا ابتدا فتنہ و اضلال کے ساتھ کہ اُس نے لوگون کی رائے بدلنا اور اسکا منصوبہ سوچنا شروع کیا ہوگا واللہ اعلم اور روایات کے مضامین درمنثور سے نقل کیے ہین وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝۹۰ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝۹۱ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝۹۲ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝۹۳ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝۹۴ اور اُن لوگون سے ہارون (علیہ السلام) نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لوٹنے سے) پہلے بھی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اس (گوسالہ) کے سبب گمراہی مین پھنس گئے ہو (یعنی اس طریق مین صواب[1] کا احتمال نہین یقیناً ضلالت ہے) اور تمہارا رب (حقیقی) رحمان ہے (نہ کہ یہ گوسالہ) سو تم (دین کے بارہ مین) میری راہ پر چلو اور (اس باب مین) میرا کہنا مانو (یعنی میرے قول[2] و فعل کی اقتدا کرو) انہون نے جواب دیا کہ ہم تو جب تک موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے پاس واپس (ہوکر) آئین اسی (کی عبادت) پر برابر جمے بیٹھے رہین گے (غرض ہارون علیہ السلام کا کہنا نہین مانا تھا یہانتک کہ موسیٰ علیہ السلام بھی آگئے اور قوم سے اول خطاب کیا جو اوپر آچکا بعد اسکے ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور) کہا اے ہارون جب تم نے (انکو) دیکھا تھا کہ یہ (بالکل) گمراہ ہوگئے (اور نصیحت بھی نہین سنی) تو (اسوقت) تمکو میرے پاس چلے آنے سے کون امر مانع ہوا تھا (یعنی اُسوقت میرے پاس چلا آنا چاہیے تھا تاکہ ان لوگونکو اور زیادہ یقین ہوتا کہ تم ان کے فعل کو نہایت ناپسند کرتے ہو اور نیز ایسے باغیون سے قطع تعلقات جسقدر زیادہ ہو بہتر ہے) سو کیا تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا (کہ مین نے کہا تھا لاتتبع سبیل المفسدین جیسا پارہ نہم مین ہے جو بعمومہ دال ہے عدم موافقت مفسدین پر بوجہ من الوجوہ پر اور اُس عموم مین مساکنت بھی داخل ہے) ہارون (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے ماں جائے (یعنی میرے بھائی) تم میری داڑھی مت پکڑو اور نہ سر (کے بال) پکڑو (اور میرا عذر سُن لو میرے تمہارے پاس نہ آنیکی یہ وجہ تھی کہ) مجھکو یہ اندیشہ ہوا کہ (اگر مین چلا تو میرے ساتھ غیر عابدین عجل بھی چلین گے اور اُس حالت مین) تم کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان مین تفریق ڈالدی (جو بعض اوقات مشارکت فی المسکن سے زیادہ مضر ہوتی ہے کہ مفسدین خالی میدان پاکر بے خطر فساد مین ترقی کرتے ہین) اور تم نے میری بات کا پاس نہ کیا (کہ مین نے کہا تھا اصلح) **ف** حاصل مقام کا یہ ہے کہ یہان دو اجتہاد ہین ایک یہ کہ ترک مساکنت زیادہ نافع تھی - دوسرا یہ کہ ترک مساکنت زیادہ مضر تھی موسیٰ علیہ السلام کا ذہن اجتہاد اول کی طرف گیا اور ہارون علیہ السلام کا ذہن دوسرے اجتہاد کی طرف گیا اور لاتتبع عموم مین محکم نہین کیونکہ عدم اتباع فی الاعتقاد والعمل بھی اُسکے امتثال کے لیے کافی ہے باقی توجیہ اسقدر غضب کی اور اخذ بلحیہ و راس کی پارہ نہم رکوع واتخذ قوم موسیٰ مین گذر چکی ہے - اور اُن لوگون کا حتیٰ یرجع الینا موسیٰ کہنا وعدہ ترک کے لیے نہین بلکہ مطلب یہ ہے کہ دیکھین وہ کیا کہتے ہین اور بعض مفسرین نے ولقد قال لہم الخ کو متمم مضمون افلا یرون کا کہا ہے اور مجموعہ سے تحمیق اُن لوگون کی مقصود بتلائی ہے یعنی وہ لوگ ایسے احمق تھے کہ نہ انکو خود سوجھا ان لایرجع الیہم الخ اور باوجودیکہ ہارون علیہ السلام نے بھی سمجھایا جب بھی نہ سمجھا واللہ اعلم - اور ابنؤم سے انکا اخیافی بھائی ہونا لازم نہین آتا کیونکہ ممکن ہے کہ استعطاف اور طلب شفقت کے لیے کہدیا ہو

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی انما فتنتم صواب کا احتمال اشارۃ الٰی توجیہ الحصر ای ما ہذا الا فتنۃ لا رشد ۱۲

[2] قولہ فی توضیح اتبعونی قول و فعل اشارۃ الٰی نکتۃ الجمع بین الاتباع والاطاعۃ ۱۲

النحو قولہ لاتتبعن لا زائدۃ ۱۲

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ

کہا کہ اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے　اس نے کہا کہ مجھکو ایسی چیز نظر آئی تھی جو اوروں کو نظر نہ آئی تھی پھر میں نے اس فرستادہ کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی تھی سو میں نے وہ مٹھی ڈالدی اور میرے

سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ

جی کو یہی بات پسند آئی　آپ نے فرمایا تو بس تیرے لیے اس زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو یہ کہتا پھریگا کہ مجھکو کوئی ہاتھ نہ لگانا　اور تیرے لیے ایک اور وعدہ ہے جو تجھسے ٹلنے والا نہیں اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ

ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

جسپر تو جما ہوا بیٹھا تھا　ہم اسکو جلادینگے پھر اسکو دریا میں بکھیر کر بہا دینگے　بس تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے جسکے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ علم سے تمام چیزوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ (پھر سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے) کہا کہ اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے (یعنی تو نے یہ حرکت کیوں کی) اس نے کہا کہ مجھکو ایسی چیز نظر آئی تھی جو اوروں کو نظر نہ آئی تھی (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام گھوڑے پر چڑھے ہوے جس روز دریا سے پار اترے ہیں کہ مصلحت نصرت مومنین واہلاک کفار کے آئے ہونگے اور تاریخ طبری میں سدی سے بسند نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیل موسیٰ علیہ السلام کے پاس یہ حکم لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر آئے تھے کہ آپ طور پر جاویں تو اس وقت سامری نے دیکھا تھا) پھر میں نے اس فرستادہ (خداوندی کی سواری) کے نقش قدم سے ایک مٹھی (بھر کر خاک) اٹھالی تھی (اور خود بخود میرے قلب میں یہ بات آئی کہ اسمیں اثر تحصیل حیات کا ہوگا) سو میں نے وہ مٹھی (خاک اس قالب کے اندر) ڈالدی اور میرے جی کو یہی بات (بھائی اور) پسند آئی آپ نے فرمایا تو بس تیرے لیے اس (دنیوی) زندگی میں یہ سزا (تجویز کی گئی) ہے کہ تو یہ کہتا پھریگا کہ مجھکو کوئی ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لیے (اس سزا کے علاوہ) ایک اور وعدہ (حق تعالیٰ کے عذاب کا) ہے جو تجھسے ٹلنے والا نہیں (یعنی آخرت میں جدا عذاب ہوگا) اور تو اپنے اس معبود (باطل) کو دیکھ جس (کی عبادت) پر تو جما ہوا بیٹھا تھا (دیکھ) ہم اسکو جلادینگے پھر اس (کی راکھ) کو دریا میں بکھیر کر بہا دینگے (تاکہ نام و نشان اسکا نہ رہے) بس تمہارا (حقیقی) معبود تو صرف اللہ ہے جسکے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ (اپنے) علم سے تمام چیزوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے ف در منثور میں حضرت ابن عباس رضی سے بصرت بما لم یبصروا بہ الخ کی وہی تفسیر منقول ہے جو اختصر نے تقریر ترجمہ میں لکھی ہے اور اسی میں حضرت ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے کہ جب فرعون بچوں کو قتل کرتا تھا تو سامری کی ماں اسکو کسی غار میں چھپا کر ڈال آئی تھی کہ ذبح سے محفوظ رہے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے اسکو پرورش کرایا اسلیے جبرئیل علیہ السلام کو اس صورت سے پہچانتا تھا اور اس روایت پر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وہ تو قریہ سامرہ کی طرف منسوب ہے دوسرے ذبح مختص تھا بنی اسرائیل کے ساتھ جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اسکا باپ دادا سامرہ سے بنی اسرائیل میں آبسا ہو اور بعد الحاق انہیں میں شمار کیا جاتا ہو۔ اور یہ بات کہ اسکو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اسمیں یہ اثر ہے اسکی وجہ بھی اسی روایت میں ہے فالقی فی روعہ انہ لا یلقیہا علی شیء فیقول کن کذا الا کان جسکا ترجمہ میری تقریر میں ہے یعنی خود بخود میرے قلب میں الخ یا بقول بعض اس گھوڑے کا جہاں سم پڑتا تھا سبزہ جم آتا تھا اس سے استدلال کیا ہو کذا فی الکمالین اور اسی تفسیر کو روح المعانی میں صحابہ و تابعین و جمہور مفسرین سے منقول کہا ہے اور اسمیں بعضے ظاہر پرستوں کو جو استبعادات واقع ہوئے ہیں صاحب روح نے سبکا جواب دیا ہے اور ایسے استبعادات کی بنا پر سلف صالحین کی تفسیر ترک کرنے والوں پر تشنیع کی ہے فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ اور سامری کو یہ سزا جو دیگئی ممکن ہے کہ وحیاً ہو یا اجتہاداً ہو اور اس سزا کی تقریر میں مشہور قول یہ ہے کہ اگر کوئی اسکو چھوتا تھا تو دونوں کو بخار چڑھ جاتا تھا کذا فی المعالم اس ڈر کے مارے بھاگا بھاگا پھرتا تھا اور کسیکو دور سے دیکھتا تو کہتا تھا لا مساس اور دوسرے بھی اس سے بچتے تھے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اسکو کچھ جنون سا ہوگیا تھا اس وحشت جنون میں لوگوں سے بھاگتا بھی تھا اور یہ لفظ بھی کہتا تھا۔ اور اس گوسالہ کے باب میں ایک اختلاف یہ ہے کہ آیا وہ لحم و شحم کا تھا یا چاندی سونے ہی کا تھا پھر اسمیں آواز حیوان کی پیدا ہوگئی تھی پہلے قول پر تحریق بعد ذبح کے ہوگا اور دوسرے قول پر تحریق دو صورت سے ہوسکتا ہے یا تو سوہان سے ریت کر

اللغات ظلت اصلہ ظللت حذفت احدی اللامین تخفیفا – قولہ بصرت فی الروح قال الزجاج یقال بصر بالشیء اذا علمہ وابصر اذا نظر وقیل بصرہ وابصرہ بمعنی واحد والمعنی الاول معناہ علمت مالم یعلموہ وفطنت لما لم یفطنوا لہ وہو ان الرسول الذی جاء رما فی محضر ابلیس اثرہ شیئا الا احیاہ وعلی التماس　معناہ رأیت مالم یروہ وہو ان جبرئیل جاء علی فرس الحیوۃ کذا فی البیضاوی اختلاف القراءۃ قرأ الکسائی مالم تبصروا بہ بالخطاب ولا اشکال لانہ یمکن ان خاطب القوم بجہالۃ من خطاب موسیٰ علیہ السلام

كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اسیطرح ہم آپ سے اور واقعات گزشتہ کی خبرین بھی بیان کیئے رہتے ہین — اور ہم نے آپکو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے — جو لوگ اس سے روگردانی کرینگے سو وہ قیامت کے روز بڑا بھاری

وِزْرًا ۝ خَالِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ۝ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝ يَتَخَافَتُونَ

بوجھ لادے ہونگے — وہ اسمین ہمیشہ رہینگے — اور یہ بوجھ قیامت کے روز انکے لیے برا ہوگا — جس روز صور مین پھونک ماری جاویگی — اور ہم اس روز مجرم لوگون کو اس حالت سے جمع کرینگے کہ کرنجے ہونگے — چپکے چپکے آپس مین

بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ۝ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ۝ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ

باتین کرتے ہونگے کہ تم لوگ صرف دس روز رہے ہوگے — جسکی نسبت وہ بات چیت کرینگے اسکو ہم خوب جانتے ہین جبکہ ان سب مین کا زیادہ صائب الرای یون کہتا ہوگا کہ نہین تم تو ایک ہی روز رہے ہو — اور لوگ آپسے پہاڑون

الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ

کی نسبت پوچھتے ہین سو آپ فرما دیجیے کہ میرا رب انکو بالکل اڑا دیگا پھر زمین کو ایک ہموار میدان کر دیگا — کہ جسمین تو نہ ناہمواری دیکھیگا اور نہ کوئی بلندی دیکھیگا — اس روز سب کے سب بلانے والے کے

الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ

کہنے پر ہولینگے اسکے سامنے کوئی ٹیڑھاپن نہ رہیگا

جیسا در منثور مین ہے یا کسی حیلہ اکسیر یہ سے جیسا صاحب روح نے کہا ہے واللہ اعلم۔ اور ہر حالت مین یعنی خواہ وہ لحم و شحم ہو یا چاندی سونا وہ خارق عادت تھا۔ اور اسپر اگر کسیکو شبہہ ہو کہ خرق عادت سے تو نبوت پر استدلال کیا جاتا ہے تو کاذب کے ہاتھ پر کیسے ظہور ہو گیا۔ جواب یہ ہے کہ خارق عادت مطلقاً دلیل نبوت نہین بلکہ جب وہ مقرون ہو دعوی رسالت کے ساتھ تو اگر وہ دعوی رسالت کا کرتا تو حسب عادت الہیہ اسکے ہاتھ پر اس خارق کا ظہور نہ ہوتا مگر ایسے امر کا دعوی کیا کہ عقلاً بھی باطل ہے یعنی الوہیت عجل کا تو اس صورت مین اشتباہ و التباس کا احتمال نہین لہذا ظہور خارق مین امتناع نہین خوب سمجھ لو۔ اور ظلت علیہ عاکفا مین تخصیص سامری کی باعتبار بانی ہونے کے ہے۔ اور روح مین بحر کے حوالہ سے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ موسی علیہ السلام نے اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ تعالی نے اسکے سخی ہونیکے سبب قتل سے منع فرما دیا **ف۲** یہان ایک شبہہ ہے وہ یہ کہ بنی اسرائیل نے جو زیور قبطیون سے لیا تھا اگر وہ اسکے مالک نہ ہوئے تھے تب تو وہ واپس کیون نہ کیا گیا اور اگر مالک ہو گئے تھے تو اولاً انکے لیے غنیمت کا حلال ہونا لازم آتا ہے جو بروی احادیث امت محمدیہ کے خصائص سے ہے ثانیاً موسی علیہ السلام کے ذمہ اسکا ضمان کیون نہ واجب ہوا اور جواب اسکا یہ ہے کہ وہ مالک ہو گئے تھے خواہ ابتداً یا بعد ہلاک فرعون و اہل فرعون کے۔ اور حلت غنیمت کا خاص ہونا شاید خاص ہو غنیمت حاصلہ وقت الحرب کے ساتھ اور یہی جواب ہوگا اسکا کہ بنی اسرائیل قبطیون کے باغ و املاک کے مالک ہو گئے تھے کما قال تعالی واورثنا بنی اسرائیل واللہ اعلم اور عدم ضمان موسی علیہ السلام پر اسلیے ہو سکتا ہے کہ آلات معصیت کے اتلاف سے امام پر ضمان نہین **ربط** اوپر قصہ موسویہ مین رسالت محمدیہ کا اثبات بھی تھا جسکی تقریر تمہید سورت و تمہید قصہ مین گذر چکی ہے آگے اجمالاً بیان تقصص سے اور تنزیل قرآن سے بھی رسالت موصوفہ کا اثبات ہے اور حقیت قرآن کے ذیل مین معاد کی کچھ تفصیل ہے بمناسبت جزا و سزا مصدق و مکذب قرآن کے اور اس مضمون کے خاتمہ پر آیت وکذلک انزلناہ الخ مین قرآن کی مدح اور اسکے تنزیل پر منت اور اسکے متعلق بعض خاص آداب اور اس کے علوم کا مطلوب ہونا بیان فرمایا ہے پس اس مقام کا آغاز و انجام دونون قرآن کے ذکر سے ہوئے كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝۹۹ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ۝۱۰۰ خَالِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ۝۱۰۱ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝۱۰۲ يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ۝۱۰۳ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ۝۱۰۴ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝۱۰۵ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝۱۰۶ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝۱۰۷ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ

اللغات القاع فی القاموس ارض سہلۃ قد انفرجت عنہا الجبال والآکام والصفصف المستوی من الارض اھ قلت ویراد بالتکریر التاکید العوج فی الروح عدم الاستقامۃ المعنویۃ او الحسیۃ وصح الواو فیہ لانہ منقوص من اعوج وما صح فی الفعل صح فی المصدر **النحو** اذ یقول متعلق بیقولون ۱۲ **الروایات** قولہ تعالی ویسئلونک فی الدر المنثور اخرج ابن المنذر عن ابن جریج قال قالت قریش یا محمد کیف یفعل ربک بہذہ الجبال یوم القیامۃ فنزلت ویسئلونک عن الجبال الآیۃ قولہ یتبعون الداعی فی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم عن محمد بن کعب القرظی قال یحشر اللہ تعالی الناس یوم القیامۃ الی قولہ ینادی مناد فیتبع الناس الصوت یؤمونہ فذلک قولہ تعالی یومئذ یتبعون الآیۃ وعن ابی صالح لا عوج لہ قال لا عوج عنہ ۱۲

فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى

پھر ہم نے کہا کہ اے آدم یہ بلاشبہ تمہارا اور تمہاری بی بی کا دشمن ہے سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوادے پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ یہاں جنت میں تو تمہارے لیے یہ ہے کہ تم کبھی بھوکے ہوگے اور نہ ننگے

وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝

اور نہ یہاں پیاسے ہوگے اور نہ دھوپ میں تپوگے پھر اُنکو شیطان نے بہکایا کہنے لگا کہ اے آدم کیا میں تمکو ہمیشگی کا درخت بتلادوں اور ایسی بادشاہی جسمیں کبھی ضعف نہ آئے

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ

سو دونوں نے اُس درخت سے کھالیا تو اُن دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہوگیا سو غلطی میں پڑگئے پھر اُنکو انکے رب نے

رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ

مقبول بنالیا سو اُنپر توجہ فرمائی اور راہ پر قائم رکھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں کے دونوں جنت سے اُترو ایسی حالت سے کہ ایک کا دشمن ایک ہوگا پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو

اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

شخص میری اُس ہدایت کا اتباع کریگا تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ شقی ہوگا اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کریگا تو اسکے لیے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اسکو اندھا کرکے اُٹھائینگے

اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ

وہ کہیگا کہ اے میرے رب آپ نے مجھکو اندھا کرکے کیوں اُٹھایا میں تو آنکھوں والا تھا ارشاد ہوگا کہ ایسا ہی تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے پھر تو نے اُنکا کچھ خیال نہ کیا اور ایسا ہی آج

تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝

تیرا کچھ خیال نہ کیا جاویگا اور اسیطرح اُس شخص کو ہم سزا دینگے جو حد سے گذر جاوے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لاوے اور واقعی آخرت کا عذاب ہے بڑا سخت اور بڑا دیرپا

فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى (١١٧) اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى (١١٨) وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى (١١٩) فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (١٢٠) فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (١٢١) ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى (١٢٢) قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى (١٢٣) وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (١٢٤) قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا (١٢٥) قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (١٢٦) وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى (١٢٧)

اور اس سے (بہت زمانہ) پہلے ہم آدم (علیہ السلام) کو ایک حکم دے چکے تھے (جسکا بیان آگے آتا ہی) سو اُن سے غفلت (اور بے احتیاطی) ہوگئی اور ہم نے (اُس حکم کے اہتمام میں) اُنمیں پختگی (اور ثابت قدمی) نہ پائی اور (اس اجمال کی تفصیل اگر مطلوب ہو تو) وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کے سامنے سجدہ (تحیت) کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے (کہ) اُس نے انکار کیا پھر ہم نے (آدم سے) کہا کہ اے آدم (یاد رکھو) یہ بلاشبہہ تمہارا اور تمہاری بی بی کا (اسوجہ سے) دشمن ہے (کہ تمہارے معاملہ میں یہ مردود ہوا) سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوادے (یعنی اسکے کہنے سے کوئی ایسا کام مت کر بیٹھنا کہ جنت سے باہر کیے جاؤ) پھر مصیبت (اکتساب معاش) میں پڑ جاؤ (اور ساتھ میں تمہاری بی بی بھی مگر زیادہ حصہ مصیبت کا تمکو بھگتنا پڑے اور) یہاں جنت میں تو تمہارے لیے یہ (آرام) ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے ہوگے (جس سے تکلیف ہو یا اسکی تدبیر میں دیر اور پریشانی ہو) اور نہ ننگے ہوگے (کہ کپڑا نہ ملے یا احتیاج کی اتنی دیر بعد ملے کہ تکلیف ہونے لگے) اور نہ یہاں پیاسے ہوگے (کہ پانی نہ ملے یا دیر ہونے سے تکلیف ہو) اور نہ دھوپ میں تپوگے (کیونکہ جنت میں دھوپ ہی نہیں اور مکان بھی ہر طرح پناہ کے ہیں بخلاف اُس حالت کے کہ اگر جنت سے نکلکر دنیا میں گئے وہ ساری مصیبتیں ہونگی اسلیے ان اُمور کو پیش نظر رکھکر خوب ہی

اللغات قولہ فتشقی الشقا الشدة والعسر وہید کذا فی القاموس ۱۲
النحو قولہ وملک لا یبلی تاکید قولہ ضنکا مصدر وصف بہ یستوی فیہ المذکر والمؤنث ۱۲
الروایات فی الروح اخرج عبد الرزاق وسعید بن منصور ومسدد فی مسنده وعبد بن حمید والحاکم وصححہ والبیہقی فی کتاب عذاب القبر وجماعۃ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولہ تعالی معیشۃ ضنکا عذاب القبر اھ قلت ولا ینافی التخصیص الذکری العموم الارادی والتخصیص یحتمل ان یکون تمثیلا او یکون ہذا الفرد اشد واقطع ۱۲

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ

کیا ان لوگون کو اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے گروہون کو ہلاک کر چکے ہین کہ انکے رہنے کے مقامات مین یہ لوگ بھی چلتے پھرتے ہین اسمین تو اہل فہم کے لیے دلائل موجود ہین اور اگر آپکے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے

ہوشیاری و بیداری سے رہنا پھر انکو شیطان نے (دھوکا دیکر) بہکایا کہنے لگا کہ ای آدم کیا مین تمکو ہمیشگی (کی خاصیت) کا درخت بتلا دون (کہ اسکے کھانیسے ہمیشہ شاد و آباد رہو) اور ایسی بادشاہی جسمین کبھی ضعف نہ آوے سو (اسکے بہکانے سے) دونون نے اُس درخت سے کھا لیا (جس سے ممانعت ہوئی تھی اور شیطان نے اُسکو شجرۃ الخلد کہا تھا) تو (اُسکے کھاتے ہی) اُن دونون کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور (اپنا بدن ڈھکنے کو) دونون اپنے (بدن کے) اوپر جنت (کے درختون) کے پتے چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو (تحصیل مقصود خلد کے باب مین) غلطی مین پڑ گئے پھر (جب اُنہون نے معذرت کی تو) انکو انکے رب نے (زیادہ) مقبول بنا لیا سو انپر (مہربانی سے) توجہ فرمائی اور (راہ راست) پر (ہمیشہ) قائم رکھا (کہ پھر ایسی خطا نہین ہوئی اور جب درخت کھا لیا تو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونون کے دونون جنت سے اترو (اور دنیا مین) ایسی حالت سے (جاؤ) کہ (تمہارے فرزند وغیرہ) ایک کا دشمن ایک ہوگا پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت (کا ذریعہ یعنی رسول یا کتاب) پہونچے تو (تم مین) جو شخص میری اُس ہدایت کا اتباع کریگا تو وہ نہ (دنیا مین) گمراہ ہوگا اور نہ (آخرت مین) شقی ہوگا اور جو شخص میری اُس نصیحت سے اعراض کریگا تو اُسکے لیے (قیامت سے پہلے دنیا اور قبر مین) تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اُسکو اندھا کرکے (قبر سے) اُٹھاوینگے وہ (تعجب سے) کہیگا کہ ای میرے رب آپ نے مجھکو اندھا کرکے کیون اُٹھایا مین تو (دنیا مین) آنکھون والا تھا (مجھ سے ایسی کیا خطا ہوئی) ارشاد ہوگا کہ (جیسی تجکو سزا ہوئی ہے) ایسا ہی (تجھسے عمل ہوا تھا وہ یہ کہ) تیرے پاس (انبیا و علما کے واسطے سے) ہمارے احکام پہونچے تھے پھر تو نے انکا کچھ خیال نہ کیا اور ایسا ہی آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جاویگا (جیسا تو نے خیال نہ کیا تھا) اور (جسطرح کہ یہ سزا مناسب عمل دیگئی) اسیطرح (ہر) اُس شخص کو ہم (مناسب عمل) سزا دینگے جو حد (اطاعت) سے گذر جاوے اور اپنے رب کی آیتون پر ایمان نہ لاوے اور واقعی آخرت کا عذاب ہے بڑا سخت اور بڑا دیرپا (کہ اسکا کہین انتہا ہی نہین تو اُس سے بچنے کا بہت ہی اہتمام کرنا واجب ہے)

ف آدم علیہ السلام کے قصہ کی تفصیل اور مضامین کی توجیہ سورہ بقرہ اور سورہ اعراف کے شروع مین گذر چکی ہے۔ اور فتشقی مین تخصیص آدم علیہ السلام کی اسلیے ہے کہ اکثر مرد پر مشقت معیشت کی زیادہ ہوتی ہے اور لا تجوع آلخ کی جو تقریر ترجمہ مین کی گئی ہے اُس سے یہ فائدہ ہے کہ اگر جنت مین کسیقدر بھوک اور پیاس کا تحقق بھی ہو تب بھی اشکال نہ ہے جیسا کہ احتمال ہے کہ شاید خفیف سی بھوک اور پیاس اس مصلحت سے لگے کہ مطعومات و مشروبات مین التذاذ ہو۔ اور عصیٰ اور غوی کا فرق ترجمہ کی تقریر سے ظاہر ہے۔ اور اجتباہ کے ترجمہ مین زیادہ کی تصریح سے یہ اشکال جاتا رہا کہ کیا کسی وقت وہ غیر مقبول بھی تھے۔ اور کافر کا قیامت مین اندھا اُٹھنا قبر سے خروج کے وقت ہوگا پھر یہ عمی زائل ہو جاویگا پس آیات رای المجرمون النار اور اسمع بهم وابصر وغیرہا سے اسکا تعارض نہین۔ اور کنت بصیرا یہ قول اکثر افراد کا ہوگا ورنہ بعضے کفار دنیا مین بھی اعمی ہوتے ہین اور بعض نے یہ تفسیر کی ہے کہ اعمی عن الحجۃ وبصیرا بالحجۃ یعنی دنیا مین تو مین بڑا زبان آور تھا یہان بالکل گنگ و لال ہو گیا کوئی بات نہ سوجھتی ہے نہ بولا جاتا ہے۔ اور معیشت ضنک قبر مین تو ظاہر ہے کہ قبر کافر پر تنگ ہوگی اور طرح طرح سے اُسپر عذاب ہوگا اور دنیا مین تنگی باعتبار قلب کے ہے کہ ہر وقت دنیا کی حرص مین ترقی کی فکر مین کمی کے اندیشہ مین بے آرام رہتا ہے گو کوئی کافر بیفکر بھی ہو لیکن اکثر کی حالت یہی ہے اور آیت مین مطلق معیشت ضنک آیا ہے اگر کسیکو صرف قبر ہی مین معیشت ضنک ہو تب بھی یہ حکم صادق ہے خوب سمجھ لو ربط اوپر قصہ آدم علیہ السلام سے آیت من اعرض عنہ کے مضمون کی تاکید تھی جیسا کہ تمہید آیات قصہ مین بیان کیا گیا اب آگے بھی ان ہی معرضین کے احوال و اقوال کی تقبیح اور ان اقوال و احوال سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن ہوا کرتا تھا درمیان مین اُس حزن کا ازالہ اور آپ کی تسلی کا مضمون ہے اور اس مضمون خاتمہ کو مضمون فاتحہ سورت سے بھی خاص مناسبت ہے چنانچہ وہان اول آیت مین بھی یہی مضمون آپکی رفع مشقت کا جو بعموم حزن باقوال الکفار کو بھی شامل ہے مذکور تھا اور یہان تخشےٰ کے مفہوم مقابل سے غیر خاشین کا عدم تذکر بھی معلوم ہوتا ہے پس جو وہان مجمل ہے یہان مفصل ہے واللہ اعلم

تقبیح احوال و اقوال کفار و تسلیہ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

مِن رَّبِّكَ

لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ

اور ایک میعاد معین نہ ہوتی تو عذاب لازمی طور پر ہوتا سو آپ انکی باتوں پر صبر کیجیے اور اپنے رب کی حمد کیساتھ تسبیح کیجیے آفتاب نکلنے سے پہلے اور اسکے غروب سے پہلے اور اوقات شب

الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

میں تسبیح کیا کیجیے اور دن کے اول آخر میں تاکہ آپ خوش ہوں اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو انکی آزمایش کے لیے متمتع کر رکھا ہی کہ وہ دنیوی

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْــَٔـلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَ

زندگی کی رونق ہی اور آپکے رب کا عطیہ بدرجہا بہتر ہی اور دیر پا ہی اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اسکے پابند رہیے ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے معاش تو آپکو ہم دینگے اور

الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ

بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہی اور وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے کیا انکے پاس پہلی کتابوں کے مضمون کا ظہور نہیں پہونچا اور اگر ہم انکو قبل قرآن آنے کے کسی عذاب سے

بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ

ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ یوں کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم آپ کے احکام پر چلتے قبل اسکے کہ ہم بیقدر ہوں اور رسوا ہوں آپ کہدیجیے کہ سب انتظار کر رہے ہیں

فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝

سو اور انتظار کر لو اب عنقریب تمکو معلوم ہو جاویگا کہ راہ راست والے کون ہیں اور وہ کون ہی جو مقصود تک پہونچا

ع ۱۷

لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْــَٔـلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ یہ معرضین جو اعراض پر اصرار کر رہے ہیں تو کیا ان لوگوں کو (اب تک) اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو (اس اعراض ہی کی بدولت عذاب سے) ہلاک کر چکے ہیں کہ ان (میں سے بعض) کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ بھی چلتے (پھرتے) ہیں (کیونکہ شام کو جاتے ہوئے اہل مکہ کے رستہ میں بعض اُن قوموں کے مساکن آتے تھے) اس (امر مذکور) میں تو اہل فہم کے (سمجھنے کے) لیے (کافی) دلائل (اعراض کے مذموم عند اللہ ہونے کے) موجود ہیں اور (انپر عذاب نہ آنے سے جو انکو شبہہ اپنے مسلک کے مذموم نہ ہونیکا ہوتا ہی تو اسکی حقیقت یہ ہی کہ) اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے فرمائی ہوئی نہ ہوتی (وہ یہ کہ بعض مصلحتوں کی وجہ سے انکو مہلت ہوگی) اور (عذاب کے لیے) ایک میعاد معین نہ ہوتی (کہ وہ قیامت کا دن ہی) تو (انکے کفر و اعراض کے اقتضا سے) عذاب لازمی طور پر ہوتا (خلاصہ یہ کہ کفر تو

اللغات اللزام مصدر بمعنی اللازم ومد العین طموح البصر الی الشیء کما فی القاموس النحو من آناء اللیل فی الروح ذکر الخفاجی انه معمول لسبح من غیر حاجة لدعوی زیادة الفاء لانها لاتمنع عمل ما بعدها فیما قبلها کما صرح به النحاة قوله اطراف النهار عطف علی محل قوله سبحانه من آناء اللیل قوله زهرة فی الکشاف فی وجوه انتصابه وعلی ابداله من محل الجار والمجرور الذی قوله تعالیٰ به ولا حجة فی تضعیف ابن الحاجب قوله من قبله فی الروح متعلق باهلکنا۔ **البلاغة** قوله واجل مسمی عطف علی کلمة کما اخرج ابن ابی حاتم عن قتادة والسدی و تفصله عما عطف علیه للمسارعة الی بیان جواب لولا والاشعار باستقلال کل منهما بنفی لزوم العذاب مراعاة فواصل الآی الکریمة کذا فی الروح ویراد به یوم القیٰمة وفی الروح نعقب بتخریج بالکلمة السابقة واجیب بانه لا یلزم من تاخیر العذاب عن الدنیا ان یکون له وقت لا یتاخر عنه ولا یتخلف اھ فتدبر ۱۲ قوله ومن آناء اللیل فسبح وللاعتناء بالشان کرر الامر بالتسبیح ولم یقتصر بالعطف ۱۲ **الروایات** فی الدر المنثور اخرج عبد بن حمید عن عکرمة فی قوله واطراف النهار قال بعد الصبح وعند غروب الشمس اھ قلت علیه فسرت وھذا التکریر للاهتمام کما فی قوله تعالیٰ والصلوٰة الوسطی والاطراف بمعنی التثنیة ان ارید بالنهار النهار الواحد وعلی معناه ان ارید الجنس الشامل لنهار کل یوم وفی تفسیر التسبیح بالاعم رعایة لجمیع الاقوال فی التسبیح ۱۲

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ　وَهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ

ان لوگون سے انکا حساب نزدیک آپہونچا　اور یہ غفلت مین ہین　اعراض کیے ہوئے ہین　ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو نصیحت تازہ آئی ہے یہ اسکو

اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝

ایسے طور سے سنتے ہین کہ ہنسی کرتے ہین

مقتضی عذاب کا ہے لیکن ایک مانع سے توقف ہو رہا ہے پس انکا وہ شبہہ اور تمسک عدم وقوع عذاب سے غلط ہے غرض یہ کہ امہال ہی اہمال نہین ہے سو جب عذاب کا آنا یقینی ہے تو آپ ان کی (کفرآمیز) باتون پر صبر کیجیے (اور بغض فی اللہ کی وجہ سے جو انپر غیظ آتا ہے اور اُسپر توقف عذاب سے اضطراب ہوتا ہے اس اضطراب کو ترک کیجیے) اور اپنے رب کی حمد (وثنا) کے ساتھ (اُسکی) تسبیح (وتقدیس) کیجیے (اسمین نماز بھی آگئی) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً نماز فجر) اور اُسکے غروب سے پہلے (مثلاً نماز ظہر وعصر) اور اوقات شب مین (بھی) تسبیح کیا کیجیے (مثلاً نماز مغرب وعشا) اور دن کے اول وآخر مین (تسبیح کرنے کے واسطے اہتمام کے لیے مکرر کہا جاتا ہے جس سے نماز فجر ومغرب کے ذکر کی بھی اہتمام مکرر ہو گئی) تاکہ (آپ کو جو ثواب ملے آپ اوس سے) خوش ہون (مطلب یہ کہ آپ اپنی توجہ معبود حقیقی کی طرف رکھیے انکی فکر نہ کیجیے) اور ہرگز ان چیزون کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے (جیسا ابتک بھی نہین دیکھا) جنسے ہم نے کفار کے مختلف گروہون کو (مثلاً یہود ونصاری ومشرکین کو) انکی آزمایش کے لیے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ (محض) دنیوی زندگی کی رونق ہے (مطلب اورون کو سنانا ہے کہ جب معصوم کے لیے یہ ممانعت ہے جنمین احتمال بھی نہین تو غیر معصوم کو تو اسکا اہتمام کیونکر ضروری نہوگا اور آزمایش یہ کہ کون احسان مانتا ہے اور کون سرکشی کرتا ہے) اور آپ کے رب کا عطیہ (جو آخرت مین ملیگا) بدرجہا (اس سے) بہتر ہے اور دیر پا ہے کہ کبھی فنا ہی نہ ہو گا خلاصہ کلام کا یہ ہوا کہ نہ انکی اعراض بکسر الہمزہ کی طرف التفات کیا جاوے نہ ان کے اعراض بفتح الہمزہ کی طرف سبکا انجام عذاب ہے) اور اپنے متعلقین کو (یعنی اہل خاندان کو یا مومنین کو) بھی نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اُسکے پابند رہیے (یعنی زیادہ توجہ کے قابل یہ امور ہین) ہم آپ سے (اور اسیطرح دوسرون سے ایسے) معاش (کمواتا) نہین چاہتے (جو مانع طاعات ضروریہ ہو) معاش تو آپ کو (اور اسیطرح اورون کو) ہم دین گے (یعنی مقصود اصلی اکتساب نہین بلکہ دین اور طاعت ہین اکتساب کی اسی حالت مین اجازت یا امر ہے کہ ضروری طاعت مین وہ مخل نہو) اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے (اس لیے ہم حکم دیتے ہین لا تمدن اور وامر اہلک الخ) اور (معرضین کے بعض احوال واقوال جیسے اوپر معلوم ہوئے اسیطرح انکا ایک اور قول بھی مذکور ہوتا ہے کہ) وہ لوگ (عناداً) یون کہتے ہین کہ یہ رسول ہمارے پاس کوئی نشانی (اپنی نبوت کی) کیون نہین لاتے (آگے جواب ہے کہ) کیا انکے پاس پہلی کتابون کے مضمون کا ظہور نہین پہونچا (مراد اس سے قرآن ہے کہ اس سے کتب سابقہ کے مضمون پیشین گوئی کی صدق کا ظہور ہو گیا مطلب یہ کہ کیا انکے پاس قرآن نہین پہونچا جسکی پہلے سے شہرت تھی کہ وہ نبوت پر کافی دلیل ہے) اور اگر ہم انکو قبل قرآن آنے کے (مثل اسے کفر مین) کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے (اور پھر قیامت کے روز اصلی سزا کفر کی دیجاتی کہ وہ لازم ہی تھی) تو یہ لوگ (بطور عذر کے) یون کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول (دنیا مین) کیون نہین بھیجا تھا کہ ہم آپ کے احکام پر چلتے قبل اس کے کہ ہم (یہان خود[۱] بیقدر ہون اور (دوسرون کی نگاہ مین) رسوا ہون (سو اب اس عذر کی بھی گنجایش نہین رہی اگر وہ یون کہین کہ وہ عذاب کب ہوگا تو) آپ کہدیجیے کہ (ہم) سب انتظار کر رہے ہین سو (چندے) اور انتظار کر لو اب عنقریب تمکو (بھی) معلوم ہو جاویگا کہ راہ راست والے کون ہین اور وہ کون ہے جو (منزل) مقصود تک پہونچا (یعنی وہ فیصلہ عنقریب بعد موت یا بعد الحشر ظاہر ہو جاوے گا) ف اصبر کی تقریر مین حضور کے غیظ کی جو وجہ بیان ہوئی ہے اُس سے عدم شفقت کا شبہہ جاتا رہا اور نیز تقریر مذکور پر یہ آیت حکم قتال سے منسوخ نہین ٹھیری کہ ترک اضطراب مستلزم ترک حراب نہین وقد تم بحمد اللہ تعالیٰ تفسیر السورۃ للثانی عشر من شوال ۱۳۲۴ھ من الہجرۃ سورۃ الانبیاء مکیۃ وہی مائۃ واثنا عشر آیۃ کذا فی البیضاوی اس سورت مین یہ مضامین مختلط ہین تحقیق معاد تحقیق نبوت تحقیق توحید اور توحید ورسالت کی تائید کے لیے بعض انبیا علیہم السلام کے قصص مذکور ہوئے ہین اور یہی مضامین خصوص مضمون قصص وجہ ارتباط ہے سورہ طہ کے ساتھ اور اس سورت کے آغاز مین حساب کا اقتراب اور سورہ طہ کے ختم مین انکشاف حقیقت حقیت کا انتظار جو مدلول ہے سین کا وجہ ارتباط ہے دونون کے آغاز وانجام مین　بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی ذلل خود وفی نخزی دوسرون کی اشارۃ الی التغایر بین المفہومین المحسن المجمع ۱۲

لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۚ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ

انکے دل متوجہ نہیں ہوتے اور یہ لوگ یعنی ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں کہ یہ محض تم جیسے ایک آدمی ہیں تو کیا تم پھر بھی جادو کی بات سننے کو جاؤگے حالانکہ تم جانتے ہو پیغمبر نے فرمایا کہ میرا

الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا

رب ہر بات کو آسمان میں اور زمین میں جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے بلکہ یوں کہا کہ یہ پریشان خیالات ہیں بلکہ انہوں نے اسکو تراش لیا ہے بلکہ یہ تو ایک شاعر شخص ہیں

بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ۝ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا

ایسی کوئی نشانی لاویں جیسا پہلے لوگ رسول بنائے گئے ان سے پہلے کوئی بستی والے جنکو ہم نے ہلاک کیا ہے ایمان نہیں لائے سو کیا یہ لوگ ایمان لے آوینگے اور ہم نے آپ سے قبل صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا

نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۖ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ۝ ثُمَّ

جنکے پاس ہم وحی بھیجا کرتے تھے سو اگر تمکو معلوم نہ ہو تو اہل کتاب سے دریافت کر لو اور ہم نے اُن رسولوں کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور وہ حضرات ہمیشہ رہنے والے نہیں ہوئے پھر

صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ۝ لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

ہم نے جو اُن سے وعدہ کیا تھا اُسکو سچا کیا یعنی اُنکو اور جن جن کو منظور ہوا نجات دی اور حد سے گذرنے والوں کو ہلاک کیا ہم تمہارے پاس ایسی کتاب بھیج چکے ہیں کہ اسمیں تمہاری نصیحت موجود ہے کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے

تشنیع بر غفلت و جہالت و انکار رسالت

اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۝١ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝٢ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۗ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝٣ قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝٤ بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ۝٥ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ۝٦ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۖ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝٧ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ۝٨ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ۝٩ لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝١٠

ان (منکر) لوگوں سے انکا (وقت) حساب نزدیک آپہونچا (یعنی قیامت دفعتاً فوقتاً نزدیک ہوتی جاتی ہے) اور یہ (ابھی) غفلت (ہی) میں (پڑے ہیں اور اسکے یقین کرنے سے اسکے لیے تیاری کرنے سے) اعراض کیے ہوئے ہیں (اور انکی غفلت یہانتک بڑھ گئی ہے کہ) ان کے پاس انکے رب کی طرف سے جو نصیحت تازہ (حسب حال انکی) آتی ہے (بجائے اسکے کہ انکو تنبہ ہوتا) یہ اسکو ایسے طور سے سنتے ہیں کہ (اُسکے ساتھ) ہنسی کرتے ہیں (اور) ان کے دل (اصلاً ادھر) متوجہ نہیں ہوتے اور یہ لوگ یعنی ظالم (اور کافر) لوگ (آپس میں) چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں (نہ بوجہ خوف اہل اسلام کے کہ مکہ میں ضعیف تھے بلکہ بقصد تمہید مکر و ابطال شیوع اسلام کے کہ اخفا ایسے امور کا عادات میں سے ہے) کہ یہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) محض تم جیسے ایک معمولی آدمی ہیں (یعنی نبی نہیں اور یہ جو ایک دلکش دلربا کلام سناتے ہیں اسپر اعجاز کا شبہہ اور اُس اعجاز سے نبوت کا خیال نہ کرنا کیونکہ وہ حقیقت میں جادو آمیز کلام ہے) تو کیا (باوجود اس بات کے) پھر بھی تم جادو کی بات سننے کو (انکے پاس) جاؤگے حالانکہ تم (اس بات کو خوب) جانتے (بوجھتے) ہو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینے کا حکم ہوا اور انہوں) نے (موافق حکم کے جواب میں) فرمایا کہ میرا رب ہر بات کو (خواہ) آسمان میں (ہو) اور (خواہ) زمین میں (ہو اور خواہ ظاہر ہو یا خفی ہو خوب) جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (سو تمہارے ان اقوال کفریہ کو بھی جانتا ہے اور تمکو خوب سزا دیگا اور انہوں نے صرف سحر کہنے پر اکتفا نہیں کیا) بلکہ یوں (بھی) کہا کہ یہ (قرآن) پریشان خیالات ہیں (کہ واقع میں دلکش بھی نہیں) بلکہ (اس سے بڑھکر یہ ہے کہ) انہوں نے (یعنی پیغمبر نے) اس کو

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی للناس ای اشارۃ الی کون اللام للعہد وہم المشرکون فی مکۃ ۱۲ سے قولہ فی حسابہم وقت اشارۃ الی تقدیر المضاف ۱۲ سے قولہ فی معرضون اور اسکے اخر اشارۃ الی کونہ خبراً ثانیاً الی فائدۃ زیادۃ من کونہ کالنتیجۃ للاول وکونہ دفعاً للشبہۃ ہی ان الغفلۃ لعلہا تکون عذراً لہم فاندفع بزیادۃ ان الغفلۃ لما نشأت عن الاعراض لم تکن عذراً ۱۲ سے قولہ فی یلعبون ہنسی کذا فی الروح ۱۲ سے قولہ فی لاہیۃ مستہزئین ۱۲ سے قولہ فی الذین ظلموا یعنی اشارۃ الی کون الموصول بدلاً عن الضمیر فی اسروا ۱۲

الفائدہ	اللغات
فائدہ ہل قسمان انتقالیۃ والابطالیۃ وفی وقوعہا للابطال فی کلام اللہ تعالیٰ خلاف والحق ان الابطال ان کان لما صدر عن الغیر فہو واقع فی القرآن وان کان لما صدر عنہ تعالیٰ فغیر واقع بل ہو محال لانہ بداء کذا فی الروح ۱۲	اللغات قولہ ہل ہذا ہو بمعنی النفی قولہ جسداً فی القاموس جسم الانسان والجن والملائکۃ البلاغۃ قولہ اسروا النجوی الذین النکتۃ فی البدل ہو الاشعار بکونہم موصوفین بالظلم الفاحش فیما اسروا بہ ۱۲

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُونَ ۝

اور ہم نے بہت سی بستیاں جہان کے رہنے والے ظالم تھے غارت کردیں اور انکے بعد دوسری قوم پیدا کردی سو جب اُن ظالموں نے ہمارا عذاب آتا دیکھا تو اُس بستی سے بھاگنا شروع کیا

لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَمَا

بھاگو مت اور اپنے سامان عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو شاید تم سے کوئی پوچھ پاچھ کرے وہ لوگ کہنے لگے کہ ہائی ہماری کمبختی بیشک ہم لوگ ظالم تھے سو

زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ ۝

انکی یہی غل پکار رہی حتی کہ ہم نے انکو ایسا کردیا جسطرح کھیتی کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہوگئی ہو

(قصداو اختیاراپنے دل سے) تراش لیا ہی (اور اضغاث احلام میں تو انسان کسیقدر بے اختیار اور معذور اور مبتلائے اشتباہ بھی ہوتا ہی اور یہ افتراء کچھ قرآن ہی کے ساتھ خاص نہیں) بلکہ یہ تو ایک شاعر شخص ہیں (انکی تمام باتیں ایسی ہی تراشیدہ اور خیالی ہوتی ہیں خلاصہ یہ کہ یہ رسول نہیں ہیں اور اگر یہ مدعی رسالت کے ہیں تو انکو چاہیے کہ ہمارے پاس ایسی کوئی (بڑی) نشانی لاویں جیسا پہلے لوگ رسول بنائے گئے (اور بڑے بڑے معجزات ظاہر کیے اسوقت ہم رسول مانیں اور ایمان لاویں اور یہ کہنا بھی ایک بہانہ تھا ورنہ وہ انبیاء سابقین کو بھی نہ مانتے تھے حق تعالیٰ جواب میں فرماتے ہیں کہ) ان سے پہلے کوئی بستی والے جنکو ہم نے ہلاک کیا ہے (باوجود انکے فرمایشی معجزات ظاہر ہونے کے) ایمان نہیں لائے سو کیا یہ لوگ (ان معجزات کے ظاہر ہونے پر) ایمان لے آویں گے (اور ایسی حالت میں ایمان نہ لانے پر عذاب نازل ہو جاویگا اس لیے ہم وہ معجزات ظاہر نہیں فرماتے اور قرآن معجزہ کافی ہی) اور (رسالت کے متعلق جو انکا یہ شبہہ ہی کہ رسول بشر نہ ہونا چاہیے اُسکا جواب یہ ہی کہ) ہم نے آپ سے قبل صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا جنکے پاس ہم وحی بھیجا کرتے تھے سو (اے منکرو) اگر تمکو (یہ بات) معلوم نہ ہو تو اہل کتاب سے دریافت کرلو (کیونکہ اولاً تو خبر متواتر بلا اشتراط عدالت راوی کے واقع میں بھی حجت ہی پھر تم انکو اپنا دوست سمجھتے ہو تو تمہارے نزدیک معتبر ہونے چاہییں) اور (اسیطرح رسالت کے متعلق جو اس شبہہ کی دوسری تقریر ہی کہ رسول فرشتہ ہونا چاہیے اُسکا جواب یہ ہی کہ) ہم نے اُن رسولوں کے (جوکہ گذر چکے ہیں) ایسے جسّے نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں (یعنی فرشتہ نہ بنایا تھا) اور (یہ لوگ جو آپ کی وفات کے انتظار میں خوشیاں منا رہی ہیں لقولہ تعالیٰ نتربص بہ ریب المنون کذا فی المعالم یہ وفات کچھ منافی نبوت نہیں کیونکہ) وہ (گذشتہ حضرات دبھی دنیا میں) ہمیشہ رہنے والے نہیں ہوئے (پس اگر آپ کی بھی وفات ہو جاوی تو نبوت میں کیا قدح لازم آیا غرض یہ کہ جیسے پہلے رسول تھے ویسے ہی آپ بھی ہیں اور یہ لوگ جسطرح آپ کی تکذیب کرتے ہیں اسیطرح اُن حضرات کی بھی اُس زمانہ کے کفار نے تکذیب کی) پھر ہم نے جو اُن سے وعدہ کیا تھا (کہ مکذبین کو عذاب سے ہلاک کرینگے اور تمکو اور مومنین کو محفوظ رکھیں گے ہم نے) اُس (وعدہ) کو سچا کیا یعنی انکو اور جن جن کو (نجات دینا) منظور ہوا (اُس عذاب سے) ہمنے نجات دی اور (اُس عذاب سے) حد (اطاعت) سے گذرنے والوں کو ہلاک کیا (سو ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے اور اے منکرو اس تکذیب کے بعد اگر تمپر دنیا یا آخرت میں عذاب آوی تو تعجب نہیں کیونکہ) ہم تمہارے پاس ایسی کتاب بھیج چکے ہیں کہ اسمیں تمہاری نصیحت (کافی) موجود ہے کیا (باوجود ایسی بلیغ موعظت کے) پھر بھی تم نہیں سمجھتے (اور نہیں مانتے) **ربط** اوپر مکذبین کی مذمت اور عذاب الٰہی سے انکا ہلاک ہونا اجمالاً بیان کیا گیا تھا آگے اسکی کسیقدر تفصیل ہے

حصّہ از تفصیل اہلاک مخالفین انبیاء

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ⑪ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُونَ ⑫ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ⑬ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ⑭ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ ⑮ اور ہم نے بہت سی بستیاں جہان کے رہنے والے ظالم (یعنی کافر) تھے غارت کردیں اور انکے بعد دوسری قوم پیدا کردی سو جب اُن ظالموں نے ہمارا عذاب آتا دیکھا تو اُس بستی سے بھاگنا شروع کیا (کہ عذاب سے بچ جاویں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ) بھاگو مت اور اپنے سامانِ عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو شاید

اللغات الحصید مصدر یستوی فیہ الواحد والجمع ۱۲

النحو قولہ بعدہا ای بعد القریۃ قولہ احسوا راجع الی اہل القریۃ لا الی قوم آخرین۔ قولہ منہا ای من القریۃ وقیل من الباس بتاویل العقوبۃ قولہ حصیدا خامدین مجموعہما المفعول الثانی ای جامعین بین الحصاد والخمود فلا یرد ان الجعل لا یتعدی الی ثلثۃ مفاعیل وفیہ الجمع بین التشبیہین فی فقرۃ واحدۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ انشانا بعدہا السر فی تقدیم انشاء ہؤلاء علی حکایۃ مبادی الاہلاک بقولہ فلما احسوا الخ التنبیہ علی استیصال الاولین وقطع دابرہم بالکلیۃ۔ قولہ لا ترکضوا فی

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی بل ہو شاعر خاص نہیں اشار بہ الی وجہ زیادۃ و التغایر بینہ وبین ما قبلہ والی النکتۃ فی تغییر العنوان ۱۲

۲ قولہ قبل فلیاتنا آگر اشارۃ الی کون المذکور جوابا المقدر ۱۲

۳ قولہ فی اہل الذکر کتاب کذا فی الروح ۱۲

۴ قولہ فی فانجیناہم یعنی اشارۃ الی کون الفاء للتفصیل ۱۲

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان میں ہے اسکو اسطور پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنیوالے ہوں اگر ہمکو مشغلہ ہی بنانا منظور ہوتا تو ہم خاص اپنے پاس کی چیز کو مشغلہ بناتے اگر ہمکو یہ کرنا ہوتا

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

بلکہ ہم حق بات کو باطل پر پھینک مارتے ہیں سو وہ اُسکا بھیجا نکال دیتا ہے سو وہ دفعۃً جاتا رہتا ہے اور تمہارے لیے اس بات سے بڑی خرابی ہوگی جو تم گھڑتے ہو اور جتنے کچھ آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝

اور زمین میں ہیں سب اُسی کے ہیں اور جو اللہ کے نزدیک ہیں وہ اُسکی عبادت سے عار نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں شب و روز تسبیح کرتے ہیں موقوف نہیں کرتے

اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا

کیا ان لوگوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں زمین کی چیزوں میں سے جو کسیکو زندہ کرتے ہوں زمین آسمان میں اگر اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو دونوں درہم برہم ہو جاتے سو اللہ تعالےٰ جو کہ مالک ہے عرش کا

يَصِفُوْنَ ۝ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ

ان امور سے پاک ہے جو کچھ یہ لوگ بیان کر رہے ہیں وہ جو کچھ کرتا ہے اُس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا اور اوروں سے باز پرس کیجا سکتی ہے کیا خدا کو چھوڑ کر انہوں نے اور معبود بنا رکھے ہیں کہیے کہ تم اپنی دلیل پیش کرو یہ میرے ساتھ والوں کی کتاب

مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ

اور مجھ سے پہلے لوگوں کی کتابیں موجود ہیں بلکہ ان میں زیادہ وہی ہیں جو امر حق کا یقین نہیں کرتے سو وہ اعراض کر رہے ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جسکے پاس ہم نے

اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝

یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کیا کرو اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اولاد بنا رکھی ہے وہ پاک ہے بلکہ بندے ہیں معزز

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

وہ اُس سے آگے بڑھکر بات نہیں کر سکتے اور وہ اُسی کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں اللہ تعالےٰ انکے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے

تم سے کوئی پوچھے پاچھے (کہ کیا گذری مقصود اس سے تعریض ہے کہ نہ وہ سامان رہا نہ مکان رہا نہ کسی ہمدرد کا نشان رہا) وہ لوگ (نزول عذاب کے وقت) کہنے لگے کہ ہائے ہماری کمبختی بیشک ہم لوگ ظالم تھے سو اُنکی یہی غل پکار رہی حتی کہ ہم نے انکو ایسا (نیست و نابود) کر دیا جسطرح کھیتی کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہوگئی ہو ف (انا کنا ظالمین میں اقرار اسلیے انکو نافع نہ ہوا کہ مشاہدہ ملائکہ عذاب کے بعد ہوگا جیسا فرعون کا آمنت کہنا ادراک غرق کے وقت واللہ اعلم ربط شروع سورت سے یہاں تک مضمون نبوت کا سلسلہ چلا آرہا تھا آگے تحقیق توحید کی ہے کل فی فلک یسبحون تک

تحقیق توحید

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ⑯ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ⑰ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ⑱ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ⑲ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ⑳ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ㉑ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ㉒ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ㉓ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ㉔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ㉕ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ㉖ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ㉗ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

البلاغة قوله فيدمغه في الروح وجوزان يكون هناك تمثيل لغلبة الحق على الباطل حتى يذهبه برمي جرم صلب على رأس دماغ رخو ليشقه قوله من في السموات في الروح كانه اريد هنا اظهار مزيد العظمة فجي بالسموات جمعا على معنى ان كل من هو في واحدة واحدة من السموات ولم يرد فيما مر سوى بيان اشتمال هذا السقف المشاهد والفراش الممهد وما استقر بينهما على الحكم التي لا تحصى فلذا جي بالسماء بصيغة الافراد دون الجمع ـ قوله لا يستحسرون في الروح هو ابلغ من الحسور وفي التعبير به للتنبيه على ان عبادتهم بثقلها ودوامها حقيقة بان يستحسر منها ومع ذلك لا يستحسرون وليس لنفي المبالغة في الحسور مع ثبوت اصله في الجملة ۱۲

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۝ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِنْ دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ

اور وہ بجز اسکے جسکے لیے خدا تعالیٰ کی مرضی ہو اور کسی کی سفارش نہیں کرسکتے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں اور انہیں سے جو شخص یوں کہے کہ مین علاوہ خدا کے معبود ہون سو ہم اسکو سزا ے

جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۝

جہنم دینگے ہم ظالمون کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہین

ع ۲

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِنْ دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿۲۹﴾

اور (ہمارے واحد ہونے پر ہماری مصنوعات دلالت کر رہی ہین کیونکہ) ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان مین ہے اُسکو اسطور پر نہین بنایا کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہون (بلکہ انمین بہت سی حکمتین ہین جنمین اعظم دلالت علی التوحید ہے اور) اگر ہمکو (آسمان اور زمین کے بنانے سے کوئی حکمت مقصود نہ ہوتی بلکہ انکو محض) مشغلہ ہی بنانا منظور ہوتا (جسمین کوئی معتد بہ فائدہ مقصود نہین ہوتا محض دل بہلانا منظور ہوتا ہے) تو ہم خاص اپنے پاس کی چیز کو مشغلہ بناتے (مثلاً اپنی صفات کمال کے مشاہدہ کو) اگر ہمکو یہ کرنا ہوتا (کیونکہ مشغلہ کو شاغل کی شان سے مناسبت چاہیے تو کجا ذات واجب الوجود اور کجا مصنوعات حادثہ البتہ صفات کو بوجہ قدیم اور لازم ذات ہونیکے تاہم مناسبت ہے سو جب بدلائل عقلیہ اجماع اہل ملل اُسیکا مشغلہ قرار دیا جانا محال ہے تو مصنوعات حادثہ مین تو بدرجۂ اولی یہ احتمال منتفی ہے پس ثابت ہوا کہ ہم نے عبث پیدا نہین کیا) بلکہ (اثبات حق اور ابطال باطل کے لیے پیدا کیا ہے اور) ہم (اُس) حق بات کو (جسکے ثبوت پر مصنوعات دال ہین اُس) باطل بات پر (اسطرح غالب کر دیتے ہین جیسے یون سمجھو کہ ہم اُسکو اُسپر) پھینک مارتے ہین سو وہ (حق) اُس (باطل) کا بھیجا نکال دیتا ہے (یعنی اُسکو مغلوب کر دیتا ہے) سو وہ (مغلوب ہوکر) دفعتہً جاتا رہتا ہے (یعنی دلائل توحید جو ان مصنوعات سے حاصل ہوتے ہین شرک کی بالکلیہ نفی کر دیتے ہین جسکی جانب مخالف کا احتمال ہی نہین رہتا) اور (تم جو باوجود ان دلائل قاہرہ کے شرک کرتے ہو تو) تمہارے لیے اسبات سے بڑی خرابی ہوگی جو تم (خلاف حق کے) گھڑتے ہو اور (حق تعالیٰ کی وہ شان ہے کہ) جتنے کچھ آسمانون اور زمین مین ہین سب اُسی کے (مملوک) ہین اور (انہین سے) جو اللہ کے نزدیک (بڑے مقبول و مقرب) ہین (اُنکی یہ کیفیت عبدیت کی ہے کہ) وہ اُسکی عبادت سے عار نہین کرتے اور نہ تھکتے ہین (بلکہ) شب و روز (اللہ کی) تسبیح (و تقدیس) کرتے ہین (کسیوقت) موقوف نہین کرتے (جب انکی یہ حالت ہے تو عام مخلوق تو کس شمار مین ہے پس لائق عبادت کے وہی ہے اور جب کوئی دوسرا ایسا نہین ہے تو پھر اُسکا شریک سمجھنا کتنی بے عقلی ہے کیا باوجود ان دلائل توحید کے) ان لوگون نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہین (بالخصوص) زمین کی چیزون مین سے (جو کہ اور بھی سافل تر اور نازل تر ہین جیسے پتھر یا معدنیات کے بُت) جو کسی کو زندہ کرتے ہون (یعنی جو جان بھی نہ ڈال سکتا ہو ایسا عاجز کب معبود ہونے کے قابل ہوگا اور) زمین (مین یا) آسمان مین اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود (واجب الوجود) ہوتا تو دونون (کبھی کے) درہم برہم ہو جاتے (کیونکہ عادۃً دونون کے ارادون اور افعال مین تزاحم ہونا اور اُسکے لیے فساد لازم ہے لیکن فساد واقع نہین ہے اس لیے تعدد آلہہ بھی منتفی ہے) سو (ان تقریرات سے ثابت ہوا کہ) اللہ تعالیٰ جو کہ مالک ہے عرش کا اُن اُمور سے پاک ہے جو کچھ یہ لوگ بیان کر رہے ہین (کہ نعوذ باللہ اُسکے اور شریک بھی ہین حالانکہ اُسکی ایسی عظمت ہے کہ) وہ جو کچھ کرتا ہے اُس سے کوئی باز پُرس نہین کر سکتا اور اوروں سے باز پرس کیجا سکتی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ باز پرس کر سکتا ہے پس کوئی عظمت مین اُسکا شریک نہ ہوا پھر معبودیت مین کوئی کیسے شریک ہو سکتا ہے یہانتک تو بطور ابطال اور نقض استلزام محال کے کلام تھا آگے بطور سوال اور منع کے کلام ہے کہ) کیا خدا کو چھوڑ کر انہون نے اور معبود بنا رکھے ہین (ان سے) کہیے کہ تم اپنی دلیل (اس دعوی پر) پیش کرو (یہانتک تو سوال اور دلیل عقلی سے شرک کا ابطال تھا آگے دلیل نقلی سے استدلال ہے کہ) یہ میرے ساتھ والون کی کتاب (یعنی قرآن) اور مجھ سے پہلے لوگون کی کتابین (یعنی توراۃ و انجیل و زبور) موجود ہین (جنکا صدق اور منزل من اللہ ہونا دلیل عقلی سے ثابت ہے اور دوسروں کی تحریف ہوئی ہے مگر قرآن مین تحریف بھی منتفی ہے پس جو مضمون اُن کتب کا قرآن کے مطابق ہوگا وہ یقیناً صحیح ہے اور ان سب دلائل مذکورہ کا مقتضا یہ تھا کہ یہ لوگ توحید کے قائل ہو جاتے لیکن پھر بھی قائل نہین ہوئے) بلکہ انمین زیادہ وہی ہین جو امر حق کا یقین نہین کرتے سو (اسوجہ سے) وہ (اُسکے قبول کرنے سے) اعراض کر رہے ہین اور (یہ توحید کوئی جدید بات نہین جس سے توحش ہو بلکہ شرع قدیم ہے چنانچہ) ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہین بھیجا جسکے پاس ہم نے یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود (ہونے کے لائق) نہین پس میری (ہی) عبادت کیا کرو اور یہ (مشرک) لوگ (جو ہین انمین بعضے) یون کہتے ہین کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے (فرشتون کو) اولاد بنا رکھی ہے

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی من عندہ لا یستکبرون اشارۃ الی ان العندیۃ للشرف ۱۲

سلہ قولہ فی من الارض بالخصوص اشارۃ الی النکتۃ فی ذکر الارض ۱۲

سلہ قولہ فی ینشرون ڈال سکتا ہو اشارۃ الی امرین الاول کون الانشار بمعنی مطلق الخلق لا الخلق ثانیا خاصۃ والثانی ان ہذا ہو محط الانکار الاستفہامی لا الاتخاذ فانہ کان متحققا یقینا ۱۲

سلہ قولہ فی آلہۃ ہوتا اشارۃ الی ان الجمعیۃ یراد بہا الجنس لا التعدد خاصۃ کما فی قولہ لا تتزوج النساء فلا یرد ان الآیۃ افادت نفی الآلہۃ لا نفی الٰہ واحد سوی اللہ تعالیٰ ۱۲

البلاغۃ قولہ من خشیتہ فی الروح ای بسبب خوف عذابہ عز وجل فمن تعلیلیۃ والکلام علی حذف مضاف وقد یراد من خشیتہ تعالیٰ ذلک فلا حاجۃ الیہ اھ

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا

کیاان کافرون کو یہ معلوم نہین ہوا　کہ آسمان اور　زمین　بند تھے　پھر ہم نے دونون کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہی　کیا پھر بھی

يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

ایمان نہین لاتے　اور ہم نے زمین مین　اسلیے پہاڑ بنائے کہ زمین ان لوگون کو لیکر ہلنے نہ لگے　اور ہم نے اُسمین کشادہ کشادہ رستے بنائے　تاکہ وہ لوگ منزل کو پہونچ جاوین

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ

اور ہم نے آسمان کو　ایک چھت　بنایا جو محفوظ ہے　اور یہ لوگ اُسکی نشانیون سے　اعراض کیے ہوئے ہین　اور وہ ایسا ہی کہ اُس نے رات اور دن　اور سورج

وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

اور چاند بنائے　ہر ایک ایک ایک دائرہ مین تیر رہے ہین

(توبہ توبہ) وہ (اللہ تعالی اس سے) پاک ہے (اور وہ فرشتے اُسکی اولاد نہین ہین) بلکہ (اُسکے) بندے ہین (ہان) معزز (بندے ہین اسی سے بے عقلون کو اشتباہ ہو گیا) اور اُنکی عبدیت اور محکومیت اور ادب کی یہ کیفیت ہی کہ) وہ اُس سے آگے بڑھکر بات نہین کر سکتے (بلکہ منتظر حکم رہتے ہین) اور وہ اُسیکے حکم کے موافق عمل کرتے ہین (اُسکے خلاف نہین کر سکتے کیونکہ وہ جانتے ہین کہ) اللہ تعالے اُنکے اگلے پچھلے احوال کو (خوب) جانتا ہی (پس جو حکم ہوگا اور جب حکم ہوگا موافق حکمت کے ہوگا اسلیے فعلی مخالفت کرتے ہین نہ قولی سابقت کرتے ہین) اور (اُنکے ادب کی یہ کیفیت ہی کہ) وہ بجز اس (شخص) کے جسکے لیے (شفاعت کرنے کی) خدا تعالی کی مرضی ہو اور کسی کی سفارش نہین کر سکتے اور وہ سب اللہ تعالی کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہین اور (یہ تو بیان تھا اُنکی مغلوبیت اور محکومیت کا آگے بیان ہے اللہ تعالے کی غالبیت اور حاکمیت کا گو حاصل دونون کا متقارب ہی یعنی) اُنمین سے جو شخص (فرضاً) یون کہے کہ (نعوذ باللہ) مین علاوہ خدا کے معبود ہون سو ہم اُسکو سزائے جہنم دین (اور) ہم ظالمون کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہین (یعنی خدا کا اُنپر پورا بس ہے جیسے اور مخلوقات پر پھر وہ خدا کی اولاد جسکے لیے خدا ہونا ضروری ہے کیسے ہو سکتے ہین) **ف** یسبحون اللیل والنہار مین دوام تسبیح پر یہ شبہہ کیا گیا ہے کہ اور اقوال و افعال کے وقت کیسے ممکن ہی جواب یہ ہی کہ افعال کے ساتھ تو اجتماع مین اشکال نہین اور اقوال کا وقت یا تو اس دوام سے مخصوص ہی یا مثل تسبیح قلبی کے وقوع ہوتا ہو۔ اور لو کان فیہما الخ مین استدلال عادی ہی اور استدلال عقلی کی طرف اشارہ ہے جسکی تفصیل علم کلام مین ہے اور پارہ دوم کے رکوع چہارم کے شروع مین اُسکی تقریر بھی گذر چکی ہے اور گو آیات توحید سے منطوقاً اصنام سے کمالات کی نفی ہوتی ہی جسکے وہ مشرک بھی قائل نہ تھے مگر مقصود یہ ہے کہ استحقاق معبودیت کے لیے یہ کمالات لازم ہین جب لازم منتفی ہے ملزوم بھی منتفی ہے فقط ربط اوپر آیت وما خلقنا السماء الخ مین اجمالاً ان مصنوعات کا دال علی التوحید ہونا مذکور تھا آگے اسکی تفصیل ہے۔

تفصیل بعضے از دلائل قدرت

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۞ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۞ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۞ کیا ان کافرون کو یہ معلوم نہین ہوا کہ آسمان اور زمین (پہلے) بند تھے (یعنی نہ آسمان سے بارش ہوتی تھی نہ زمین سے کچھ پیداوار اور اسکو بند ہونا فرما دیا چنانچہ جس زمانہ مین بارش نہین ہوتی اور زمین سے کچھ پیدا نہین ہوتا اب بھی بند ہوتے ہین) پھر ہم نے دونون کو (اپنی قدرت سے) کھول دیا (کہ آسمان سے بارش ہونے لگی اور زمین سے نباتات اُگنے لگین پس فتق تو امر مشاہد ہی اور رتق جو فی الحال ہوتا ہی وہ بھی مشاہد ہی اور جو ابتدائی تھا وہ دلیل عقلی سے معلوم ہوتا ہی کیونکہ فتق حادث ہے پس مسبوق بعدم الفتق ہوگا اور عدم الفتق یا بوجہ عدم محل فتق کے ہوگا یا بعد وجود محل کے ہوگا شق ثانی کی تعیین کتب سماویہ سے ہو جاویگی جنکا صدق دلیل عقلی سے ثابت ہی اور امر مشاہد اور استدلال عقلی اور نقلی سبکو شامل ہی) اور (بارش سے صرف نباتات ہی کو نمو نہین ہوتا بلکہ ہم نے (بارش کے) پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہی (خواہ حدوثاً خواہ بقاءً خواہ بواسطہ یا بلاواسطہ جیسا دوسری آیت مین ہے وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ) کیا (ان باتون کو سنکر) پھر بھی ایمان نہین لاتے اور ہم نے (اپنی قدرت سے) زمین مین اسلیے پہاڑ بنائے کہ زمین ان لوگون کو لیکر ہلنے نہ لگے اور ہم نے اُس (زمین) مین کشادہ کشادہ رستے بنائے تاکہ وہ لوگ (اُنکے ذریعہ سے منزل

تحقات الترجمۃ
۱۔ قولہ فی مکرمون ہان اشارۃ الی کونہ منشأ الاشتباہ کما صرح بہ فیما بعد ۱۲ ۲۔ قولہ قبل یعلم جانتے ہین کذا تربہ فی الروح ۳۔ فی خشیتہ ہیبت اشارۃ الی ما فی الروح عن بعضہم ان الخشیۃ ہہنا مجاز عن مسببہا ای وہم من مہابتہ تعالے شدید ۱۲ الخوف اور مدی یلزم کون الشی الواحد سببا ومسببا ۱۲

اللغات الرتق الضم الفتق الفصل الفجاج الطرق الواسعۃ بین الجبلین او ما بین الجبلین یصدق علیہ نہ فی الارض فافہم **البلاغۃ** قولہ کانتا رتقا جمع بتاویل السموات بطائفۃ قولہ ففتقاہما شین لکون الرتق مصدرا قولہ

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَ

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لیے ہمیشہ رہنا تجویز نہین کیا پھر اگر آپ کا انتقال ہو جاوے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کو رہینگے ہر جاندار موت کا مزہ چکھیگا اور ہم تمکو بری بھلی حالتون سے اچھی طرح

الْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ

آزماتے ہین اور پھر تم سب ہمارے پاس چلے آؤگے اور یہ کافر لوگ جب آپکو دیکھتے ہین تو بس آپ سے ہنسی کرنے لگتے ہین کہ کیا یہی ہین جو تمہارے معبودون کا ذکر

آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝

کیا کرتے ہین اور یہ لوگ رحمان کے ذکر پر انکار کیا کرتے ہین انسان جلدی ہی کا بنا ہوا ہے ہم عنقریب تمکو اپنی نشانیان دکھائے دیتے ہین پس تم مجھسے جلدی مت مچاؤ

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ

اور یہ لوگ کہتے ہین کہ یہ وعدہ کس وقت آویگا اگر تم سچے ہو کاش ان کافرون کو اس وقت کی خبر ہوتی جبکہ یہ لوگ آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکینگے

النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝

اور نہ اپنے پیچھے سے اور نہ انکی کوئی حمایت کریگا

(مقصود) کو پہنچ جاویں اور ہم نے (اپنی قدرت سے) آسمان کو (مقابلہ زمین کے اسکے اوپر مثل) ایک چھت (کے) بنایا جو (ہر طرح سے) محفوظ ہے (یعنی گرنے سے بھی ٹوٹنے پھوٹنے سے بھی شیاطین کے استراق اخبار سے بھی کقولہ تعالی ان اللہ یمسک السموات وقولہ تعالی ھل تری من فطور وقولہ تعالی وحفظناھا من کل شیطن رجیم اور یہ محفوظیت بہر طول اسکے بقا یا ابدیت کے ساتھ موصوف نہین) اور یہ لوگ اس (آسمان) کے (اندر کی موجودہ) نشانیون سے اعراض کیے ہوئے ہین (یعنی انمین تدبر نہین کرتے) اور وہ ایسا (قادر) ہے کہ اس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے (وہ نشانیان آسمان کی یہی ہین اور شمس و قمر مین سے) ہر ایک ایک ایک دائرہ مین (اسطرح چل رہے ہین گویا) تیر رہے ہین **ف** رتق و فتق کی یہی تفسیر درمنثور مین ابن عباس رض سے مروی ہے اخرجہ الفریابی و عبد بن حمید والحاکم و صححہ والبیہقی فی الاسماء والصفات اور جعلنا من الماء الآیۃ کی جو تفسیر لکھی گئی ہے شاید ہی کوئی شاذ و نادر حیوان اس سے خارج رہا ہو اور اگر رہ گیا ہو تو النادر کالمعدوم وللاکثر حکم الکل کے اعتبار سے اس کلیہ مذکورہ مین قدح نہین لازم آتا اور محاورات مین کل بمعنے اکثر بھی آتا ہے جیسا دوسری آیت مین ہے یجبی الیہ ثمرات کل شیء۔ اور پہاڑون کا مانع حرکت ارض ہونا سورہ نحل کے دوسرے رکوع مین گذر چکا ہے دیکھ لیا جاوے اور فلک گول چیز کو کہتے ہین چونکہ شمس و قمر کی حرکت مستدیر ہے اسلیے اسکے مدار کو فلک فرمادیا خواہ وہ آسمان ہو یا فضا بین السماوات ہو یا فضا بین الارض والسماء ہو یا تحت السماء ہو کوئی نص انمین قطعی نہین اور سلف سے تفسیرین مختلف منقول ہین کما فی الدر المنثور اسلیے اسکو مبہم ہی رکھنا اقرب الی الاحتیاط ہے اور بہر حال ہین اس سے آسمان کا مستدیر ہونا ثابت نہین ہوتا اور ظاہر اسناد یسبحون سے کہ اصل اسناد مین حقیقت ہے شمس و قمر کا حرکت ذاتیہ سے متحرک ہونا معلوم ہوتا ہے اور حرکات مختلفہ ممکنۃ الاجتماع مین تو کوئی اشکال نہین اور غیر ممکنۃ الاجتماع کا انضباط ایک حرکت کی انقطاع سے بھی ہو سکتا ہے اور دوسرے اجسام کی حرکت سے بھی ہو سکتا ہے خواہ وہ اجسام علویہ ہون یا سفلیہ بہر حال یہ حرکت کواکب کی نہ حرکت سماء کو مستلزم ہے نہ اسکی نافی واللہ اعلم باسرار خلقہ چونکہ مقاصد شرعیہ مین اس تفصیل کی حاجت نہ تھی اسلیے ابہام مضر نہین اور اگر یہ قول ثابت ہو جاوے کہ شمس کی حرکت کسی مدار پر نہین تو خود اسکی حرکت وضعیہ جو محور پر ہے ایک کرہ متوہمہ پیدا کرتا ہے فلک اسکو بھی عام ہو جاویگا اور اگر اسکی حرکت بھی کسی کوکب کے گرد ہوتی ہو جیسا صاحب روح نے سورہ رحمن آیت والشمس والقمر بحسبان کی تفسیر مین بعض فلاسفہ جدیدہ کا قول نقل کیا ہے تو فلک بمعنی مدار ہی بے تکلف رہیگا واللہ اعلم اور حرکت وضعیہ بھی دال علی القدرۃ ہے کہ اتنے بڑے جسم مین تصرف ہے اور یہی مقصود مقام ہے پس مقصود بالافادہ پر دلالت ہو جاویگی **ربط** شروع سورت مین انکار رسالت پر تشنیع تھی اور اس کے سباق اور سیاق مین اسپر استحقاق وعید عذاب سے تفریع تھی آگے بھی دوسرے عنوان سے یہی مضمون ہے کفی بنا حاسبین تک چنانچہ ترجمہ سے ظاہر ہوگا۔

تتمہ مضمون تشنیع بر انکار رسول و تقریع بعذاب ہول

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۝۳۴ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝۳۵ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ۝۳۶ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝۳۷ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝۳۸ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝۳۹

اللغات قولہ لا یکفون و قولہ ردھا تغایرہا ظاہر فلذا جیء بہا **البلاغۃ** قولہ نبلوکم و قولہ ساوریکم فیہا التفات و فی الرحمن و فی التعرض لعنوان الرحمانیۃ تنبیہ علی انہ لا حفظ لہم الا رحمتہ و تلقین الجواب

بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

بلکہ وہ آگ انکو ایکدم سے آلے گی سو انکو بدحواس کر دیگی پھر نہ اسکے ہٹانیکی انکو قدرت ہوگی　اور نہ انکو مہلت دیجاویگی　اور آپ سے پہلے جو پیغمبر ہو گذرے ہین انکے ساتھ بھی تمسخر کیا گیا تھا

فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ بَلْ هُمْ

سو جن لوگون نے اُن سے تمسخر کیا تھا اُنپر وہ عذاب واقع ہوگیا جسکے ساتھ وہ استہزا کرتے تھے　کہدیجیے کہ وہ کون ہے جو رات مین اور دن مین رحمان سے تمہاری حفاظت کرتا ہو　بلکہ وہ لوگ

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا

اپنے رب کے ذکر سے　روگردان ہین　کیا انکے پاس ہمارے سوا اور ایسے معبود ہین کہ انکی حفاظت کر لیتے ہون وہ خود اپنی حفاظت کی قدرت نہین رکھتے اور نہ ہمارے مقابلہ مین کوئی اور انکا ساتھ دے سکتا ہے　بلکہ ہم نے

هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی طَالَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ

انکو اور انکے باپ دادون کو خوب سامان دیا یہانتک کہ انپر ایک عرصہ دراز گذر گیا کیا انکو یہ نظر نہین آتا کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر گھٹاتے چلے جاتے ہین　سو کیا یہ لوگ غالب آوینگے　آپ کہدیجیے کہ مین تو صرف تمکو

بِالْوَحْیِ وَلَا یَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا یُنْذَرُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ یٰوَیْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝

ذریعے سے وحی کے ڈراتا ہون　اور یہ بہرے جسوقت ڈرائے جاتے ہین سنتے ہی نہین　اور اگر انکو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی ذرا لگجاوے　تو یون کہنے لگین کہ ہائے ہماری کمبختی واقعی ہم خطاوار تھے

وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْــًٔا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا وَكَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ ۝

اور قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کرینگے　سو کسی پر اصلا ظلم نہوگا　اور اگر عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا　تو ہم اسکو حاضر کر دینگے　اور ہم حساب لینیوالے کافی ہین

ع ۱۲ ۳

ملحقات الترجمہ
قولہ نفحۃ یعنی جس طرح اشارۃ اسکیطرف مقصود لا مطلقا ۱۲

بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی طَالَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْیِ وَلَا یَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا یُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ یٰوَیْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْــًٔا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا وَكَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ ﴿۴۷﴾ اور (یہ لوگ جو آپ کی وفات کی خوشیان منارہے ہین لقولہ تعالیٰ نتربص بہ ریب المنون یہ وفات بھی منافی نبوت نہین کیونکہ) ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لیے (خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی دنیا مین) ہمیشہ رہنا تجویز نہین کیا (کقولہ تعالیٰ وما کانوا خالدین پس جیسے آپ کے قبل نبوت اور وفات محل واحد مین مجتمع ہو چکی ہین اسیطرح آپ مین بھی اجتماع دونون کا صحیح ہے اور) پھر (یہ کہ) اگر آپکا انتقال ہو جاوے تو کیا یہ لوگ (دنیا مین) ہمیشہ کو رہین گے (آخر یہ بھی مرین گے پھر خوشی کا ہے کی مطلب یہ کہ آپ کی وفات کی خوشی اگر بخیال ابطال نبوت کے ہے تب تو ماجعلنا لبشر الخ اسکا جواب ہے اور اگر بخیال نفس مخالفت کے ہے تو افان مت الخ اسکا جواب ہے غرض ہر حال مین یہ انتظار مہمل اور لغو ہے اور موت تو ایسی چیز ہے کہ تم مین) ہر جاندار موت کا مزہ چکھیگا اور (یہ جو ہم نے چند روزہ تمکو زندگی دے رکھی ہے تو اس سے مقصود محض یہ ہے کہ) ہم تمکو بری بھلی حالتون سے اچھی طرح آزماتے ہین (بری حالت سے مراد جو کہ خلاف مزاج ہو جیسے مرض وفقر اور اچھی حالت سے مراد جو کہ موافق مزاج ہو جیسے صحت اور غنا زندگی مین یہی حالتین مختلف طور پر پیش آتی ہین کوئی انمین ایمان اور طاعت بجا لاتا ہے اور کوئی کفر و معصیت کرتا ہے مطلب یہ کہ زندگی اسلیے دی رکھی ہے کہ دیکھین کیسے کیسے عمل کرتے ہو) اور (اس زندگی کے ختم پر) پھر تم سب ہمارے پاس چلے آوگے (اور ہر ایک کو اسکے مناسب سزا و جزا دینگے پس اہم تو موت اور مابعد الموت ہی ہوا اور زندگی محض عارضی پھر یہ لوگ اسپر اتراتے ہین اور پیغمبر کی وفات پر خوشیان مناتے ہین یہ نہ ہوا کہ اس مستعار زندگی مین دولت ایمان وطاعت کما لیتے ان کے کام آتی اور اُلٹا نامۂ اعمال سیاہ اور آخرت بھاری کر رہے ہین ڈرتے نہین) اور (ان منکرین کی یہ حالت ہے کہ) یہ کافر لوگ

اللغات قولہ سخروا منہم من ہذہ صلۃ کالباء بسخروا۔ قولہ یصحبون قال ابن قتیبۃ ای لایجیرہم منا احد لان المجیر صاحب الجار والعرب تقول صحبک اللہ ای حفظک اھ

النحو قولہ القسط صفۃ للموازین والافراد لانہ مصدر او وصف بہ مبالغۃ او علی حذف مضاف ای ذوات القسط ۱۲ **البلاغۃ** قولہ اذا ما ینذرون ہذا التقیید لبیان کمال شدۃ الصمم فان الانذار عادۃ تکون

باصوات عالیۃ مکررۃ مقارنۃ لہیات دالۃ علیہ قولہ مستہم نفحۃ فیہ مبالغات ذکر المس وہو دون النفوذ و ما فی النفح من معنی النزارۃ فان اصلہ ہبوب رائحۃ الشئ و بناء المرۃ والتنکیر وذکر من للتبعیض ۱۲

جب آپکو دیکھتے ہین تو بس آپ سے ہنسی کرنے لگتے ہین (اور آپسمین کہتے ہین) کہ کیا یہی (صاحب) ہین جو تمہارے معبودون کا (برائی سے) ذکر کیا کرتے ہین (سو آپ پر تو بتون کے انکار کا بھی اعتراض ہی) اور (خود) یہ لوگ (حضرت) رحمان (جل شانہ) کے ذکر پر انکار (اور کفر) کیا کرتے ہین (تو اعتراض کی بات تو درحقیقت یہ ہے پس انکو اپنی اس حالت پر استہزا کرنا چاہیے تھا اور انکی یہ حالت ہی کہ جب سزائے کفر کا مضمون سنتے ہین جیسے ابھی اوپر ہی ذکر ہوا ہی الینا ترجعون تو بوجہ تکذیب کے اُسکا تقاضا کرتے ہین اور یہ تقاضا اور عجلت کچھ انسانی طبیعت کا خاصہ اکثر یہ بھی ہی پس اسکا طبعی ہونا ایسا ہی جیسے گویا) انسان جلدی ہی کے خمیر کا بنا ہوا ہی یعنی جلدی مثل اسکے اجزاء عنصریہ کے ہی اسیواسطے یہ لوگ عذاب جلدی مانگتے ہین اور اُسمین دیر ہونے کو دلیل عدم وقوع کی سمجھتے ہین لیکن اے کافرو یہ تمہاری غلطی ہی کیونکہ اسکا وقت معین ہی سو ذرا صبر کرو) ہم عنقریب (اُسکے وقت آنے پر) تمکو اپنی نشانیان (قہر کی یعنی سزائین) دکھائے دیتے ہین پس تم مجھ سے جلدی مت مچاؤ (کیونکہ وقت سے پہلے آتا نہین اور وقت پر ٹلتا نہین) اور یہ لوگ (جب یہ مضمون سنتے ہین کہ وقت موعود پر عذاب آویگا تو رسول اور مؤمنین سے یون) کہتے ہین کہ یہ وعدہ کسوقت آویگا اگر تم (وقوع عذاب کی خبر مین) سچے ہو (تو توقف کا ہی کا جلدی سے کیون نہین واقع کر دیا جاتا اصل یہ ہی کہ انکو اُس مصیبت کی خبر نہین جو ایسی بیفکری کی باتین کرتے ہین) کاش ان کافرون کو اُسوقت کی خبر ہوتی جبکہ (انکو سب طرف سے دوزخ کی آگ آگھیرے گی اور) یہ لوگ (اُس) آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکینگے اور نہ اپنے پیچھے سے اور نہ انکی کوئی حمایت کریگا (یعنی اگر اس مصیبت کا علم ہوتا تو ایسی باتین نہ بناتے اور یہ جو دنیا ہی مین عذاب نار کی فرمایش کر رہے ہین سو یہ ضرور نہین کہ انکی فرمایش کے موافق یہی عذاب نار آجاوے) بلکہ وہ آگ (تو) انکو ایکدم سے آلیگی سو انکو بدحواس کر دیگی پھر نہ اُسکے ہٹانے کی انکو قدرت ہوگی اور نہ انکو مہلت دیجاوےگی اور (اگر وہ یون کہین کہ اگر یہ عذاب آخرت مین موعود ہونے کی وجہ سے دنیا مین نہین ہوتا تو اچھا دنیا مین اسکا کوئی نمونہ تو دکھلا دو تو گو بقاعدہ مناظرہ نمونہ دکھلانا ضرور نہین لیکن تبرعاً نمونہ کا پتہ بھی دیا جاتا ہی وہ یہ کہ) آپ سے پہلے جو پیغمبر ہو گذرے ہین اُنکے ساتھ بھی (کفار کی طرف سے) تمسخر کیا تھا سو جن لوگون نے اُن سے تمسخر کیا تھا اُنپر وہ عذاب واقع ہو گیا جسکے ساتھ وہ استہزا کرتے تھے (کہ عذاب کہان ہی پس اس سے معلوم ہوا کہ کفر موجب عذاب ہے پس اگر دنیا مین وقوع نہ ہو تو آخرت مین ہوگا اور یہ بھی ان سے) کہدیجیے (کہ دنیا مین جو تم عذاب سے محفوظ ہو سو یہ حفاظت بھی حضرت رحمان ہی کر رہا ہی اسمین بھی اُسی کا احسان اور دلالت علی التوحید ہی اور اگر تم اسکو تسلیم نہین کرتے تو پھر بتلاؤ) وہ کون ہی جو رات مین اور دن مین رحمان (کے عذاب) سے تمہاری حفاظت کرتا ہو (اور اس مضمون مسلم کا مقتضا یہ تھا کہ توحید کے قائل ہو جاتے مگر وہ اب بھی قائل نہ ہوئے) بلکہ وہ لوگ (اب بھی بدستور) اپنے رب (حقیقی) کے ذکر (توحید کے قبول کرنے) سے روگردان (ہی) ہین (ہان ہم من یکلؤکم کے مصداق کو توضیح کے لیے نصر یحا دریافت کرتے ہین کہ) کیا انکے پاس ہمارے سوا اور ایسے معبود ہین کہ (عذاب مذکور سے) انکی حفاظت کر لیتے ہون (وہ بیچارے انکی کیا حفاظت کرتے انکی بیچارگی و درماندگی کی تو یہ حالت ہی کہ) وہ خود اپنی حفاظت کی قدرت نہین رکھتے (مثلاً انکو کوئی توڑنے پھوڑنے لگے تو مدافعت بھی نہین کر سکتے کقولہ تعالیٰ وان یسلبھم الذباب الخ پس نہ وہ آلہہ انکی حفاظت کر سکتے ہین) اور نہ ہمارے مقابلہ مین کوئی انکا ساتھ دیسکتا ہے (اور یہ لوگ باوجود ان دلائل ساطعہ کے جو حق کو قبول نہین کرتے تو یہ وجہ نہین کہ دعوی یا دلیل مین کچھ خلل ہی) بلکہ (اصل وجہ اسکی یہ ہی کہ) ہم نے انکو اور انکے باپ دادون کو (دنیا کا) خوب سامان دیا یہان تک کہ انپر (اسی حالت مین) ایک عرصہ دراز گذر گیا (کہ پشتہا پشت سے عیش آرام کرتے آرہے ہین پس کھا کھا کے غرانے لگے اور آنکھین پھر گئین مطلب یہ کہ ان ہی مین خلل غفلت کا ہی لیکن باوجود منبہات تشریعیہ و تکوینیہ کے اتنی غفلت بھی نہ ہونا چاہیے چنانچہ ایک امر منبہ کا ذکر کیا جاتا ہی وہ یہ کہ) کیا انکو یہ نظر نہین آتا کہ ہم (انکی) زمین کو (بذریعہ فتوحات اسلامیہ کے) ہر چہار طرف سے برابر گھٹاتے چلے جاتے ہین سو کیا یہ لوگ (یہ توقع رکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین پر) غالب آوینگے (کیونکہ قرائن عادیہ اور دلائل تنزیلیہ متفق ہین انکے مغلوب اور اہل حق کے غالب ہوتے جانے پر تاوقتیکہ اسلام کی کامل اشاعت ہو جاوے پس اس امر مین تامل کرنا بھی تنبہ کے لیے کافی ہے اگر اسپر بھی عناد و جہالت سے وقوع عذاب ہی کی فرمایش کرین تو) آپ کہدیجیے کہ مین تو صرف وحی کے ذریعہ سے تمکو ڈراتا ہون (عذاب کا آنا میرے بس سے باہر ہی) اور (گو یہ طریقہ دعوت الی الحق کا اور یہ انذار کافی ہے مگر) یہ بہرے جسوقت (حق کی طرف بلائے جانے کے واسطے عذاب سے) ڈرائے جاتے ہین سنتے ہی نہین (اور طریق وضوح حق مین تامل ہی نہین کرتے بلکہ وہی مرغی کی ایک ٹانگ عذاب ہی مانگے جاتے ہین) اور (کیفیت عالی ہمتی کی یہ ہی کہ) اگر انکو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی ذرا لگ جاوے تو (ساری بہادری ختم ہو جاوے اور) یون کہنے لگین کہ ہائے ہماری کمبختی (کیسی ہمارے سامنے آئی) واقعی ہم خطاوار تھے (پس اس ہمت پر عذاب کی فرمایش ہے واقعی انکی اس شرارت کا تو یہی مقتضا تھا کہ دنیا ہی مین فیصلہ کر دیتے مگر ہم بہت سی حکمتون سے دنیا مین سزائے موعود دینا نہین چاہتے) بلکہ

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی ہذا کو کہہ برائی نقرینۃ المقام ۱۲

۲؎ قولہ فی ایتی سزائین کما فی الروح ان المراد بالآیات النقمات ۱۲

۳؎ قولہ فی ان کنتم صدقین جلدی سے الخ اشارۃ الی تقدیر الجواب ای فلیاتنا بسرعۃ کما فی الروح ۱۲

۴؎ قولہ فی حین اُسوقت کی اشارۃ الی کون حین مفعولا بہ کما فی الروح عن الکشاف ۱۲

۵؎ قولہ فی وجوھھم سامنے اشارۃ الی کونہا بمعنی القدام و الخلف کما فی الروح وفیہان التخصیص بالذکر لکونہا اشہر الجوانب واستلزام الاحاطۃ بہا للاحاطۃ بالکل ۱۲

۶؎ قولہ قبیل بل تاتیھم یہ ضرور نہین اشارۃ الی ما فی الروح عن ابن عطیۃ انہ استدراک مقدر قبلہ نفی والتقدیر ان الآیات لا تاتی بحسب اقتراحہم بل تاتیھم بغتۃ وقولہ فی تاتیھم آگ قال فی الروح استظہرہ فی البحر ۱۲

۷؎ قولہ قبیل بل ھم عن ذکر ربھم اب بھی قائل الخ اشارۃ الی کون المذکور استدراکا من مقدر ۱۲

۸؎ قولہ قبیل ولا ھم منا نہ وہ آلہہ اشارۃ الی کون المذکور معطوفا علی منفی مقدر لازم من قولہ ام لھم آلھۃ ای لا تنفعہم آلہتہم لا یصحبہم احد سوی الآلہۃ

۹؎ قولہ قبیل بل متعنا کچھ خلل ہے اشارۃ الی تقدیر المستدرک منہ ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِیَآءً وَّذِکْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو ایک فیصلہ کی اور روشنی کی اور متقیون کے لیے نصیحت کی چیز عطا فرمائی تھی جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہین

وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِکْرٌ مُّبٰرَکٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْکِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ

اور وہ لوگ قیامت سے ڈرتے ہین اور یہ ایک کثیر الفائدہ نصیحت ہے جسکو ہم نے نازل کیا سو کیا پھر بھی تم اسکے منکر ہو ۔ اور ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو انکی خوش فہمی عطا فرمائی تھی

رکوع ۹

قَبْلُ وَکُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ۝

اور ہم انکو خوب جانتے تھے

آخرت کے لیے اٹھا رکھا ہے) اور (وہان) قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کرین گے (اور سب کے اعمال کا وزن کرین گے) سو کسی پر اصلاً ظلم نہ ہوگا اور (ظلم نہ ہونے کا یہ ثمرہ ہوگا کہ) اگر (کسی کا کوئی) عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسکو (وہان) حاضر کر دینگے (اور اسکا بھی وزن کرینگے) اور ہم حساب لینے والے کافی ہین (ہمارے اس وزن اور حساب کے بعد پھر کسی حساب کتاب کی ضرورت نہ رہیگی بلکہ اسی پر سب فیصلہ ہو جاویگا پس وہان ان لوگون کی شرارتون کی بھی سزائے مناسب واقعی جاری کر دیجاویگی) ف کل نفس ذائقة الموت مین نفوس مکلفہ مراد ہین بقرینہ و نبلوکم الخ پس نفخ صور کے وقت ملائکہ کی موت یا عدم موت سے آیت ساکت ہے۔ اور ما جعلنا لبشر الخ مین دنیا کی قید سے جسپر قرینہ مقام دال ہے استدلال نافی حیوۃ سماویہ عیسویہ کا استدلال جاتا رہا۔ اور خلق الانسان الخ مین اکثریہ کی قید سے یہ اشکال نہ رہا کہ بعض افراد ایسے نہین ہین۔ اور آیت افلا یرون انا نأتی الارض الخ کے متعلق ایک ضروری تحقیق سورۂ رعد رکوع ۶ کے اخیر رکوع کی آیت اولم یروا الخ کے فائدہ تفسیریہ مین گذر چکی ہے ملاحظہ فرما لیا جاوے۔ اور میزان کے متعلق تحقیق سورہ اعراف کے اول رکوع کے اخیر آیت کی تفسیر مین گذر چکی ہے۔ اور افہم الغالبون کی تفسیر مین جو یہ کہا گیا تا وقتیکہ الخ اس سے یہ اشکال رفع ہوگیا کہ بعد مین تو مسلمان مغلوب ہوئے ہین توجیہ رفع اشکال ظاہر ہے اور راز اسمین یہ ہے کہ ابتدا مین اسلام کا مغلوب ہونا اسکی اشاعت مین مخل تھا اور جب اسکی تبلیغ و اشاعت کافی ہو چکی جو اصل مقصود تھی اب مغلوب ہونے سے وہ مفقود نہین ہو سکتا چنانچہ مشاہد ہے۔ اور موازین کا جمع لانا یا تو اس وجہ سے ہے کہ ہر شخص کے لیے جدا میزان عمل ہو یا چونکہ ایک ہی میزان مین بہت سے لوگون کے اعمال کا وزن ہوگا اسلیے وہ ایک قائم مقام متعدد کے ہوگی واللہ اعلم۔ اور آیت افلا یرون الخ کی ایک تقریر یہ بھی ہو سکتی ہے بعد اس قول کے کہ خلل غفلت کا ہے یون کہا جاوے اور ان لوگون سے تعجب ہے کہ وقوع عذاب علی الکفر کا ابتک انکار کرتے ہین) کیا (مقدمات عذاب مین سے) اس امر کو نہین دیکھ رہے ہین کہ ہم (فتوحات اسلامیہ کے ذریعہ سے انکی) زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہین سو کیا یہ لوگ (مسلمانون پر) غالب آ رہے ہین (نہین بلکہ مغلوب ہوتے جاتے ہین سو یہ بھی تو ایک قسم کا عذاب ہے جو مقدمہ ہے عذاب اکبر کا کقولہ تعالیٰ ولنذیقنهم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر) ربط شروع سورت سے یہان تک توحید اور رسالت کا زیادہ اور اسکے ضمن مین اسکے تعلق سے مخالفین رسل کا آخرت مین عموماً معذب ہونا اور بعض کا دنیا مین بھی ہلاک ہونا مذکور تھا آگے بعض حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان فرمانے سے ان ہی مضامین کی تائید فرماتے ہین چنانچہ رسالت کی تائید تو انکے رسول ہونے سے ظاہر ہے اور توحید کی تائید انکے داعی الی التوحید ہونے سے اور تعذیب کی تائید انکی بعض امم کی ہلاکت سے

قصہ عطاء کتاب بموسیٰ و ہارون علیہما السلام

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِیَآءً وَّذِکْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِکْرٌ مُّبٰرَکٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْکِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اور ہم نے (آپ کے قبل) موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو ایک فیصلہ کی اور روشنی کی اور متقیون کے لیے نصیحت کی چیز (یعنی توریت) عطا فرمائی تھی جو (متقی) اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہین اور (خدا ہی سے ڈرنے کے سبب) وہ لوگ قیامت سے (بھی) ڈرتے ہین (کیونکہ قیامت مین اسی کا خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور سزا نہ ہونے لگے) اور (جیسے انکو وہ کتاب ہم نے دی تھی اسیطرح) یہ (قرآن بھی) ایک کثیر الفائدہ نصیحت (کی کتاب) ہے جسکو ہم نے نازل کیا سو کیا (بعد اسکے کہ تنزیل کتب کا عادۃ اللہ ہونا معلوم ہو گیا اور خود اسکا منزل ہونا دلیل سے ثابت ہے) پھر بھی تم اسکے (منزل من اللہ ہونیکے) منکر ہو۔

قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَکُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ﴿۵۱﴾

البلاغۃ قولہ الفرقان وضیاء وذکرا من عطف صفۃ علی صفۃ والصفات کلہا متلازمۃ فلا یرد ان وصف التوراۃ بالصفات و وصف القرآن بصفۃ واحدۃ یوہم کون التوراۃ افضل من القرآن وانما تنکیر ضیاء ۲

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ

جبکہ اُنہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی برادری سے فرمایا کہ یہ کیا مورتین ہین جن پر تم جمے بیٹھے ہو — وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بڑون کو انکی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہی ابراہیم نے کہا

كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

کہ بیشک تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی مین ہو — وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم سچی بات ہمارے سامنے پیش کر رہے ہو یا دل لگی کر رہے ہو — ابراہیم نے فرمایا کہ نہین بلکہ تمہارا رب وہ ہی جو تمام آسمانون

وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۡ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝

کا اور زمین کا رب ہو جس نے ان سب کو پیدا کیا اور مین اسپر دلیل بھی رکھتا ہون — اور خدا کی قسم مین تمہارے ان بتون کی گت بناؤنگا جب تم چلے جاؤ گے —

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا

ربع

تو اُنہوں نے ان بتون کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا بجز ان کے ایک بڑے بت کے کہ شاید وہ لوگ ابراہیم کی طرف رجوع کرین کہنے لگے کہ یہ ہمارے بتون کے ساتھ کسنے کیا ہو اسمین کوئی شک نہین کہ اس نے بڑا ہی غضب کیا

سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓي اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ

بعضون نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جسکو ابراہیم کرکے پکارا جاتا ہی ان بتون کا تذکرہ کرتے سنا ہی وہ لوگ بولے کہ تو اچھا اسکو سب آدمیون کے سامنے حاضر کرو تا کہ وہ لوگ گواہ ہوجائین ان لوگون نے کہا کہ کیا ہمارے بتون کے

هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ڰ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓي اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا

ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے ای ابراہیم اُنہوں نے فرمایا کہ نہین بلکہ انکے اس بڑے نے کی سو ان سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہون — اس پر وہ لوگ اپنے جی مین سوچے پھر کہنے لگے

اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰي رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَاۗءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

کہ حقیقت مین تم ہی لوگ ناحق پر ہو — پھر اپنے سرون کو جھکا لیا — ای ابراہیم تمکو تو معلوم ہی ہی کہ یہ بت بولتے نہین — ابراہیم نے فرمایا کہ تو کیا خدا کو چھوڑ کر تم ایسی چیز کی عبادت

اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

کرتے ہو جو تم کو نہ کچھ نفع پہونچا سکے اور نہ کچھ نقصان پہونچا سکے تف ہے تم پر اور ان پر جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو — کیا تم نہین سمجھتے —

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿١٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٥٤﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿١٥٥﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ڮ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿١٥٦﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿١٥٧﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٥٨﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٥٩﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿١٦٠﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓي اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿١٦١﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿١٦٢﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ڰ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿١٦٣﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓي اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿١٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰي رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَاۗءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿١٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿١٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦٧﴾

اللغات قوله التمثال الصورة المصنوعة مشبهة بمخلوق من مخلوقات الله تعالى من مثلت الشی بالشی اذا شبهته به ١٢ قوله جذاذا فعال بمعنى المفعول قوله اف صوت ثم صار اسم فعل بمعنى اتضجر وفيه لغات كثيرة واللام لبيان المتأفف له ١٢ آه ١٢

النحو قوله افتعبدون ای اتعلمون ذلک فتعبدون قوله افلا تعقلون تقديره الا تتفكرون فلا تعقلون ١٢

البلاغة قوله لها عاكفون اما المعنى على لانها صلة العكوف او للتبيين قوله جعلهم ای جمع العقلاء تنزيلا لها

منزلتهم على زعم هولاء قوله يقال له ابراهيم كون المفرد مقولا اذا اريد به اللفظ منقول فی الروح عن الزمخشری ١٢ **فائدة** فی الروح كان القياس ان يذكر نوح ثم ابراهيم ثم موسى عليهم السلام لكن روعی فی ذلک ترشيح التسلی والتاسی فقد ذكر موسى عليه السلام لان حاله وما قاساه من قومه كثرة آياته وتكاثف امته اشبه بحال نبينا صلی الله عليه وسلم ثم ثنی بذكر ابراهيم عليه السلام وقبل من قبل لهذا ای كون ذكر الانبياء عليهم السلام التاسی الاتری الى قوله تعالى نوحا اذ نادی من قبل ای قبل

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ وَأَرَادُوا

وہ لوگ کہنے لگے کہ انکو آگ میں جلادو اور اپنے معبودون کا بدلا لو اگر تمکو کچھ کرنا ہے ۔ ہم نے حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ابراہیم کے حق مین ۔ اور ان لوگون نے

بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۝ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

ان کے ساتھ برائی کرنا چاہا تھا سو ہم نے انہین لوگون کو ناکام کردیا ۔ اور ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو ایسے ملک کی طرف بھیجکر بچالیا جسمین ہم نے دنیا جہان والون کے واسطے برکت رکھی ہی ۔ اور ہم نے انکو اسحٰق

وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ

اور یعقوب پوتا عطا کیا ۔ اور ہم نے ان سب کو نیک کیا ۔ اور ہم نے انکو مقتدا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے ۔ اور ہم نے انکے پاس نیک کامون کے کرنیکا

الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ۝

اور نماز کی پابندی کا ۔ اور زکوٰۃ ادا کرنیکا حکم بھیجا ۔ اور وہ ہماری عبادت کرتے تھے ۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿۶۹﴾ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ﴿۷۳﴾ اور ہم نے اس (زمانہ موسوی) سے پہلے ابراہیم (علیہ السلام) کو انکی (شان کے مناسب) خوش فہمی عطا فرمائی تھی اور ہم ان (کے کمالات علمیہ وعملیہ) کو خوب جانتے تھے (یعنی وہ بڑے کامل تھے خواہ بالقوہ واستعداد قبل عطائے رشد یا بالفعل بعد عطائے رشد انکا وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ انہون نے اپنے باپ سے اور اپنی برادری سے (انکو عبادت اصنام مین مشغول دیکھکر) فرمایا کہ یہ کیا (واہیات) مورتین ہین جن (کی عبادت) پر تم جمے بیٹھے ہو (یعنی یہ ہرگز قابل عبادت نہین) وہ لوگ (جواب مین) کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بڑون کو انکی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہی (اور وہ لوگ عاقل تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مورتین لائق عبادت کے ہین) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ بیشک تم اور تمہارے باپ دادے (ان کو لائق عبادت سمجھنے مین) صریح غلطی مین (مبتلا) ہو (یعنی خود ان ہی کے پاس انکی معبودیت کی کوئی دلیل اور سند نہین ہی وہ تو اسلیے ضلال مین ہین اور تم ان کی تقلید کرتے ہو جنکا تمسک بالدلیل ہونا ثابت نہین اسلیے تم ضلال مین ہو چونکہ ان لوگون نے ایسی بات کبھی سنی نہ تھی نہایت متعجب ہوکر) وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم (اپنے نزدیک) سچی بات (سمجھکر) ہمارے سامنے پیش کر رہے ہو یا (یون ہی) دل لگی کر رہے ہو ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ نہین (دل لگی نہین بلکہ سچی بات ہی اور صرف میرے ہی نزدیک نہین بلکہ واقع مین بھی یہی بات ہی کہ یہ عبادت کے قابل نہین) بلکہ تمہارا رب (حقیقی جو لائق عبادت ہی وہ ہی جو تمام آسمانون کا اور زمین کا رب ہے جس نے (علاوہ تربیت کے) ان سب (آسمانون اور زمین اور انمین جو مخلوق ہی جس مین یہ اصنام بھی داخل ہین سب) کو پیدا بھی کیا اور مین اس (دعوی) پر دلیل بھی رکھتا ہون (تمہاری طرح کورانہ تقلید سے تمسک نہین کرتا) اور خدا کی قسم مین تمہارے ان بتون کی گت بناؤنگا جب تم (ان کے پاس سے) چلے جاؤگے (تاکہ ان کا عاجز اور درماندہ ہونا زیادہ مشاہدہ مین آجاوے ان لوگون نے یہ سمجھکر کہ یہ اکیلے ہماری مخالف کارروائی کیا کرسکتے ہین کچھ التفات نہ کیا ہوگا اور چلے گئے) تو (ان کے چلے جانے کے بعد) انہون نے ان بتون کو (تبر وغیرہ سے توڑ پھوڑ کر) ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بجز ان کے ایک بڑے بت کے (جو جثے مین یا ان لوگون کی نظر مین معظم ہونے مین بڑا تھا کہ اس کو چھوڑ دیا جس سے ایک قسم کا استہزار مقصود تھا کہ ایک کے سالم اور دوسرون کے قطع وبرید سے ایہام ہوتا ہی کہ کہین اسی نے تو سب کی خبر نہین لی پس ابتدا تو ایہام ہی پھر جب وہ لوگ قطع وبرید کرنے والے کی تحقیق کرینگے اور اس صنم کبیر پر احتمال بھی نہ کرینگے تو انکی طرف سے اس کے عجز کا بھی اعتراف ہو جاویگا اور حجت لازم ہو جاویگی پس انتہا ء بہ الزام وافحام ہوا اور مقصود مشترک اثبات عجز ہی بعض کا انکسار سے اور ایک کا انکے اقرار سے غرض ایک کو اس مصلحت سے چھوڑ کر سبکو توڑ دیا) کہ شاید وہ لوگ ابراہیم کی طرف (دریافت کرنے کے طور پر) رجوع کرین (اور پھر وہ تقریر جواب سے مکرر بوجہ ابلغ احقاق حق کرسکین غرض وہ لوگ جو بتخانہ مین آئے تو بتون کی بری گت دیکھی آپسمین) کہنے لگے کہ یہ (بے ادبی کا کام) ہمارے بتون کے ساتھ کس نے کیا ہی اسمین کوئی شک نہین کہ اس نے بڑا ہی غضب کیا (یہ بات اپنے لوگون سے پوچھی جنکو اس قول کی اطلاع نہ تھی تاللہ لاکیدن الخ یا تو اسوجہ سے کہ وہ اسوقت موجود نہ ہونگے کیونکہ اس مناظرہ کے وقت تمام قوم کا مجتمع ہونا ضروری نہین اور یا موجود ہون مگر سنا نہ ہو اور بعضون نے سن لیا ہو کذا فی الدر المنثور عن ابن مسعود بخواست) بعضون نے کہا (جنکو اس قول کا علم تھا) کہ ہم نے ایک نوجوان

ملحقات الترجمہ [illegible]

آدمی کو جسکو ابراہیم کرکے پکارا جاتا ہی اِن بتون کا (برائی کے ساتھ) تذکرہ کرتے سنا ہی (پہر) وہ (سب) لوگ (یا جنھون نے اول استفسار کیا تھا) بولے کہ (جب یہ بات ہی) تو اچھا اُس کو سب آدمیون کے سامنے حاضر کرو تاکہ (شاید وہ اقرار کرلے اور) وہ لوگ (اُس کے اقرار کے) گواہ ہوجاوین (پہر شرعی حجت سے دیجاوے جسپر کوئی ملامت نہ کرے غرض سب کے روبرو وہ آئے اور اُن سے) اُن لوگون نے کہا کہ کیا ہمارے بتون کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے اے ابراہیم انہون نے جواب دیا (تم یہ احتمال کیون نہین فرض کرتے کہ یہ حرکت مین نے) نہین (کی) بلکہ ان کے اس بڑے (گرو) نے کی (اور جب اس کبیر مین فاعل ہونے کا احتمال ہوسکتا ہی تو ان صغار مین ناطق ہونیکا احتمال بھی ہوگا) سو ان (ہی) سے پوچھ لو (نا) اگر یہ بولتے ہون (اور اگر یہ شق احتمال فاعلیت و ناطقیت کی باطل ہی تو عجز انکا تمہارے نزدیک مسلم ہوگیا پہر اعتقاد الوہیت کی کیا وجہ) اسپر وہ لوگ اپنے جی مین سوچے پہر (آپس مین) کہنے لگے کہ حقیقت مین تم ہی لوگ ناحق پر ہو (اور ابراہیم حق پر ہی کہ جو ایسا عاجز ہو وہ کیا معبود ہوگا) پہر (شرمندگی کے مارے) اپنے سرون کو جھکا لیا (اور ابراہیم علیہ السلام سے نہایت مغلوبانہ لہجہ مین بولے کہ) اے ابراہیم تمکو تو معلوم ہی ہے کہ یہ بت (کچھہ) بولتے (وولتے) نہین (ہم ان سے کیا پوچھین اور اس سے فاعلیت کبیر کی نفی بدرجہ اولٰی ہوگئی اسوقت) ابراہیم (علیہ السلام) نے (خوب خبر لی اور) فرمایا کہ (افسوس جب یہ ایسے ہین) تو کیا خدا کو چھوڑکر تم ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو تمکو نہ کچھہ نفع پہونچا سکے اور نہ (بالمباشرۃ) کچھہ نقصان پہونچا سکے (اگرچہ بالتسبب ضرر رسانی یقینی ہی کہ بسبب کفر و تعبد کے مضر ہی) تف ہی تمپر (کہ باوجود وضوح حق کے باطل پر مصر ہو) اور اُن پر (بھی) جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو کیا تم (اتنا بھی) نہین سمجھتے (اس تمام تر تقریر سے خصوص اس سے کہ توڑنے پھوڑنے سے انکار نہین فرمایا باوجودیکہ احتمال انتقام مقتضی انکار کو تھا انکو ثابت ہوگیا کہ یہ کام ان ہی کا ہی اور پہر کا کچھہ جواب بن نہ آیا تو بمقتضائے اس قول کے کہ ؎ چو حجت نماند جفا جوی را ٭ بپرخاش درہم کشد روی را ٭ یعنی جب جاہل جواب نہ رکھتا ہو اور قدرت رکھتا ہو تو برسر پیکار آجاتا ہے آپس مین) وہ لوگ کہنے لگے کہ ان (ابراہیم) کو آگ مین جلادو اور اپنے معبودون کا (ان سے) بدلا لو اگر تمکو کچھہ کرنا ہی (تو یہ کام کرو ورنہ بالکل ہی بات ڈوب جاویگی (غرض سب نے متفق ہوکر اسکا سامان کیا اور اُن کو آتش سوزان مین ڈال دیا اسوقت) ہم نے (آگ کو) حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہوجا ابراہیم کے حق مین (یعنی نہ سوزان رہ کہ گزند حرارت کا پہونچے اور نہ بہت یخ ہوجا کہ گزند برودت کا پہونچے بلکہ مثل ہوائے معتدل کے بن جا چنانچہ ایسا ہی ہوگیا) اور اُن لوگون نے اُن کے ساتھ برائی کرنا چاہا تھا (کہ ہلاک ہوجاوین گے) سو ہم نے اُن ہی لوگون کو ناکام کردیا (کہ انکا مقصود حاصل نہوا بلکہ اور بالعکس حقانیت ابراہیم علیہ السلام کا زیادہ ثبوت ہوگیا) اور ہم نے ابراہیم کو اور (اُن کے برادر زادہ کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس) لوط (علیہ السلام) کو (کہ انہون نے برخلاف قوم کے ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کی تھی قال تعالٰی فآمن لہ لوط اور اس وجہ سے لوگ انکے بھی مخالف اور درپے تھے) ایسے ملک (یعنی شام) کی طرف بھیج کر (کافرون کے شر و ایذا سے) بچالیا جسمین ہم نے دنیا جہان والون کے واسطے (خیر و) برکت رکھی ہی (دنیوی بھی کہ فواکہ و حبوب بکثرت پیدا ہوتے ہین اور دوسرے لوگ بھی اُس سے منتفع ہوسکتے ہین اور دینی بھی کہ بکثرت وہان انبیاء علیہم السلام ہوئے جنکے شرائع کی برکت دور دور عالم مین پھیلی یعنی انہون نے ملک شام کی طرف باذن الٰہی ہجرت فرمائی) اور (ہجرت کے بعد) ہم نے انکو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب پوتا عطا کیا اور ہم نے ان سب (باپ بیٹے پوتے) کو (اعلٰی درجہ کا) نیک کیا (اعلٰی درجہ کی نیکی کا مصداق عصمت ہی جو بشریت مین خواص نبوت سے ہی پس مراد یہ کہ ان سب کو نبی بنایا) اور ہم نے ان (سب) کو مقتدا بنایا (جو کہ لوازم نبوت سے ہی) کہ ہمارے حکم سے (خلق کو) ہدایت کیا کرتے تھے (کہ مناسب نبوت سے ہی) اور ہم نے اُن کے پاس نیک کامون کے کرنیکا اور (خصوصًا) نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا (یعنی یہ حکم بھیجا کہ ان کامون کو کیا کرو) اور وہ (حضرات) ہماری (خوب) عبادت کیا کرتے تھے (یعنی انکو جو حکم ہوا تھا اُسکو اچھی طرح بجالاتے تھے پس صالحین مین کمال نبوت کی طرف اور اوحینا الیہم فعل الخیرات مین کمال علم کی طرف اور کانوا لنا عابدین مین کمال عمل کی طرف اور ائمۃ یہدون مین تکمیل للغیر کی طرف اشارہ کافیہ ہی) **ف** آیت لقد کنتم انتم وآباءکم کی جو تقریر کی گئی ہی اُس سے اُن لوگون کا استدلال باطل ہوگیا جو تقلید مشروع کی نفی ایسی آیتون سے کیا کرتے ہین اور انا علی ذالکم من الشاہدین مین کورانہ تقلید سے وہی تقلید مراد ہی جسکی نفی آیت بالا مین ہوئی ہی اور بل فعلہ کبیرہم کی جو تقریر کی گئی ہی اُس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ صدق محض ہے مگر چونکہ اس مضمون کے علی سبیل الفرض ہونے پر محض قرینہ مقامیہ دال ہے کوئی قرینہ مقالیہ دال نہین جیسا ہذا ربی مین بھی ایسا ہی ہے اس لیے حدیث مین صورۃً اسپر مجازًا کذب کا اطلاق آیا ہے۔ اور اس آتش ابراہیمی مین چند احتمال ہین ایک یہ کہ اسمین حرارت و احراق نرہا ہو اور اضاءۃ و اشراق رہا ہو دوسرے یہ کہ صورت آگ ہی کی رہی ہو مگر حقیقت اُس کی منقلب ہوگئی ہو مثلًا ہوا بن گئی ہو۔ تیسرے یہ کہ آگ ہی رہی ہو مگر موذی نہ رہے اور ظاہر علی ابراہیم کی قید سے احتمال ثالث ہے گو خارق ہر حالت مین ہے۔

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ قبل فاسئلوہم جب اس کبیر مین الخ وبہ ظہر توجیہ الفاء فی فاسئلوہم ۱۲

۲؎ قولہ فی فرجعوا سوچنے لگے فی الروح فتفکروا وتدبروا وتذکروا الخ ۳؎ قولہ فی ثم نکسوا شرمندگی کذا اختارہ فی الروح ناقلا عن الزمخشری

۴؎ قولہ فی ان کنتم فاعلین یہ کام کرو اشارۃ الی تقدیر الجواب ۵؎ قولہ سلامًا بے گزند اشارۃ الی حذف المضاف ای ذات سلامۃ ۶؎ قولہ فی نافلۃ پوتا کذا فی الدر المنثور

وَلُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىِٕثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ۙ وَاَدْخَلْنٰهُ

اور لوط کو ہمنے حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نے انکو اس بستی سے نجات دی جسکے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے — بلاشبہ وہ لوگ بڑے بدذات بدکار تھے — اور ہم نے لوط کو

فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۠ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ۚ

اپنی رحمت میں داخل کیا — بلاشبہ وہ بڑے نیکوں میں سے تھے اور نوح کا تذکرہ کیجیے جبکہ اس سے پہلے انہوں نے دعا کی سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو اور انکے تابعین کو بڑی بھاری غم سے نجات دی —

وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ

اور ہم نے ایسے لوگوں سے انکا بدلہ لیا جنہوں نے ہماری حکموں کو جھوٹا بتایا تھا بلاشبہ وہ لوگ بہت برے تھے اس لیے ہم نے ان سب کو غرق کردیا — اور داؤد اور سلیمان

اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ

کا تذکرہ کیجیے جبکہ دونوں کسی کھیت کے بارہ میں فیصلہ کرنے لگے جبکہ اسمیں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں اور ہم اُس فیصلہ کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے — سو ہم نے اُس فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دیدی

اور اس بت شکنی کے قصہ سے کوئی شخص اس مسئلہ فقہیہ پر شبہ نہ کرے کہ ذمی کے بت کا ضمان توڑنے والے پر لازم آتا ہے کیونکہ وہ مسئلہ ذمی کے لیے ہے اور یہ لوگ ذمی نہ تھے اور کلا جعلنا صالحین میں بعض نے لوط علیہ السلام کو بھی داخل کیا ہے سو یہاں انکا ذکر تبعاً تھا اور آگے استقلالاً ہے پس تکرار نہ ہوگا — اور یہ سلامت رہنا ابراہیم علیہ السلام کا اگر با وجود بقاء حرم نار کے ہی تب تو معجزہ عظیمہ ہونا ظاہر ہے اور اگر اطفاء نار کی حالت میں ہی تو اولاً دفعۃً اطفاء ایسی نار عظیمہ کا خود ایک معجزہ عظیمہ ہے ثانیاً بعد اطفاء کے بھی بقاء اثر یعنی حرارت شدیدہ کا بہت عرصہ تک ضروری طبعی ہے ایسی حالت میں سلامت رہنا یہ بھی معجزہ ہے —

قصہ حضرت لوط علیہ السلام

وَلُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىِٕثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۵﴾

اور لوط (علیہ السلام) کو ہم نے حکمت اور علم (جو شان انبیاء کے مناسب ہوتا ہے) عطا فرمایا اور ہم نے انکو اس بستی سے نجات دی جسکے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے (جنمیں سب سے بدتر لواطت تھی اور بھی بعض افعال شنیعہ کے وہ لوگ معتاد تھے۔ ڈھیلے پھینکنا۔ کبوتربازی۔ گانا بجانا۔ مسخرا پن۔ داڑھی کٹانا مونچھیں بڑھانا۔ سیٹی بجانا۔ ریشمی لباس پہننا اخرجہ اسحٰق بن بشر والخطیب و ابن عساکر عن الحسن مرفوعاً کذا فی الروح) بلاشبہ وہ لوگ بڑے بدذات بدکار تھے اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت میں (یعنی جن بندوں پر رحمت ہوتی ہے انمیں) داخل کیا (کیونکہ) بلاشبہ وہ بڑے (درجہ کے) نیکوں میں سے تھے (بڑے درجہ کے نیک سے مراد معصوم جو لوازم نبوت سے ہے) ف ہر چند کہ انکے کئی قریہ تھے لیکن چونکہ انمیں اصل پرگنہ ایک تھا اور بقیہ اُس کے تابع تھے اس لیے اُسی کے ذکر پر اکتفا فرمایا جس سے تبعاً سب کا حال معلوم ہوگیا۔ اور بعض نے خبائث کی تفسیر صرف لواطت سے کی ہے اور جمع لانا اس لیے ہوگا کہ متعدد فاعل کے افعال متعدد ہوں گے۔ اور نجینٰہ میں اشارہ ہے قوم کے معذب ہونیکی طرف اور انہم کانوا الخ معنے اُسی کی علت ہو جاویگی اور ممکن ہے کہ تعمل الخبائث کی علت ہو کہ چونکہ انمیں بدذاتی اور فسق یعنی حکم عدولی راسخ تھی اسلیے عامل خبائث تھے

قصہ حضرت نوح علیہ السلام

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۷۷﴾

اور نوح (علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ اس (زمانہ ابراہیمی) سے (بھی) پہلے انہوں نے (اللہ تعالیٰ سے) دعا کی (کہ ان کافروں سے میرا بدلہ لیجیے) سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو اور انکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے (جو تکذیب و ایذا کفار کی وجہ سے انکو پیش آتا تھا) نجات دی اور (نجات اس طرح دی کہ) ہم نے ایسے لوگوں سے انکا بدلہ لیا جنہوں نے ہماری حکموں کو (جو کہ نوح علیہ السلام لائے تھے) جھوٹا بتایا تھا بلاشبہ وہ لوگ بہت برے تھے اسلیے ہم نے ان سب کو غرق کردیا

قصہ داؤد و سلیمان علیہما السلام

وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ

اللغات الکرب الغم الشدید کذا فی الروح قولہ نصرنٰہ فی الروح المتعدی بعلی یدل علی مجرد الاعانۃ والمتعدی بمن یدل علی استتباع ذلک للانتقام من العدو وانتصار الحرث الزرع مجازا یعنے الکرم قولہ نفشت ہو رعی الماشیۃ فی اللیل بغیر راع کما ان الہمل رعیہا فی النہار کذلک وکان اصلہ الانتشار والتفرق ای تفرقت وانتشرت کذا فی الروح **النحو** لوطا معمول لاٰتینا المقدر یفسرہ اٰتیناہ قولہ فی رحمتنا ہو علی حذف المضاف ای اہل رحمتنا قولہ نوحا معمول لاذکر المقدر ونقدر قبلہ مضاف ای نبأ نوح واذ بدل من النبأ ففہمنہا ای الحکومۃ الدال علیہا قولہ یحکمان —

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡوَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ

اور ہم نے دونون کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ تابع کردیا تھا پہاڑون کو کہ وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندون کو بھی اور کرنے والے ہم تھے اور ہم نے اُنکو زرہ کی صنعت تم لوگون کے واسطے

لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ

سکھلائی تاکہ وہ تمکو ایک دوسرے کی زد سے بچاوے سو تم شکر کروگے بھی اور ہم نے سلیمان کا زور کی ہوا کو تابع بنادیا تھا کہ وہ اُنکے حکم سے اُس سرزمین کی طرف کو چلتی جس مین ہم نے برکت کر رکھی ہے

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝

اور ہم ہر چیز کو جانتے ہین اور بعضے بعضے شیطان ایسے تھے کہ سلیمان کے لیے غوطے لگاتے تھے اور وہ اور اور کام بھی اسکے علاوہ کیا کرتے تھے اور ان کے سنبھالنے والے ہم تھے

(۱۶۱) وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡوَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ دونون (حضرات) کسی کھیت کے بارہ مین (جسمین غلہ تھا یا انگور کے درخت تھے کذا فی الدر المنثور) فیصلہ کرنے لگے جبکہ اُس (کھیت) مین کچھ لوگون کی بکریان رات کے وقت جا پڑین (اور اس کو چر گئین) اور ہم اُس فیصلہ کو جو (مقدمہ والے) لوگون کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے سو ہم نے اُس فیصلہ (کی آسان صورت) کی سمجھ سلیمان کو دیدی اور (یون) ہم نے دونون (ہی) کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا (یعنی داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بھی خلاف شرع نہ تھا صورت مقدمہ کی یہ تھی کہ جسقدر کھیت کا نقصان ہوا تھا اُسکی لاگت بکریون کی قیمت کی برابر تھی داؤد علیہ السلام نے ضمان مین کھیت والے کو وہ بکریان دلوادین اور اصل قانون شرعی کا یہی مقتضا تھا جسمین مدعی یا مدعی علیہ کی رضا بھی شرط نہین مگر چونکہ اسمین بکری والون کا بالکل ہی نقصان ہوتا تھا اسلیے سلیمان علیہ السلام نے بطور مصالحت کے جو کہ موقوف تھی تراضی جانبین پر یہ صورت جس مین دونون کی سہولت اور رعایت تھی تجویز فرمائی کہ چند روز کے لیے بکریان تو کھیت والے کو دیجاوین کہ اُنکے دودھ وغیرہ سے اپنا گذر کرے اور بکری والون کو وہ کھیت سپرد کیا جاوے کہ اُس کی خدمت آبپاشی وغیرہ سے کرین جب کھیت پہلی حالت پر آجاوے کھیت اور بکریان اپنے اپنے مالکون کو دیدی جاوین کذا فی الدر المنثور عن مرة وابن مسعود ومسروق وابن عباس ومجاہد وقتادة والزہری پس اس سے معلوم ہوگیا کہ دونون فیصلون مین کوئی تعارض نہین کہ ایک کی صحت دوسرے کی عدم صحت کو مقتضی ہو اسلیے کلا آتینا حکما وعلما بڑھا دیا گیا اور (یہان تک تو کرامت عامہ کا ذکر تھا جو دونون حضرات مین مشترک تھی آگے دونون حضرات کی خاص خاص کرامتون کا بیان ہے) ہم نے داؤد (علیہ السلام) کے ساتھ تابع کردیا تھا پہاڑون کو کہ (اُنکی تسبیح کے ساتھ) وہ (بھی) تسبیح کیا کرتے تھے اور (اسیطرح) پرندون کو بھی (جیسا سورۂ سبا مین ہے یا جبال اوبی معہ والطیر) اور (کوئی اس بات کا تعجب نہ کرے کیونکہ ان کامون کے) کرنے والے ہم تھے (اور ہماری قدرت کا عظیم ہونا ظاہر ہے پھر ان خوارق مین تعجب ہی کیا ہے) اور ہم نے اُنکو زرہ (بنانے) کی صنعت تم لوگون کے (نفع کے) واسطے سکھلائی (یعنی) تاکہ وہ (زرہ) تمکو (لڑائی مین) ایک دوسرے کی زد سے بچاوے (اور اس نفع عظیم کا مقتضا یہ ہے کہ تم شکر کرو) سو تم (اس نعمت کا) شکر کروگے بھی (یا نہین) اور ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کا زور کی ہوا کو تابع بنادیا تھا کہ وہ اُنکے حکم سے اُس سرزمین کی طرف کو چلتی جس مین ہم نے برکت کر رکھی ہے (مراد ملک شام ہے کذا فی الدر عن السدی جو اُنکا مسکن تھا کما روی ویدل علیہ عمارتہ بیت المقدس یعنی جب ملک شام سے کہین چلے جاتے اور پھر آتے تو یہ آنا اور اسیطرح جانا بھی ہوا کے ذریعہ سے ہوتا تھا جیسا در منثور مین بروایت و تصحیح حاکم حضرت ابن عباس رضی سے اُسکی کیفیت یہ مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام مع اعیان ملک کے کرسیون پر بیٹھ جاتے پھر

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی الحکمہم دو کون کے متعلق اشارۃ الی ان المرجع ہم اہل الحرث واہل الغنم والاضافۃ لادنی ملابسۃ ولکنہم قد حکم لہم وعلیہم فلا حاجۃ الی ارجاع الضمیر الی سلیمان و داؤد ثم التکلف فی توجیہہ و ہٰذا من خواص المواہب للعبد الشہد ۱۲

اللغات قولہ لبوس الدرع واصلہ کل مایلبس ۱۲

البلاغۃ قولہ فی قصۃ داؤد سخرنا مع داؤد وفی قصۃ سلیمان ولسلیمان الریح فی الروح جئ باللام ہہنا دون الاول للدلالۃ علی مابین التسخیرین من التفاوت فان تسخیر ماسخر لہ علیہ السلام کان بطریق الانقیاد الکلی لہ والامتثال بامرہ ونہیہ بخلاف تسخیر الجبال والطیر لداؤد علیہ السلام فانہ کان بطریق التبعیۃ والاقتداء بہ علیہ السلام فی عبادۃ اللہ عزوجل اھ قولہ یغوصون لہ فی الروح لما کان الغائص قد یغوص لنفسہ لغیرہ قیل لہ للایذان بان الغوص لیس لانفسہم بل لاجلہ علیہ السلام وقد کان علیہ السلام یامرہم فیغوصون فی البحار ویستخرجون لہ من نفائسہ اھ وبہذا علم ان المراد فی یعملون لہ لطیفۃ فی الروح وفی قصتی داؤد وسلیمان علیہما السلام مایدل علی عظم قدرۃ اللہ تعالی قال الامام وتسخیر اکثف الاجسام لداؤد علیہ السلام وہو الحجر اذا نطقہ اللہ تعالی بالتسبیح والحدید اذا لانہ سبحانہ لہ وتسخیر الطف الاجسام لسلیمان علیہ السلام وہو الریح والشیاطین وہم من نار وکانوا یغوصون فی الماء فلا یبضرہم دلیل واضح علی باہر قدرتہ سبحانہ واظہار الضد من الضد الخ

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ

اور ایوب کا تذکرہ کیجیے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجکو یہ تکلیف پہونچ رہی ہے اور آپ سب مہربانون سے زیادہ مہربان ہین سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو جو تکلیف تھی اُس کو دور کر دیا

وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝

اور ہم نے انکو انکا کنبہ عطا فرمایا اور اُن کے ساتھ اُن کے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والون کے لیے یادگار رہنے کے سبب سے ـــ

ہوا کو بلا کر حکم دیتے وہ سب کو اُٹھا کر تھوڑی دیر مین ایک ایک ماہ کی مسافۃ قطع کرتی) اور ہم ہر چیز کو جانتے ہین (پس ہمارے علم مین سلیمان کو یہ چیزین دینے مین حکمت تھی اس لیے عطا فرمائی) اور بعضے بعضے شیطان (یعنی جن) ایسے تھے کہ سلیمان (علیہ السلام) کے لیے (دریاؤن مین) غوطے لگاتے تھے (تاکہ موتی نکال کر اُنکے پاس لاوین) اور وہ اور کام بھی اسکے علاوہ (سلیمان کے لیے) کیا کرتے تھے اور (گو وہ جن بڑے سرکش اور شریر تھے مگر) اُنکے سنبھالنے والے ہم تھے (اس لیے وہ چون نہین کر سکتے تھے) ف مسئلہ جیسا واقعہ بکریون کا اس قصہ مین واقع ہوا تھا اگر اب واقع ہو امۂ شریعت مین اُسکا حکم مختلف فیہ ہے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہ تفصیل ہے کہ اگر بکریون کے ساتھ کوئی سائق و قائد نہ ہو تو اس صورت مین کچھ ضمان لازم نہین لما رواہ الشیخان ان العجماء جرحہا جبار اور سنن مین جو روایت ہے قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اہل الاموال بحفظہا بالنہار وعلی اہل المواشی بحفظہا باللیل تو صاحب روح نے کہا ہے کہ اس حدیث مین اضطراب ہے اور اس کے رجال سند مین کلام ہے اس لیے معارض حدیث صحیحین کی نہین ہو سکتی نیز حدیث مین ضمان سے تعرض بھی نہین ممکن ہے کہ یہ وجوب مذکور فی الحدیث دیانۃ ہو جس کے ترک سے اہل مواشی کو گناہ ہو اور گناہ مستلزم ضمان کو نہین اور اگر کوئی سائق و قائد ہمراہ ہو تو ضمان لازم آویگا اور چونکہ حرث ذوات القیم سے ہے اس لیے قیمت متلف کی لازم آویگی البتہ اگر تراضی قیمت کے بدلے کوئی ذات القیم چیز لیلی جاوے جائز ہے فقط اور زرہ اگر اول داؤد علیہ السلام کے ہاتون ایجاد ہوئی ہے جیسا جلالین مین ہے اور اُسوقت سے پہلے تختیان سی ہوتی تھین جیسا در منثور مین سورہ سبا کی تفسیر مین قتادہ سے منقول ہے تب تو لکم کے معنی ظاہر ہین کہ تم لوگ اس ایجاد سے منتفع ہو رہے ہو اور اگر ثابت ہو جاوے کہ پہلے بھی زرہ بنتی تھی تو حسن صنعت و رعایت غایت مین زرہ داؤدی بڑھی ہوئی کہی جاویگی اس اعتبار سے اُسکو زیادہ منتفع بہ ہونے مین دخل ہوگا کما قال تعالیٰ فی سورۃ سبا ان اعمل سابغات وقدر فی السرد سو اگر تقدیر سرد پہلے سے جاری ہوتی تو ظاہر اس ارشاد کی ضرورت نہ ہوتی واللہ اعلم ـ اور بعضون نے جو تسخیر ریح مین خواہ مخواہ تاویل کی ہے کہ جہاز رانی مراد ہے تو تسخیر نا للہ اور تجری بامرہ الفاظ قرآنیہ واقعہ سورہ ص اور حاکم کی تصحیح سے جو روایت ضمن ترجمہ مین مذکور ہوئی ہے یہ سب ان تاویلات فاسدہ کو دفع کرتی ہین اور اس آیت مین ریح کو عاصفہ فرمایا اور سورۂ ص مین رخاء فرمایا تو یا تو سلیمان علیہ السلام کے ارادہ پر اسکا عاصفہ و رخاء ہونا تھا یا باعتبار تاثیر فی البدن اور راکب کو حرکت نہونے کے رخاء کی صفت رکھتی تھی اور باعتبار سرعت سیر اور قطع مسافت کے عاصف کا حکم رکھتی تھی ـ اور لفظ شیاطین سے ظاہر اً متوہم ہوتا ہے کہ وہ جن کافر تھے کیونکہ اکثر اس لفظ کا اطلاق کفار جن پر آتا ہے اور عملا دون ذلک سے مراد وہ ہین جو سورہ سبا مین ہے یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات ـ اور قصہ داؤد علیہ السلام مین تسخیر سے مراد محض تبعیت و اقتدا فی التسبیح ہے نہ یہ کہ اُنکے فرمانے سے تسبیح کرتے تھے گو ممکن یہ بھی ہے مگر محتاج دلیل ہے

قصہ ایوب علیہ السلام

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ اور ایوب (علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ انہون نے (بعد مبتلا ہونے مرض شدید کے) اپنے رب کو پکارا کہ مجکو یہ تکلیف پہونچ رہی ہے اور آپ سب مہربانون سے زیادہ مہربان ہین (پس اپنی مہربانی سے میری تکلیف رفع کر دیجیے) سو ہم نے اُن کی دعا قبول کی اور انکو جو تکلیف تھی اسکو دور کر دیا اور (بلا استدعا) ہمنے انکو انکا کنبہ (یعنی اولاد جو اُنسے غائب ہو گئے تھے قالہ الحسن کذا فی الدر المنثور یا مر گئے تھے کما قال غیرہ) عطا فرمایا (اس طرح سے کہ وہ اُنکے پاس آگئے یا باین معنے کہ اُنسے ہی اور پیدا ہو گئے قالہ عکرمۃ کذا فی فتح المنان) اور اُنکے ساتھ (گنتی مین) اُنکے برابر اور بھی (دیے خواہ اُن ہی کے صلب سے یا اُنکی اولاد کے صلب سے کذا فی الفتح عن کتاب ایوب) اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والون کے لیے یادگار رہنے کے سبب سے (یعنی عابدین یاد رکھین کہ اللہ تعالیٰ صابرون کو کیسی جزا دیتے ہین) ف ایوب علیہ السلام کی بیماری مین بھی کئی قول ہین بہر حال کوئی سخت بیماری تھی اور اولاد کے مفقود ہو جانیکا الگ صدمہ تھا ان سب پر ایوب علیہ السلام نے صبر کیا جیسا دوسری آیت مین انا وجدناہ صابرا اور یہ دعا خواہ ابتداء مرض ہی مین کی ہو۔

لحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی عندنا خاصۃ ہذا ترجمۃ بالحاصل ۱۲

اللغات فی الروح الضر بالفتح شایع فی کل ضرر و بالضم خاص بما فی النفس من مرض وہزال ونحوہما ۱۲ **النحو** قولہ اتیناہ معطوف علی استجبنا لا علی کشفنا لان الاتیان لم یکن عن دعاء لا یدخل تحت

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ وَذَا

اور اسماعیل اور ادریس اور ذا الکفل کا تذکرہ کیجیے سب ثابت قدم رہنے والے لوگون مین تھے اور ہم نے انکو اپنی رحمت مین داخل کر لیا تھا بیشک یہ کمال صلاحیت والون مین تھے اور

النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ

مچھلی والے کا تذکرہ کیجیے جب وہ خفا ہو کر چلدیے اور انہون نے یہ سمجھا کہ ہم اُن پر کوئی دار و گیر نہ کرینگے پس انہون نے اندھیرون مین پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہین ہے آپ پاک ہین مین

كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ

بیشک قصور وار ہون — سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو اُس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسیطرح ایمان والون کو نجات دیا کرتے ہین

اور قبولیت خواہ جلدی ہوئی ہو خواہ بدیر کسی مصلحت سے اور خواہ بعد چند روز دعا ہوئی ہو جیسا ابن عباس رض کا قول ہو انساہ اللہ الدعار الی قولہ لما انتہی الاجل اذن لہ فی الدعار ویسرہ لہ الخ کذا فی الدر المنثور عن ابن جریر اور بہر حال بین دعا منافی صبر کے نہین۔ اور رحمت اور ذکری دونون سبب ہین مگر اول علت مؤثرہ متقدمہ اور ثانی علت غائیہ متاخرہ اور صابرین کی جزار عام ہو خواہ دنیا بین بھی ہو یا صرف آخرت ہین۔ اور مثلہم معہم اگر ان کے صلب سے ہون تب تو اہلہ سے مراد اہل سابقین ہین اور اگرچہ وہ مر گئے ہون مگر دوسرے جو عطا ہوئے انکو شدت مماثلت کی وجہ سے حکماً عین سابقین قرار دے لیا اور اگر مثلہم معہم سے مراد اولاد الاولاد ہو تو اہلہ سے مراد اہل لاحقین ہوجاوینگے اور توجیہ بین کسی تکلف کی ضرورت نہو گی اور یہان اولاد پر اہل کے اطلاق کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ ازواج پر کہین اطلاق نہ ہو خوب سمجھ لو۔ اور دعا بین کشف ضر کی تخصیص غالباً اس لیے ہو کہ مرض کی تکلیف حاضر ہوتی ہو اور موت یا فقدان اولاد پر جو غم ہوتا ہو بعض اوقات غائب ہوجاتا ہو۔

قصہ اسماعیل و ادریس و ذا الکفل علیہم السلام

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ اور اسماعیل اور ادریس اور ذا الکفل (کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے (یہ) سب (احکام الہیہ تشریعیہ و تکوینیہ پر) ثابت قدم رہنے والے لوگون سے تھے اور ہم نے ان (سب) کو اپنی رحمت (خاصہ) مین داخل کر لیا تھا بیشک یہ (سب) کمال صلاحیت والون مین تھے ف حضرت ذا الکفل کے باب مین اختلاف ہو کہ آیا یہ نبی تھے یا ایک صالح شخص تھے پھر پہلے سے صالح تھے یا بعد توبہ کے صالح تھے جیسا ترمذی کی روایت مین مرفوعاً وارد ہو لا یتورع من ذنب الی قولہ فقال واللہ لا اعصی اللہ بعدہا ابدا ظاہر سیاق قرآن سے انکا نبی ہونا مظنون ہوتا ہو اور اس قول پر اور اسیطرح دوسرے قول پر تعدد ذی الکفل کا التزام کیا جاویگا کہ وہ تائب دوسرے شخص ہونگے قول ثانی و ثالث پر صابرین اور صالحین مین تشکیک کے قائل ہونگے اور یہ اول درجہ کے ہونگے اور یہ مرتبہ متاخرہ کے۔

قصہ حضرت یونس علیہ السلام

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی یونس علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جب وہ اپنی قوم سے (جبکہ وہ ایمان نہ لائے) خفا ہو کر چلدیے (اور انکی قوم سے عذاب ٹلنے کے بعد بھی خود واپس نہ آئے اور اس سفر کے لیے ہمارے حکم کا انتظار نہین کیا) اور انہون نے (اپنے اجتہاد سے) یہ سمجھا کہ ہم (اس چلے جانے مین) اُن پر کوئی دار و گیر نہ کرینگے (یعنی چونکہ اس فرار کو انہون نے اجتہاداً جائز سمجھا اس لیے انتظار نصل و روحی کا نہ کیا لیکن چونکہ امید وحی تاک وحی کا انتظار انبیار کے لیے مناسب ہو اس ترک مناسب پر انکو یہ ابتلا پیش آیا کہ راہ مین انکو کوئی دریا ملا اور وہان کشتی مین سوار ہوئے کشتی چلتے چلتے رک گئی یونس علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرا یہ فرار بلا اذن ناپسند ہوا اسکی وجہ سے یہ کشتی رکی کشتی والون سے فرمایا کہ مجکو دریا مین ڈالدو وہ راضی نہ ہوئے غرض قرعہ پر اتفاق ہوا تب بھی ان ہی کا نام نکلا آخر انکو دریا مین ڈالدیا اور خدا کے حکم مین انکو ایک مچھلی نگل گئی اخرجہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس کذا فی الدر المنثور) پس انہون نے اندھیرون مین پکارا (ایک اندھیرا شکم ماہی کا دوسرا قعر دریا کا پھر دونون گھرے اندھیرے بجائے بہت سے اندھیرون کے یا تیسرا اندھیرا رات کا قالہ ابن مسعود رض کما فی الدر المنثور غرض ان تاریکیون مین دعا کی) کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہین ہے (یہ توحید ہے) آپ (سب نقائص سے) پاک ہین (یہ تنزیہ ہے)

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی ظن اجتہاد سے ومن نعم عبر بالظن فلا یلزم انہ خطر ببالہ علیہ السلام الجانب المخالف

اللغات قولہ ذا الکفل قیل سمی بہ لان الکفل الحظ وکان ذا حظ من اللہ تعالی ... الروایات اخرج ابن جریر ... والبیہقی فی الاسمار والصفات عن ابن عباس فی قولہ

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ

اور زکریا کا تذکرہ کیجیے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھکو لاوارث مت رکھیو اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں — سو ہم نے اُن کی دعا قبول کرلی اور ہم نے اُن کو یحییٰ عطا فرمایا اور اُنکی خاطر سے اُنکی

زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۞ وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

بی بی کو اولاد کے قابل کر دیا یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے — اور اُس بی بی کا تذکرہ کیجیے جنہوں نے اپنی ناموس کو

فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۞ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۞

بچایا پھر ہم نے اُن میں اپنی روح پھونک دی اور ہم نے اُنکو اور اُنکے فرزند کو دنیا جہان والوں کے لیے نشانی بنا دی یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو تم میری ہی عبادت

میں بیشک قصوروار ہوں (دیا استغفار ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ میرا قصور معاف کر کے اس شدت سے نجات دیجیے) سو ہم نے اُن کی دعا قبول کی اور اُنکو اُس گھٹن سے نجات دی (جسکا قصہ سورہ صٰفّٰت میں ہے فنبذناہ بالعراء الخ) اور (جسطرح دعا کرنے سے یونس علیہ السلام کو نجات دی) ہم اسیطرح (اور) ایمان والوں کو (بھی کرب اور غم سے) نجات دیا کرتے ہیں (جبکہ چندے غم میں رکھنا مصلحت نہ ہو) ف حضرت یونس علیہ السلام سے اس واقعہ میں کوئی امر کی مخالفت نہیں ہوئی صرف اجتہاد میں غلطی ہوئی جو امت کے لیے عفو ہے مگر انبیاء کی تربیت و تہذیب زائد مقصود ہوتی ہے اس لیے یہ ابتلاء ہوا اور کچھ قصہ یونس علیہ السلام کا سورۂ یونس میں آچکا ہے کچھ سورۂ صافات میں آویگا۔ اور استغفار سے پہلے ثناء الٰہی یعنی توحید و تنزیہ کی تقدیم میں تعلیم ادب استغفار ہے۔

قصہ زکریا علیہ السلام

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾ اور زکریا (علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ اُنہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھکو لاوارث مت رکھیو (یعنی مجھکو فرزند دیجیے کہ میرا وارث ہو قال تعالیٰ فھب لی من لدنک ولیا یرثنی الخ) اور (یوں تو) سب وارثوں سے بہتر (یعنی حقیقی وارث) آپ ہی ہیں (اسلیے وہ وارث حقیقی نہ ہوگا بلکہ ایک وقت وہ بھی فنا ہو جاویگا لیکن اس ظاہری وارث سے بعض منافع دینیہ حاصل ہونگے اس لیے اُس کو مانگتا ہوں ورنہ کبھی نہ کبھی اُسکے اور اُسکے نائبوں کے فنا ہو جانے سے اُن منافع کا سلسلہ بھی ختم ہو جاویگا اور حقیقی اور دائمی بقا سب کے بعد آپ ہی کے لیے رہیگا) سو ہم نے اُنکی دعا قبول کرلی اور ہم نے اُن کو یحییٰ (فرزند) عطا فرمایا اور اُن کی خاطر سے اُن کی بی بی کو (جو کہ بانجھ تھیں لقولہ تعالیٰ وکانت امرأتی عاقرا اُنکو) اولاد کے قابل کر دیا یہ سب (جنکا اس سورت میں ذکر ہوا) نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے (جس سے اِن حضرات کی کمال عبدیت اور ہماری کمال معبودیت ثابت ہوتی ہے پس رسالت اور توحید ہر دو مسئلوں کی تقویت ہوتی ہے جو کہ مقاصد سورت میں سے مقصد اعظم ہے)

قصہ حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام

وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩١﴾ اور اُن بی بی (مریم کے قصہ) کا (بھی) تذکرہ کیجیے جنہوں نے اپنی ناموس کو (مردوں سے) بچایا (نکاح سے بھی اور ناجائز سے بھی) پھر ہم نے اُن میں (بواسطہ جبرئیل علیہ السلام) اپنی روح پھونک دی (جس سے اُن کو بے شوہر حمل رہ گیا) اور ہم نے اُنکو اور اُن کے فرزند (عیسیٰ علیہ السلام) کو (کہ روح الدین علاوہ[1] صفات مذکورہ یسارعون الخ کی ایک صفت زائد کے ساتھ موصوف کیا کہ اُنکو) دنیا جہان والوں کے لیے (اپنی قدرت کاملہ کی) نشانی بنا دی (کہ اُن کو دیکھکر سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔ یہاں تک حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصص کا بیان ہوا چونکہ یہ سب حضرات موحد و داعی الی التوحید تھے جس کی بعض قصوں میں تو تفصیل کے ساتھ تصریح ہے جیسے قصہ ابراہیم علیہ السلام میں مناظرہ مشرکین سے اور قصہ یونس علیہ السلام میں لا الٰہ الا انت مذکور ہے اور ختم پر یدعوننا رغبا و رہبا الخ میں اجمالاً بالاشتراک اس طرف تلمیح ہے اور نیز سب حضرات کا اُس میں متفق ہونا مشہور و معروف بھی ہے اس لیے آگے بطور نتیجہ قصص مذکورہ کے توحید کا اثبات اور اختلاف فی التوحید یعنی شرک کی مذمت اور اِن مضامین کی تاکید کے لیے معاد کی تفصیل جسپر اہل حق کو جزا اور اہل باطل کو سزا ہوگی ارشاد فرماتے ہیں توحید مع ذکر معاد برائے تاکید اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی جعلناہا علاوہ صفات اشعار بالی تخصیصہما بعد تعمیم بالذکر لہما البیضہ ١٢

اللغات امۃ بالکسر والضم الدین کذا فی القاموس ١٢ **البلاغۃ** تقدم ہبۃ یحییٰ مع توقفہا علی اصلاح الزوج للولادۃ لانہا المطلوب الاعظم والواو لا تقتضی ترتیبا کذا فی الروح۔ قولہ فنفخنا فیہا قال فی

وَتَقَطَّعُوٓا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَٰجِعُونَ ۝ فَمَن يَعْمَلْ مِنَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِۦ

اور ان لوگون نے اپنے دین مین اختلاف پیدا کر لیا سب ہمارے پاس آنے والے ہین سو جو شخص نیک کام کرتا ہوگا اور وہ ایمان والا بھی ہوگا سو اُسکی محنت اکارت جانے والی نہین

وَإِنَّا لَهُۥ كَٰتِبُونَ ۝ وَحَرَٰمٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَٰهَآ أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ حَتَّىٰٓ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم

اور ہم اُس کو لکھ لیتے ہین - اور ہم جن بستیون کو فنا کر چکے ہین اُنکے لیے یہ بات ناممکن ہی کہ وہ پھر لوٹ کر آوین - یہانتک کہ جب یاجوج و ماجوج کھول دیے جاوینگے اور وہ

مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ ۝ وَٱقْتَرَبَ ٱلْوَعْدُ ٱلْحَقُّ فَإِذَا هِىَ شَٰخِصَةٌ أَبْصَٰرُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ يَٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا

ہر بلندی سے نکلتے ہون گے اور سچا وعدہ نزدیک آپہونچا ہوگا تو بس پھر ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکرون کی نگاہین پھٹی کی پھٹی رہجاوینگی کہ ہاے کمبختی ہماری ہم اس سے

فِى غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَٰلِمِينَ ۝ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَٰرِدُونَ

غفلت مین تھے بلکہ ہم ہی قصوروار تھے - بلاشبہ تم اور جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو سب جہنم مین جھونکے جاؤگے - تم سب اُس مین داخل ہوگے

لَوْ كَانَ هَٰٓؤُلَآءِ ءَالِهَةً مَّا وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ۝ إِنَّ ٱلَّذِينَ

اگر یہ واقعی معبود ہوتے تو اس مین کیون جاتے اور سب اُس مین ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے اُن کا اُس مین شور ہوگا اور وہاں کوئی بات سنینگے بھی نہین جن کے لیے ہماری

سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا ٱلْحُسْنَىٰٓ أُو۟لَٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِى مَا ٱشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَٰلِدُونَ

طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہی وہ لوگ اُس سے دور رکھے جاوین گے اُس کی آہٹ بھی نہ سنین گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزون مین ہمیشہ رہین گے

لَا يَحْزُنُهُمُ ٱلْفَزَعُ ٱلْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّىٰهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ ٱلَّذِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ

اُن کو بڑی گھبراہٹ غم مین نہ ڈالے گی اور فرشتے اُن کا استقبال کرین گے یہ ہی تمہارا وہ دن جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا-

وَتَقَطَّعُوٓا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَٰجِعُونَ ﴿٩٣﴾ فَمَن يَعْمَلْ مِنَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِۦ وَإِنَّا لَهُۥ كَٰتِبُونَ ﴿٩٤﴾ وَحَرَٰمٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَٰهَآ أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٩٥﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ ﴿٩٦﴾ وَٱقْتَرَبَ ٱلْوَعْدُ ٱلْحَقُّ فَإِذَا هِىَ شَٰخِصَةٌ أَبْصَٰرُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ يَٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِى غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَٰلِمِينَ ﴿٩٧﴾ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَٰرِدُونَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ هَٰٓؤُلَآءِ ءَالِهَةً مَّا وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا ٱلْحُسْنَىٰٓ أُو۟لَٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِى مَا ٱشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَٰلِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ ٱلْفَزَعُ ٱلْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّىٰهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ ٱلَّذِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾

اللغات تقطعوا اما بمعنی قطعوا فامرہم مفعول بہ واما بمعناہ ومعنی امرہم فی امرہم کذا فی الروح قولہ حرام ای ممتنع سواء کان عادۃ او شرعا او عقلا کذا فی الروح حدب ما ارتفع من الارض من الجبل والاکمۃ حصب ما یحصب بہ ای یرمی ۱۲ النحو قولہ حتی اذا فتحت غایۃ لقولہ لا یرجعون قولہ فاذا ہی شاخصۃ جواب اذا کذا فی الروح ۱۲ البلاغۃ قولہ تقطعوا فیہ التفات - قولہ من الصلحت ای بعض مبالغۃ فی الترغیب ای لا تضیع السعی ولو عمل بعض العمل قولہ لا یرجعون لا زائدۃ کما فی قولہ تعالی ما منعک ان لا تسجد وہذا مثلہ فی معنی المادۃ ایضا للاشتراک من المنع والامتناع قولہ فتحت فیہ اسناد مجازی لان المفتوح ہو السد لا ہم قولہ انتم لہا ہو تاکید **الروایات** فی الدر المنثور اخرج ابو داؤد فی ناسخہ وجماعۃ عن ابن عباس قال لما نزلت انکم وما تعبدون قال ابن الزبعری یا محمد ہذا شیء لآلہتنا خاصۃ ام لکل من عبد من دون اللہ قال بل لکل من عبد من دون اللہ فقال ابن الزبعری خصمت ورب الکعبۃ فہذہ النصاری تعبد عیسی وہذہ الیہود تعبد عزیرا الخ

بنو ملیح تعبد الملائکۃ فضج اہل مکۃ وفرحوا فنزلت ان الذین سبقت الآیۃ ونزلت لما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون ام مختصرا فی الروح بروایۃ ابن مردویہ عن ابن عباس قال صلی اللہ علیہ وسلم بل ہم عبدوا الشیاطین التی امرتہم بذلک الخ قال فی الروح وعلی وفق ہذا ورد جواب الملائکۃ علیہم السلام فی قولہ تعالی ویوم یحشرہم جمیعا ثم یقول للملائکۃ اہؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون الجن اکثرہم بہم مؤمنون ام قلت ولما ورد جوابہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الروایۃ الثانیۃ بحسب ما کانت الروایۃ الاولی یوہم من سکوتہ صلی اللہ علیہ وسلم لغم تشکل ہذا الجواب بانہ للقیدمقتضی خروج الاصنام من الآیۃ ایضا لاشتراک مبنی الجواب حلا ان ہؤلاء الصالحین لما وجد منہم السخط العبادۃ ایاہم ووجد فیہم الصلاح قطع ہذا السخط والصلاح نسبۃ ہذہ العبادۃ عنہم وانحصرت علی الشیاطین بخلاف الاصنام فانہ لما لم یوجد منہا السخط والصلاح المذکور بقیت العبادۃ منسوبۃ الیہا والی الشیاطین

معا بالاعتبارین المختلفین فحصل الجواب ہو الذی قررتہ فی اثناء الترجمۃ من ان ہؤلاء الصالحین یوجد فیہم بعض الموانع فلم یوثر المقتضی والآلہۃ لا یوجد ذلک المانع فیہم فاثر المقتضی فہو صلی اللہ علیہ وسلم نبہ اولا علی بعض تلک الموانع وکان

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ۝ وَلَقَدْ

وہ دن یاد کرنے کے قابل ہی جس روز ہم آسمانون کو اس طرح لپیٹ دینگے جسطرح لکھے ہوے مضمونون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہی ہم نے جسطرح اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتدا کی تھی اسی طرح اسکو دوبارہ پیدا کر دینگے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے

كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنۢ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

ہم کتابون مین لوح محفوظ کے بعد لکھ چکے ہین   کہ اس زمین کے مالک میرے نیک بندے ہون گے

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ۝ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنۢ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ اے لوگو اوپر جو انبیاء علیہم السلام کا طریقہ توحید کا معلوم ہوا) یہ ہی تمہارا طریقہ (یعنی جس پر تمکو رہنا واجب ہی) کہ وہ ایک ہی طریقہ ہی (یعنی جسمین کسی نبی اور کسی شریعت کو اختلاف نہین ہوا) اور (حاصل اس طریقہ کا یہ ہی کہ) مین تمہارا رب (حقیقی) ہون سو تم سب میری عبادت کیا کرو اور (لوگون کو چاہیے تھا کہ بعد ثابت ہو جانے اس امر مذکور کے سب اسی ایک طریقہ پر رہتے مگر ایسا نہ کیا بلکہ) ان لوگون نے اپنے دین مین اختلاف پیدا کر لیا (مگر اس کی سزا دیکھین گے کیونکہ) سب ہمارے پاس آنے والے ہین (اور آنے کے بعد ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ ملیگا) سو جو شخص نیک کام کرتا ہوگا اور وہ ایمان والا بھی ہوگا (جو کہ توحید پر موقوف ہے) سو اس (شخص) کی محنت اکارت جانے والی نہین اور ہم اس کو لکھ لیتے ہین (پس قیامت مین وہی لکھا ہوا نامہ عمل ظاہر ہوگا اور اسکے موافق اسکو ثواب ملیگا) اور (ہم نے جو کُلٌّ اِلَیْنَا رَاجِعُوْنَ کہا ہی اسمین منکرین کو اس لیے شبہ ہی کہ ابتک دوبارہ زندہ کر کے کسی کا حساب کتاب نہین کیا گیا سو یہ شبہ محض واہی ہی کیونکہ اس رجوع موعود کے لیے ہم نے ایک خاص وقت معین کر رکھا ہی اور سب تاخیر وقت نہین آنا اسوقت تک تو یہ بات ہی کہ) ہم جن بستیون کو (عذاب سے یا موت سے) فنا کر چکے ہین ان کے لیے یہ بات (بامتناع شرعی) ناممکن ہے کہ وہ (دنیا مین حساب کتاب کے لیے) پھر لوٹ کر آوین (مگر یہ عدم رجوع ابدی نہین ہے جیسا منکرین سمجھتے ہین بلکہ صرف اس وقت موعود کے نہ آنے تک ہی) یہان تک کہ جب (وہ وقت موعود آپہونچے گا جسکا ابتدائی سامان یہ ہوگا کہ) یاجوج وماجوج (جو اب سد ذو القرنین مین بند ہین وہ) کھول دیے جاوین گے اور وہ (غایت کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی سے (جیسے ٹیلہ اور پہاڑ) نکلتے (معلوم) ہون گے (یعنی جدھر دیکھو وہی نظر آوین گے سو ہموار زمین مین تو نظر پڑتے ہی دکھلائی دین گے اور بلندی کی آڑ مین دل و ہلہ مین نہ دکھلائی دینگے لیکن تھوڑی دیر مین وہان سے بھی وہی نکلتے معلوم ہون گے) اور (وہ رجوع و بعث کا) سچا وعدہ نزدیک آپہونچا ہوگا تو بس پھر (اس کے واقع ہوتے ہی) ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکرون کی نگاہین پھٹی کی پھٹی رہ جاوینگی (اور یون کہتے نظر آوین گے) کہ ہائے کمبختی ہماری ہم اس (امر) سے غفلت مین تھے (اور سچ پوچھو تو غفلت بھی جب کہی جاتی کہ جب کوئی ہمکو آگاہ نہ کرتا بلکہ (واقعی یہ ہی کہ) ہم ہی قصوروار تھے (کہ باوجود تنبیہ کے متنبہ نہ ہوئے حاصل یہ ہوا کہ اسوقت منکرین رجوع بھی رجوع کے قائل ہو جاوین گے آگے مشرکین کو جنکا تعلق مین ذکر تھا بمقابلہ من یعمل الخ کے وعید ہی کہ) بلاشبہ تم (اے مشرکین) اور جس کو تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو سب جہنم مین جھونکے جاؤ گے (اور) تم سب اسمین داخل ہوگے (البتہ اگر معبودین مین سے کسی مین کوئی امر مانع ہو تو اس مقتضی کا اثر واقع نہ ہوگا مثلاً انبیاء و ملائکہ کو کسی نے انکو معبود بنا لیا ہو مگر خود انکی مقبولیت اس سے مانع ہوگی چنانچہ یہ قرینہ عقلی بھی ہی اور اس کی تائید کے لیے آگے آیت بھی ہی ان الذین سبقت الخ پس اس حکم مین اصنام اور شیاطین بھی داخل رہ گئے اصنام مین تو ایک مقتضی بلا مانع موجود ہی اور شیاطین مین خود دوسرا مقتضی بھی یعنی ان کا کفر موجود ہی غرض یہ سب جہنم مین جاوین گے اور یہ بات سمجھنے کی ہی کہ) اگر یہ (تمہارے معبود) واقعی معبود ہوتے تو اس (جہنم) مین کیون جاتے اور (جانا بھی کوئی چند روزہ نہین بلکہ) سب (عابدین و معبودین) اسمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے (اور) انکا اسمین شور ہوگا اور وہان (اپنے غل شور مین کسی کی) کوئی بات سنین گے بھی نہین (یہ تو دوزخیون کا حال ہوا اور) جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہی (اور اس کا ظہور انکے اعمال اور افعال مین ہوا) وہ لوگ اس (دوزخ) سے (اسقدر) دور رکھے جاوین گے (کہ) اسکی آہٹ بھی نہ سنین گے (کیونکہ وہ جنت مین ہونگے اور جنت دوزخ مین بون بعید ہوگا) اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزون مین ہمیشہ رہینگے (اور) انکو بڑی گھبراہٹ (یعنی نفخۂ ثانیہ سے زندہ ہونے کی اور ہیبت شدت کے مشاہدہ کرنے کی حالت) غم مین نہ ڈالیگی اور (قبر سے نکلتے ہی) فرشتے انکا استقبال کرین گے

ملحقات الترجمۃ

ف قولہ قیل ان ہذہ ای

لوگو اشارۃ الی ان الخطاب للعالم

ف قولہ فی امتکم یا حبیب اشارۃ

الی کون الاضافۃ لہذہ الملۃ ۱۲

اللغات سجل الصحیفۃ والکتب مایکتب فیہ من المعانی کذا فی الکشاف ۱۲

النحو قولہ للکتب صفۃ او حال من السجل ای السجل الکائن او کائنا للکتب قولہ کما بدانا وجہ

الترکیب فیہ عندی ان مفعول بدانا مقدر دل علیہ تنوین خلق ہو عوض من المضاف الیہ و اول خلق

ظرف وضمیر المفعول فی نعیدہ عائد الی ذلک المقدر وتقدیر الکلام ہکذا کما بدانا کل شیء فی اول خلقہ کذلک نعید

کل شیء ۱۲ البلاغۃ قولہ کطی السجل اعترض بانہ لا یحسن التشبیہ اولیس المشبہ بہ اقوی واجیب بانہ

اقوی نظرا الی صغر حجمہ بالنسبۃ الی السماء ۱۲

إِنَّ فِي هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ

بلا شبہ اس مین کافی مضمون ہی اُن لوگون کے لیے جو بندگی کرنیوالی ہین اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہین بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگون پر مہربانی کرنیکے لیے آپ فرما دیجیے کہ میرے پاس تو صرف یہ وحی آتی ہی کہ تمہارا

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

معبود ایک ہی معبود ہی سو اب بھی تم مانتے ہو

اور کہین گے کہ) یہ ہی تمہارا وہ دن جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ قیامت آویگی اور نیک لوگون کو جزا ملیگی پس تعظیم اور بشارت اُن کے لیے یادہ مسرت کا موجب ہو جاویگا اور اگر کسی روایت سے عموم ہول ثابت ہو جاوے تو اہل ایمان کے لیے چونکہ اُس کا زمانہ بہت ہے قلیل ہوگا اس لیے وہ کالعدم ہی اور اس کے معارض نہین) وہ دن دبھی) یاد کرنے کے قابل ہی جس روز ہم (نفخہ اولے کے وقت) آسمانون کو اس طرح لپیٹ دین گے جسطرح لکھے ہوئے مضمونون کا غذ لپیٹ لیا جاتا ہی (پھر پیٹنے کے بعد خواہ معدوم محض کر دیا جاوے یا اسی حالت پر نفخہ ثانیہ تک رہے دونون ممکن ہین اور) ہم نے جسطرح اول بار پیدا کرنے کے وقت (ہر چیز کی) (ابتدا (ای آفرینش) کی تھی اُسی طرح (آسانی سے اور نیز بعض ہیئت کی بقا سے) اُس کو دوبارہ پیدا کر دین گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہی (اور) ہم ضرور (اس کو پورا) کرین گے اور (اوپر جو صلحا سے وعدہ ثواب و نعمت کا ہوا ہی وہ بہت قدیم اور موکد وعدہ ہی چنانچہ) ہم (سب آسمانی) کتابون مین لوح محفوظ (مین لکھنے) کے بعد لکھ چکے ہین کہ اُس زمین (جنت) کے مالک میرے نیک بندے ہون گے (پس قدامت اس سے ظاہر ہی کہ اول لوح محفوظ مین یہ وعدہ لکھا گیا ہی اور تاکید اس سے ظاہر ہی کہ کتاب الٰہی کوئی اس مضمون سے خالی نہین) **ف** آیت وحرام علی قریۃ الخ کی تفسیر مین جو حساب و کتاب کی قید ظاہر کر دی ہی اس سے اس شخص کا استدلال باطل ہو گیا جو مرنے کے بعد کسی نبی کے معجزہ سے زندہ ہو سکنے کا منکر ہی۔ اور آیت حتی اذا فتحت الخ مین تخصیص اسی علامت کی منجملہ اور علامات ساعت کے دو وجہ سے ہو سکتی ہی ایک تو یہ اکثر علامات کے اعتبار سے قیامت سے قریب زیادہ ہی چنانچہ روح المعانی مین حدیث احمد و ابن المنذر سے یہ روایتین نقل کی ہین إِنَّ السَّاعَةَ بعد ان یہلك یاجوج وماجوج کالحامل المتم لا یدری اهلها حتی تفجأهم بولادها لیلا او نهارا و قال لو نتجت فرس عند خروجهم ما رکب فلوها حتی تقوم الساعة اوران روایات سے مبالغہ مقصود ہی۔ دوسری یہ علامت ہولناک بہت ہی اور عدم وقوع کی جو غایت حتی اذا فتحت فرمائی گئی ہی حالانکہ فتح یاجوج کے وقت رجوع یعنی بعث نہوگا تو انفراداً وہ غایت نہین بلکہ مع قیام ساعۃ کے جسپر یہ فتح اور اقتراب دال ہی اور مقصود غایت بنانا اسی مدلول کا ہی اور دال صرف توطیہ اور تمہید اُسکی ہی۔ اور اصنام کا دوزخ مین جانا اسلیے نہین کہ اصنام معذب ہون گے بلکہ اس لیے تاکہ کفار پر حجت زیادہ لازم ہو اور وہ حجت یہی ہی لو کان ہولاء آلهة الخ اور تاکہ کفار کو خوب حسرت ہو کہ جس سے توقع خیر کی تھی اور برعکس وہ مبدأ شر بن گیا اور تاکہ اپنی حماقت ظاہر ہو کہ جب یہ خود نہ بچ سکے تو ہمکو کیا بچاتے وغیر ذلک۔ اور آیت لهم فيها زفير سے پہلے عابدین و معبودین سب کا ذکر تھا اور لهم کی ضمیر سب کی طرف راجع کرنا اس لیے خلاف ظاہر ہی کہ اصنام کا صاحب زفیر ہونا لازم آتا ہی اس لیے اس مین تغلیب ہی یعنی صرف عابدین کے اعتبار سے کل کو مرجع بنا دیا اور یہ علم بلاغت مین بکثرت ہی۔ اور آیت ان الذین سبقت لهم الخ کا ابتدائی مضمون ملائکہ کو بھی شامل ہی پس ما تعبدون سے وہ مخصوص و مستثنیٰ ہو گئے اور اخیر کا مضمون هم فيما اشتهت الخ خاص ہی مؤمنین بشر کے ساتھ یہ طرز بھی تغلیب مین داخل ہی ربط اب سورت کے بڑے حصہ مین توحید و نبوت کی تحقیق اور منکرین کے لیے وعید مذکور ہوئی ہی آگے ان مضامین مفیدہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے آیت ان فی ہذا اور ما ارسلناك الخ مین ان مضامین کی صراحۃً مدح اور دوسری آیت مین اشارۃً ان مضامین لانے والے کی بھی مدح اور آیت قل انما یوحی الخ مین بطور تلخیص سابق کے توحید اور اسلام کی طرف جسکے لوازم مین سے تصدیق نبوت بھی ہی دعوت مکررہ اور آیت فان تولوا سے آخر تک بطور تلخیص ہی کے انکار پر وعید مکرر اور وعید کے متعلق اور مناسب مضامین ارشاد ہین پس مضمون اختتام بمنزلہ حاصل مرام وخلاصہ مقام مجموعہ کلام کے ہے۔

خاتمہ سورت متضمن تلخیص مضامین توحید و نبوت و وعید اہل شقوت

اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ۝۱۰۶ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰۷ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۸

اللغات بلغا کفایۃ کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قولہ فهل انتم المقصود من الاستفہام الامر ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی نطوی السماء آسمانون اشارۃ الی ارادۃ الجنس بدل علیہ قولہ تعالیٰ فی الزمر والسموات مطویات ۱۲

[۲] قولہ فی نعیدہ آسانی اشارۃ الی ان وجہ التشبیہ ہو السہولۃ ۱۲

[۳] قولہ فی کتبنا الخ آسمانی و لوح وجنت اشارۃ الی حمل الزبور علی المعنی اللغوی یعنی الزبور الشامل للکتب للجنسیۃ کما فی قولہ تعالیٰ وانہ لفی زبر الاولین والی حمل الذکر علی معنے اللوح کما ورد فی حدیث البخاری عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اللہ تعالیٰ ولم یکن قبلہ شئی وکان عرشہ علی الماء ثم خلق اللہ السموات والارض وکتب فی الذکر کل شئی والی حمل الارض علی ارض الجنۃ کما فی قولہ تعالیٰ واورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ اخرج الاول ابن جریر عن ابن عباس و عن ابن زید والثانی ہو عن ابن زید والثالث ہو ابن ابی حاتم عن ابن عباس کذا فی الروح ۱۲

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ

پھر اگر یہ لوگ سرتابی کریں تو آپ فرما دیجیے کہ میں تمکو نہایت صاف اطلاع کر چکا ہوں اور میں یہ جانتا نہیں کہ جسکا تم سے وعدہ ہوا ہے آیا وہ قریب ہے یا دور دراز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پکار کر کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے

الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝ وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ۝ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا

اور جو تم دل میں رکھتے ہو اسکی بھی خبر ہے۔ اور میں نہیں جانتا شاید وہ تمہارے لیے امتحان ہو اور ایک وقت تک فائدہ پہنچانا ہو۔ پیغمبر نے کہا کہ اے میرے رب فیصلہ کر دیجیے حق کے موافق اور

الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝

ہمارا رب بڑا مہربان ہے جس سے اُن باتوں کے مقابلہ میں مدد چاہی جاتی ہے جو تم بنایا کرتے ہو

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ بلا شبہ اس (قرآن یا جز و قرآن یعنی سورت مذکورہ) میں (ایسے) مشتمل ہونے کے مضامین نافعہ پر ہدایت کے باب میں) کافی مضمون ہے اُن لوگوں کے لیے جو بندگی کرنے والے ہیں (اور گو بندگی و اطاعت سے سرتابی کرنے والوں کے لیے بھی یہ کافی ہدایت ہے اگر وہ ہدایت کے طالب ہوں مگر وہ خود ہی منتفع نہیں ہوتے اس لیے عابدین کی تخصیص ذکر میں کی گئی) اور ہم نے (ایسے مضامین نافعہ دیکر) آپ کو اور کسی بات کے واسطے (رسول بنا کر) نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر (اپنی) مہربانی کرنے کے لیے (وہ مہربانی یہی ہے کہ لوگ رسول سے ان مضامین کو قبول کریں اور ہدایت اور ہدایت کے ثمرات حاصل کریں اور جو قبول نہ کرے یہ اُس کا قصور ہے اس مضمون کی صحت میں کوئی خلل نہیں پڑتا) آپ (ان لوگوں سے بطور خلاصہ کلام کے پھر مکرر) فرما دیجیے کہ میرے پاس تو (در باب اختلاف موحدین و مشرکین کے) صرف یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (حقیقی) ایک ہی معبود ہے سو (بعد ثابت ہو جانے اسکی حقانیت کے) اب بھی تم مانتے ہو (یا نہیں یعنی اب تو مان لو) پھر (بھی) اگر یہ لوگ (اس کے قبول کرنے سے) سرتابی کریں تو آپ (بطور اتمام حجت کے) فرما دیجیے کہ میں تمکو نہایت صاف اطلاع کر چکا ہوں (جس سے ذرہ برابر تم میں کسی پر خفا نہیں رہا خود حقانیت توحید و اسلام کی اطلاع بھی اور انکار پر جو سزا مرتب ہوگی اُسکی اطلاع بھی سو نہ مجھ پر کوئی بار رہا اور نہ تمکو کوئی عذر رہا) اور (اگر اس کے حق ہونے میں تمکو یہ شبہہ ہو کہ وہ سزا ابتک کیوں نہیں ہوئی سو اُس کا وقوع تو ضرور ہوگا باقی) میں یہ جانتا نہیں کہ جس (سزا) کا تم سے وعدہ ہوا ہے آیا وہ قریب (واقع ہونے والی) ہے یا دور دراز (زمانہ میں واقع ہونے والی) ہے (البتہ وقوع ضرور ہوگا کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (تمہاری) پکار کر کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو (بات) تم دل میں رکھتے ہو اُس کی بھی خبر ہے (پس جب اُس کو سب احوال کی اطلاع ہے اور احوال کفریہ پر سزا کا وعدہ بھی ہے تو لا محالہ سزا ہوگی) اور (تاخیر عذاب سے شبہہ عدم وقوع کا کرنا نہ چاہیے کیونکہ اس میں کچھ مصلحت ہی باقی) میں (بالتعیین) نہیں جانتا (کہ کیا مصلحت ہے باقی) شاید وہ (تاخیر عذاب) تمہارے لیے (صورۃً) امتحان ہو (کہ عجب نہیں اب بھی ایمان لے آویں) اور ایک وقت (محدود یعنی وقت موت) تک (زندگی سے) فائدہ پہنچانا ہو (کہ خوب غفلت بڑھے اور عذاب بڑھے پس پہلا امر رحمت ہے اور دوسرا امر عقوبت اور مختلف اعتبارات سے دونوں کا اجتماع ہو سکتا ہے جب ان سب مضامین سے ہدایت نہ ہوئی تو) پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (باذن الٰہی) کہا کہ اے میرے رب (ہماری اور ہماری قوم کے درمیان میں) فیصلہ کر دیجیے (جو کہ ہمیشہ) حق کے موافق (ہوا کرتا ہے کیونکہ خدائی فیصلہ کا حق ہونا لازم ہے مطلب یہ کہ عملی فیصلہ کر دیجیے یعنی مسلمانوں کے جس غلبہ کی پیشین گوئی ہے مثلاً سیھزم الجمع ویولون الدبر اُسکو واقع کر دیجیے تاکہ حجت اور زیادہ تام ہو جاوے) اور (یہ بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے فرمایا کہ) ہمارا رب (بھی) بڑا مہربان ہے جس سے اُن باتوں کے مقابلہ میں مدد چاہی جاتی ہے جو تم بنایا کرتے ہو (کہ مسلمان جلدی نیست و نابود ہو جاوینگے یعنی ہم مدد چاہتے ہیں چنانچہ بدر میں وہ پیشین گوئی واقع ہوگئی ولله الحمد۔ ف آیت وما ارسلناک الخ کی جو تفسیر کی گئی ہے اسپر کوئی اشکال متوجہ نہیں ہوا جسکی توجیہ کی حاجت ہو۔ اور فتنۃ کے ترجمہ میں صورۃً اس لیے کہا گیا کہ حقیقی امتحان کی تو عالم الغیب ہونے کے ساتھ گنجائش ہی نہیں۔ اور یوحی الی پر جو فہل انتم مسلمون کو مرتب فرمایا ہے حالانکہ ظاہراً مسئلہ توحید کا مسئلہ نبوت پر موقوف نہیں ہے بلکہ بالعکس ہے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ مشرکین سے اثبات واجب و توحید صانع میں اختلاف نہ تھا بلکہ توحید معبود میں کلام تھا سو توحید بایں معنے کا ترتب مسئلہ نبوت پر اور اسکا ثبوت دلیل سمعی سے محل اشکال نہیں فقط تم تفسیر السورۃ فی الثالث والعشرین من شوال المکرم یوم الاثنین سنہ ۱۳۲۴ من الہجرۃ السنیۃ ولله الحمد

ملحقات الترجمہ

۱۰ قولہ قبیل الرحمۃ اور کسی بات کے واسطے اشارۃ الی کون رحمۃ علتہ و مفعولا لہ و استثناء من اعم العلل ای لعلۃ الا لعلۃ الرحمۃ

۲۱ قولہ فی رحمۃ اپنی اشارۃ الی ان رحمۃ مصدر فاعلہ الله تعالی

۳۱ قولہ فی بالحق جو کہ ہمیشہ کما فی المعالم قال اہل المعانی معناہ رب احکم بحکمک الحق فحذف الحکم واقیم الحق مقامہ والله یحکم بالحق طلب منہ اولم یطلب ومعنے الطلب ظہور الرغبۃ من الطالب فی حکمہ الحق ۱۲ ہم

آیاتها ۷۸ رکوعاتها ۱۰ کلماتها ۱۲۸۳ حروفها ۵۲۳۲

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ ثَمَانٌ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ

ای لوگو اپنے رب سے ڈرو یقیناً قیامت کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہوگی جس روز تم لوگ اسکو دیکھو گے اس روز تمام دودھ پلانے والیاں اپنے

اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝

دودھ پیتے کو بھول جاوینگی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل ڈال دینگی اور تجھکو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہونگے ولیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز

سورۃ الحج مکیۃ الا ست اٰیٰت من هذان خصمان الی صراط الحمید وهی ثمان وسبعون اٰیۃ کذا فی البیضاوی وقال صاحب الروح والاصح القول بانها مختلطة فیها مدنی ومکی وان اختلف فی التعیین وهو قول الجمهور ربط خلاصہ اس سورت کا یہ مضامین ہیں اول بعث و حساب جس سے سورت شروع بھی ہوئی ہے اور درمیان میں فصل یوم قیامت و جنت و نار کا ذکر موقع موقع پر آیا ہے دوم نبوت اور اس کے متعلق شبہات کا جگہ جگہ جواب اور نبوت ہی کے متعلق وعدہ نصرت اور اذن جہاد اور اسی کے متعلق مجادلین کی مذمت خواہ وہ جدال قولی ہو یا فعلی جیسے حج یا عمرہ سے روکنا جس کے ضمن میں احکام حج مذکور ہوئے سوم توحید چنانچہ آیات میں تامل کرنے والے پر سب ظاہر ہے اور خاتمہ سورت سابقہ و فاتحہ سورت ہذا میں مابہ الارتباط مضمون انذار ہے واللہ تعالی اعلم

امر بالتقوی و تاکیدا و بذکر اهوال قیامت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② ای لوگو اپنے رب سے ڈرو (اور ایمان و اطاعت اختیار کرو کیونکہ) یقیناً قیامت (کے دن) کا زلزلہ (جو کہ آنیوالا ہے) بڑی بھاری چیز ہوگی (جب زلزلہ کہ اس کے واقعات میں سے ایک واقعہ ہے ایسا ہوگا تو مجموعہ واقعات کی کیا شدت ہوگی تو ان شدائد کے بخیر گذرنے کے لیے سامان کرو اور وہ تقوی ہے آگے اس زلزلہ کی شدت کا بیان ہے کہ) جس روز تم لوگ اس (زلزلہ) کو دیکھو گے اس روز (یہ حال ہوگا کہ) تمام دودھ پلانیوالیاں (مارے ہیبت اور وحشت کے) اپنے دودھ پیتے (بچہ) کو بھول جاوینگی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل (پورے دن ہونے سے پہلے) ڈال دینگی اور (ای مخاطب) تجھکو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ (واقع میں) نشہ میں نہ ہوں گے (کیونکہ نشہ ہونا ہے کسی مسکر کے استعمال سے جسکا منفی ہونا ظاہر ہے) ولیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز (جسکے خوف کے مارے لوگوں کی حالت نشہ والوں کی سی ہو جاویگی) ف روایات سے عین قیامت کے روز اور قیامت سے پہلے بھی زلزلہ کا وقوع ثابت ہے لیکن جس زلزلہ کا آیت میں ذکر ہے حدیث سے اس کا وقوع قیامت کے روز معلوم ہوتا ہے اخرجه احمد وسعید بن منصور وعبد بن حمید والنسائی والترمذی و الحاکم وصححاه عن عمران بن حصین وفیه قال صلی اللہ علیه وسلم اتدرون ای یوم ذلک قالوا اللہ ورسوله اعلم قال ذلک یوم یقول اللہ تعالی لآدم علیه السلام ابعث بعث النار الخ کذا فی الروح اور یہ ہیبت و وحشت اگر سب کے لیے عام کہی جاوے تو آیت لا یحزنهم الفزع الاکبر اسلیے معارض نہیں کہ نفی حزن کی باعتبار اکثر احوال کے ہے اور اثبات باعتبار ساعت قلیلہ کے اور اگر اس کو اکثر ناس کے اعتبار سے کہا جاوے تو اصل ہی سے اشکال نہ ہوگا اور تذهل کل مرضعة کے ظاہر الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز بھی عورتیں بچوں کو دودھ پلائیں گی سو یا تو اسکا التزام کر لیا جاوے اور کہا جاوے کہ جس حالت میں مرا ہے اسی حالت میں محشور ہوگا سو ممکن ہے کہ جو عورتیں حالت ارضاع میں مری ہیں انکی وہاں بھی یہی حالت ہو اور یا کلام کو مبنی بر تمثیل پر کہا جاوے یعنی لو کانت هناک مرضعة ووضیع لذهلت المرضعة عن رضیعها فی حال ارضاعها ایاه لشدة الهول اور یہی دو احتمال تضع کل ذات حمل میں بھی ہیں لیکن حمل دیے ہیں

ملحقات الترجمة

سلہ قوله فی زلزلة الساعة قیامت کے دن کا اشارة الی ان الاضافة الی الظرف لشاعا کما فی یا سارق اللیلة ۱۲

اللغات الذهول شغل یورث حزنا ونسیانا المرضعة هی التی فی حال الارضاع الملقمة ثدیها الصبی والمرضع بلا ها فانها التی من شانها ان ترضع وان لم تباشر الارضاع فی حال وصفها به ۱۲

النحو یوم ترونها منصوب بتذهل ۱۲

البلاغة قوله شیء فی الروح وفی التعبیر عنها بالشیء ایذان بان العقول قاصرة عن ادراک کنهها وانه ضیقة لا تحیطها الا علی وجه الابهام آه قوله مرضعة التعبیر هنا دون مرضع لیدل علی شدة الامر وزیادة الهول قوله کل ذات حمل هو ابلغ فی التهویل من حامل او حاملة لاشعاره بالصحیة المقتضیة المقتضیة للملازمة فیتمیز الکلام بان الحامل تضع اذ ذاک الجنین المستقر فی بطنها المتمکن فیه قوله وتری الناس الاختلاف بالجمعیة فی ترونها والافراد فی تری لما ان المقصود فی الاول عموم الرؤیة للزلزلة ولا یقصد فی الثانی الرؤیة بل المقصود کون الناس بهذه المثابة وان لم یرهم الجمیع بل رآه واحد ای واحد فکانه قیل ویعتبر الناس سکاری ۱۲

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۙ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ

اور بعضے آدمی ایسے ہین کہ اللہ تعالی کے بارہ مین بے جانے بوجھے جھگڑا کرتے ہین اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہین جسکی نسبت یہ بات لکھی جاچکی ہے کہ جو شخص اُس سے تعلق رکھیگا تو اُسکا کام یہی

وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

اور اُس کو عذاب دوزخ کا رستہ دکھلا دیگا ای لوگو اگر تم دوبارہ زندہ ہونے سے شک مین ہو تو ہم نے تمکو مٹی سے بنایا پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی سے کہ پوری ہوتی ہے اور ادھوری بھی تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کردین اور ہم رحم مین جسکو چاہتے ہین ایک مدت معین تک ٹھیرائے رکھتے ہین

ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ

پھر ہم تمکو بچہ بنا کر باہر لاتے ہین پھر تاکہ تم اپنی بھری جوانی تک پہونچ جاؤ اور بعضے تم مین وہ بھی ہین جو مر جاتے ہین اور بعضے تم مین وہ ہین جو نکمی عمر تک پہونچا دیا جاتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ایک چیز سے

مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ

باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتے ہو۔ اور اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک ہے پھر جب ہم اُس پر پانی برساتے ہین تو وہ اُبھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما نباتات

زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ

اُگاتی ہے یہ اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالے ہی ہستی مین کامل ہے اور وہ ہی بیجانون مین جان ڈالتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اور قیامت آنیوالی ہے

لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

اُس مین ذرا شبہ نہین ــ اور اللہ تعالی قبر والون کو دوبارہ پیدا کرے گا۔

احتمال ثانی مظنون ہے اور جملہ ثانیہ مین احتمال اول کیونکہ حمل والیون کا حالت حمل مین محشور ہونا ظاہر اً اقرب ہے بہ نسبت مرضعات کے حالت ارضاع مین محشور ہونے کے لان الحمل شئ داخلی وجزء منہا والارضاع شئ خارجی ووصف عارضی لہا واللہ اعلم اور مقصود یہ نہین کہ بس اُس زلزلہ کی ہیبت اتنی ہی ہوگی بلکہ مخاطبین کے اذہان مین چونکہ یہ ہیبت بھی عظیم ہے جسپر آثار مذکورہ مرتب ہون اسلیے اس کو ذکر کر دیا پس زائد کی نفی نہین ہے ربط اوپر تاکید تقوی کے لیے بعض اہوال قیامت کا ذکر فرمایا تھا چونکہ بعضے کفار دیگر امور حقہ کے انکار کے ساتھ امکان قیامت اور بعث کے بھی منکر تھے چنانچہ ابن ابی حاتم نے آیت آیندہ کی شان نزول مین ابی مالک رضؓ سے روایت کیا ہے کہ نضر بن الحارث بڑا مجادل تھا کہتا تھا کہ نعوذ باللہ ملائکہ اللہ تعالی کی دختر ہین اور قرآن اساطیر الاولین ہے اور اللہ تعالی اُس شخص کے احیا پر نعوذ باللہ قادر نہین جو گل سڑ کر مٹی ہو گیا ہکذا فی الروح اس لیے آگے اُن پر رد فرماتے ہین۔

رد بر منکرین بعث وغیرہ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝۳ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۴ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۷

اللغات مريد في القاموس مرد فهو مريد اقدم وعتا هامدة في القاموس في الارض انها لا تكون بها حيوة ولا عود ولا نبت ولا مطر ۱۲ **النحو** طفلا حال من ضمير المخاطبين والافراد اما باعتبار كل واحد منهم او بارادة الجنس الصادق على الكثير او لانه مصدر فيستوي فيه الواحد وغيره او لان المراد طفلا طفلا فاختصر كذا في الروح **البلاغة** قوله تعالى ان كنتم في ريب في الروح والتعبير عن اعتقادهم في حقه بالريب اي الشك مع انهم جازمون بعدم امكانه اما للايذان بان اقصى ما يمكن صدوره عنهم وان كانوا في غاية ما يكون من المكابرة والعناد هو الارتياب في شانه واما الجزم بعدمه فخارج من دائرة الاحتمال كما ان تنكيره وتصديره بكلمة الشك للاشعار بان حقه ان يكون ضعيفا مشكوك الوقوع واما للتنبيه على ان جزمهم ذلك بمنزلة الريب الضعيف لكمال وضوح دلائل الامكان ونهايته قوتها اھ قوله حيدا التعبير به لان من بلغ الى ارذل العمر يكون

حالة في الضعف كالطفل فكانه رد الى الحالة الاولى قوله يحيي الموتى تقديم الكمال النفعي على الكمال الوصفي في الذكر لان الكلام كان في الاحياء **فائده** مو مشكل عليك ما فسرت قوله مخلقة وغير مخلقة بان ظاهره يعارضه ما اخرجه

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي

اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اللہ تعالےٰ کے بارہ مین بدون واقفیت اور بدون دلیل اور بدون کسی روشن کتاب کے تکبر کرتے ہوئے جھگڑا کرتے ہین تاکہ اللہ کی راہ سے بیراہ کردین ایسے شخص کیلئے

الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

دنیا مین رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اُس کو جلتی آگ کا عذاب چکھادینگے کہ یہ تیرے ہاتھ کے کیے ہوئے کامون کا بدلہ ہے اور یہ بات ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالی بندون پر ظلم کرنیوالا نہین

ع ۱۰ / ۸

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ اور بعضے آدمی ایسے ہین کہ اللہ تعالےٰ کے بارہ مین (یعنی اُسکی ذات یا صفات یا افعال کے متعلق مین) بے جانے بوجھے جھگڑا کرتے ہین اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہین (یعنی گمراہی کی ایسی قابلیت ہو کہ جو شیطان جسطرح بہکادے اُسکے بہکانے مین آجاتا ہی پس اس شخص مین غایت درجہ کی ضلالت ہوئی کہ اسپر ہر شیطان کی دسترس ہوجاتی ہی) جسکی نسبت (خدا کے یہان سے) یہ بات لکھی جاچکی ہی (اور طے ہوچکی ہی) کہ جو شخص اُس سے تعلق رکھےگا (یعنی اُسکا اتباع کریگا) تو اُس کا کام ہی یہ ہی کہ وہ اُسکو (راہ حق سے) بیراہ کردیگا اور اُس کو عذاب دوزخ کا رستہ دکھلاویگا (آگے ان مجادلین کو خطاب ہی کہ) ای لوگو اگر تم (قیامت کے روز) دوبارہ زندہ ہونے (کے امکان[2]) سے شک (و انکار) مین ہو تو (ذرا مضمون آیندہ مین غور کرو تاکہ شک رفع ہوجاوے وہ یہ کہ) ہم نے (اول بار) تمکو مٹی سے بنایا (کیونکہ غذا جس سے نطفہ بنتا ہی اول عناصر سے پیدا ہوتی ہی جسمین ایک جزو مٹی بھی ہی) پھر نطفہ سے (جو کہ غذا سے پیدا ہوتا ہی) پھر خون کے لوتھڑے سے (کہ نطفہ مین غلظت اور سُرخی آنے سے حاصل ہوتا ہی) پھر بوٹی سے (کہ علقہ مین سختی آجانے سے حاصل ہوتی ہی) کہ (بعضی) پوری ہوتی ہی (کہ اُسمین پورے اعضا بنجاتے ہین) اور (بعضی) ادھوری بھی (ہوتی ہی کہ بعض اعضا ناقص رہجاتے ہین یہ اسطرح کی ساخت اور ترتیب[3] اور تفاوت) اس لیے بنایا تاکہ ہم تمہارے سامنے (اپنی قدرت) ظاہر کردین (اور اسی سے ظاہر ہے کہ وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہی) اور (تتمہ اس مضمون کا یہ ہی جس سے اور زیادہ قدرت ظاہر ہوتی ہی کہ) ہم (ماں کے) رحم مین جس (نطفہ) کو چاہتے ہین ایک مدت معین (یعنی وقت وضع) تک ٹھیرائے رکھتے ہین (اور جس کو ٹھیرانا نہین چاہتے ہین وہان اسقاط ہوجاتا ہی) پھر (اُس مدت معینہ کے بعد) ہم تمکو بچہ بناکر (ماں کے پیٹ سے) باہر لاتے ہین پھر (اس کے بعد تین قسمین ہوجاتی ہین ایک قسم یہ کہ تم مین سے بعض کو جوانی تک مہلت[4] دیتے ہین) تاکہ تم اپنی بھری جوانی (کی عمر) تک پہونچ جاؤ اور بعضے تم مین وہ بھی ہین جو (جوانی سے پہلے ہی) مرجاتے ہین (یہ دوسری قسم ہوئی) اور بعضے تم مین وہ ہین جو نکمی عمر (یعنی زیادہ بڑھاپے) تک پہونچادیا جاتا ہی جس کا اثر یہ[5] ہی کہ ایک چیز سے باخبر ہوکر پھر بےخبر ہوجاتا ہی (جیسا اکثر بوڑھون کو دیکھا کہ ابھی ایک بات بتلائی اور ابھی پھر پوچھ رہے ہین یہ تیسری قسم ہوئی یہ سب احوال بھی دال علی القدرت ہین ایک استدلال تو یہ تھا) اور (آگے دوسرا استدلال ہی کہ) ای مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہی کہ خشک (پڑی) ہی پھر جب ہم اُس پر پانی برساتے ہین تو وہ اُبھرتی ہی اور پھولتی ہی اور ہر قسم (یعنی قسم قسم) کی خوشنما نباتات اُگاتی ہی (سو یہ بھی دلیل ہی قدرت کاملہ کی آگے ایضاح استدلال کے لیے تصرفات مذکورہ کی علت اور حکمت کا بیان فرماتے ہین یعنی) یہ (جو کچھ اوپر دونون استدلالون کے ضمن مین اشیاء مذکورہ کا ایجاد و اظہار مذکور ہوا یہ سب) اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالی ہی ہستی مین کامل ہی (یہ تو اُس کا کمال ذاتی ہی) اور وہ ہی بیجانون مین جان ڈالتا ہی (یہ اُس کا کمال فعلی ہی) اور وہی ہر چیز پر قادر ہی (یہ اُس کا کمال وصفی ہی اور یہ تینون ملکر امور مذکورہ کی علت ہین کیونکہ اگر کمالات ثلثہ مین سے ایک بھی غیر متحقق ہوتا تو ایجاد نہ پایا جاتا چنانچہ ظاہر ہے) اور نیز اس سبب سے ہوا کہ) قیامت آنیوالی ہی اُسمین ذرا شبہ نہین اور اللہ تعالےٰ (قیامت مین) قبر والون کو دوبارہ پیدا کریگا (یہ امور مذکورہ کی حکمت ہین یعنی ہم نے وہ تصرفات مذکورہ اس لیے ظاہر کیے کہ اُسمین منجملہ اور حکمتون کے ایک حکمت اور غایت یہ تھی کہ ہمکو قیامت کا لانا اور مردون کو زندہ کرنا منظور تھا تو ان تصرفات سے اُن کا امکان لوگون پر ظاہر ہوجاویگا پس ایجاد اشیاء مذکورہ کی تین علتین اور دو حکمتین مذکور ہوئین اور سبب بالمعنی الاعم سبکو عام ہوا اس لیے بار سببیہ سب پر داخل ہوگئی

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی فانہ یضلہ کا۔ یہ ہو اشارۃ الی کون الناصبۃ خبر مبتدأ محذوف ای فشانہ الاضلال [2] قولہ فی البعث امکان لان ما سیاتی لایدل عقلا علی الوقوع بل علی صحتہ [3] قولہ فی فانا خلقناکم الخ ہو اشارۃ الی تقدیر الجواب ای فاعلموا انا خلقناکم الخ [4] قولہ فی لتبلغوا مہلت اشارۃ الی تقدیر الکلام بکم ثم نمہلکم لتبلغوا [5] قولہ فی لکیلا الخ اشارۃ الی ان اللام للعاقبۃ [6] قولہ فی الحق ہستی کامل لان الحق ہو الثابت ودل الحصر علی تمامہ فان مطلق الثبوت مشترک فلم یبق فی الحصر حجۃ لنفات الحقائق من السوفسطائیۃ ۱۲

اللغات ثانی عطفہ فی الدر المنثور عن ابن عباس متکبرا فی نفسہ فی الروح ای لاویا لجانبہ وہو کنایۃ عن عدم قبولہ وہو مراد ابن عباس اھ

البلاغۃ قولہ لیضل اللام للتعلیل فان غرض المجادل ما ہو اضلال وان لم یعترف بکونہ اضلالا ۱۲

الروایات ذکرت احدہما فی المتن والاخری ہذہ اخرج ابن جریر عن مجاہد فی قولہ ثانی عطفہ انزلت فی النضر بن الحارث واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس رض فی قولہ ثانی عطفہ قال ہو رجل من بنی عبد الدار کذا فی الدر المنثور قلت والجمع بین الروایات حملتہ فی الترجمۃ علی العموم و لو خص بالنضر کما قیل فالتکرار کما قال ابن عطیۃ للتوبیخ فکانہ قیل ہذہ الامثال فی غایۃ الوضوح و البیان او التکرار مبالغۃ فی الذم او لکون کل من الآیتین مشتملۃ علی زیادۃ لیست فی الاخری ۱۲

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ

اور بعض آدمی اللہ کی عبادت کرتا ہے　کنارہ پر　پھر اگر اسکو کوئی نفع پہونچگیا تو اسکی وجہ سے قرار پالیا　اور اگر اس پر کچھ آزمایش ہوگئی　تو مونہہ اٹھاکر چلدیا　دنیا و آخر

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ

دونوں کو کھو بیٹھا　یہی کھلا نقصان ہے　خدا کو چھوڑکر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگا جو نہ اسکو نقصان پہونچا سکتا ہے اور نہ اسکو نفع پہونچا سکتا ہے یہ انتہا درجہ کی گمراہی

الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ہے —　وہ ایسے کی عبادت کررہا ہے کہ اسکا ضرر بہ نسبت اس کے نفع کے زیادہ قریب الوقوع ہے ایسا کارساز بھی برا اور ایسا رفیق بھی برا — بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝

ایسے باغوں میں داخل فرماویگا جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی　—　اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے

اور یہاں تک تو مجادلین کا ضلال اور اس کے رد میں استدلال مذکور تھا آگے اُن کا اضلال اور دونوں ضلال و اضلال کا وبال اور نکال مذکور ہوتا ہے کہ) بعضے آدمی (ایسے مجادل مذکور سابق اور اس کا غیر سب داخل ہے) ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں (یعنی اُس کی ذات یا صفات یا افعال کے متعلق) بدون واقفیت (یعنی علم ضروری) اور بدون دلیل (یعنی علم استدلالی عقلی) اور بدون کسی روشن کتاب (یعنی علم استدلالی نقلی) کے (اور دوسرے محقق کے اتباع و تقلید سے) تکبر کرتے ہوئے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ (دوسرے لوگوں کو بھی) اللہ کی راہ سے (یعنی دین حق سے) بیراہ کردیں (سو) ایسے شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہے (خواہ کسی قسم کی رسوائی ہو چنانچہ بعضے گمراہ قتل و قید وغیرہ سے ذلیل ہوتے ہیں بعضے مناظرہ اہل حق میں مغلوب ہوکر عقلا کی نظر میں بےعزت ہوتے ہیں) اور قیامت کے دن ہم اُسکو جلتی آگ کا عذاب چکھاوینگے (اور اُس سے کہا جاویگا) کہ یہ تیرے ہاتھ کے کیے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے اور یہ بات ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ (اپنی) بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں (پس تجکو بلاجرم سزا نہیں دی گئی) **ف** تخلیق انسان کے اطوار آیت میں اجمالاً مذکور ہیں تفصیل کتب طبیہ قانون وغیرہ میں ہے جسپر یہ اجمال بالکل منطبق ہے۔

ربط اوپر انکار اور جدال پر اصرار کرنیوالوں کی مذمت تھی آگے اُنکی مذمت ہے جو انکار و جدال سے توبہ کرنے اور اسلام لانے کے بعد بعض احوال میں باوجود اسلام ظاہری کے دل سے اخلاص نرکھتے تھے اور بعض احوال میں کفر و انکار کی طرف عود کرتے اور مرتد ہوجاتے تھے چنانچہ بخاری وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ بعض اشخاص مدینہ میں آکر مسلمان ہوتے جب اپنے گھر جاکر مال اولاد میں برکت و فراغت دیکھتے کہتے بڑا اچھا دین ہے ورنہ کہتے برا دین ہے اور پھر جاتے اھ اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کا اسلام پر رہنا بھی حقیت دین کی وجہ سے نہ ہوگا کیونکہ اُن کے نزدیک معیار حقیت کا منفعت دنیویہ ہے پس عین اسلام کی حالت میں عقیدہ اور غرض میں فساد ہوتا تھا اس لیے وہ اسلام بوجہ عدم اخلاص معتبر و معتد بہ نہیں ہے بلکہ از قبیل نفاق کے ہے۔ **ذم منافقین و مرتدین از مذبذبین**

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝۱۲ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝۱۳ اور بعض آدمی اللہ کی عبادت (ایسے طور پر) کرتا ہے (جیسے کوئی کسی چیز کے) کنارہ پر (کھڑا ہو اور موقع پاکر چلدینے پر تیار ہو) پھر اگر اسکو کوئی (دنیوی) نفع پہونچگیا تو اسکی وجہ سے (ظاہری) قرار پالیا اور اگر اس پر کچھ آزمایش ہوگئی تو مونہہ اٹھاکر (کفر کی طرف) چلدیا (جس سے) دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھا یہی کھلا نقصان ہے (چنانچہ دنیا کا نقصان تو اصابت فتنہ سے مشاہد ہے اور آخرت کا نقصان یہ ہوا کہ اسلام اور) خدا (کی عبادت) کو چھوڑکر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگا جو (اسقدر عاجز ہے کہ) نہ اُس کو (عبادت نہ کرنے کی صورت میں) نقصان پہونچا سکتا ہے اور نہ (عبادت کرنے کی صورت میں) اُس کو نفع پہونچا سکتا ہے (اور ظاہر ہے کہ خدائے قادر کو چھوڑنا اور ایسے عاجز کو اختیار کرنا آخرت میں براہین قاطعہ سے مضر ہے یہ بھی) انتہا درجہ کی گمراہی ہے (اور صرف یہی نہیں کہ اُسکی عبادت سے نفع نہ ہوتا ہو بلکہ عبادت میں ضرر ہوتا ہے سو) وہ ایسے کی عبادت کررہا ہے کہ اُس (کی عبادت) کا ضرر (واقعی عذاب کا سبب بنتا ہے) بہ نسبت اُسکے (متوقع غیر واقع) نفع کے زیادہ قریب الوقوع ہے (اور) ایسا کارساز بھی برا اور ایسا رفیق بھی برا (جو بالکل ہی کام نہ آوے نہ مولیٰ یعنی بڑا ہوکر کام اور نہ عشیر یعنی برابر ہوکر کام آوے) ربط اوپر کفار کے متعدد جماعتوں کی مذمت تھی آگے سب کے مقابلہ میں مومنین کی فضیلت ہے **فضل مومنین** اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝۱۴

ملحقات الترجمہ

لـه قوله في عبادت الله کے نیں ثابت اشارة الى حذف المبتدا اذ الا عراب المصلح

لـه قوله في علىٰ حرف جیسے کوئی الخ اشارة الى ما في الروح ان في الكلام استعارة تمثيلية كالذي يكون على طرف الجيش فان احس بظفر قر والا فر ۱۲

لـه قوله في اطمأن ظاہری اشارة الى ان المراد بالثبات ظاہر الالتفات وطمينان المسلمين الذين لا يخرجهم عاصف وتقليهم عاطف كما يشهد به شان النزول

لـه قوله في على وجهه سے مونہہ اشارة الى توجيه معناه اے مستقر بها على الجهة التي يواجهها غير ملتفت يمينا وشمالا ولا مبال بما يستقبله من حرار و جبال ۱۲

لـه قوله في ضره عذاب کا سبب وفي نفعه متوقع اشارة الى دفع التناقض بين نفي الضر والنفع سابقا واثباتها لاحقا تقرير الدفع ان الضر المنفي بالكلية بطريق المباشرة والمثبت بطريق التسبب وكذا النفع المنفي هو الواقعي والمثبت هو التوقعي قيل وبهذا الاثبات عبر بين فان الضر والنفع مع منافاتهما ان يصدر من العقلاء كذا في الروح قوله المثبت هو التوقعي قلت فالمثبت في الواقع هو المتوقع لا النفع فافهم ۱۲

الخ قوله حسبه في الجلالين ان اللام زائدة اهم فالموصولة مفعول ليدعوا في الروح قوى القول بالزيادة هنا بقراءة عبد الله يدعوا من ضره باسقاط اللام ۱۲

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ

جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ رسول کی دنیا اور آخرت میں مدد نہ کریگا تو اس کو چاہیے کہ ایک رسی آسمان تک تان لے پھر اس وحی کو موقوف کرادے تو پھر غور کرنا چاہیے آیا

يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا

اسکی تدبیر اسکی ناگواری کی چیز کو موقوف کر سکتی ہے اور ہم نے اسکو اسیطرح اتارا ہے جسمین کھلی دلیلین ہین اور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اسمین کوئی شبہ نہین کہ مسلمان اور یہود

وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور مشرکین اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان مین قیامت کے روز فیصلہ کردیگا بیشک خدا تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے

بلاشبہہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگون کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے (بہشت کی) ایسی باغون مین داخل فرمادین گے جن کے نیچے نہرین جاری ہونگی (اور اوپر جو کفار کی سزا اور مومنین کی جزا کا بیان کیا گیا اس کے وقوع مین ذرا شبہ نہین کیونکہ) اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گذرتا ہے (اُس کے ساتھ کوئی مزاحمت نہین کرسکتا اور وہ اس جزاو سزا کا ارادہ کرچکا ہے پس ضرور ایسا ہی واقع ہوگا) ربط اوپر کفار مجادلین فی الدین کا ذکر ہوا تھا چونکہ انکی غرض جدال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کو اور دین اسلام کو مغلوب اور ضعیف کرنا تھا اسلیے آگے اس غرض والون کی ناکامی بیان فرماتے ہین

خیبت آمال کفار بدسگال

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ جو شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے ساتھ مخالفت اور مخاصمت کرکے) اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ (مین غالب آجاؤنگا اور آپ کی اور آپ کے دین کی ترقی کو روک دونگا اور) اللہ تعالیٰ رسول (صلی اللہ علیہ سلم) کی (اور آپ کے دین کی) دنیا اور آخرت مین مدد نہ کریگا (کیونکہ دین اسلام کے مقابلہ مین مخالفانہ تدبیرین اور تقریرین کرنا بدون اس خیال کے اس لیے خلاف عقل ہے کہ مقصود سعی سے اپنی کامیابی اور مخالف کی ناکامی ہوتی ہے جسکا اصلی موطن آخرت ہے پس جب سعی کیجاویگی وہ اس قاعدہ عقلیہ کے موافق اس خیال کو مستلزم ہوگی اس لیے اس عنوان سے تعبیر کیا گیا غرض جسکا ایسا خیال ہو) تو اسکو چاہیے کہ ایک رسی آسمان تک تان لے (اور آسمان سے باندھے) پھر (اُس کے ذریعہ سے آسمان پر پہونچکر اگر ہوسکے) اس وحی کو موقوف کرادے (اور ظاہر ہے کہ ایسا کوئی نہین کرسکتا) تو پھر (اسے) غور کرنا چاہیے آیا اسکی (یہ) تدبیر (جس سے بالکل عاجز ہے) اسکی ناگواری کی چیز کو (یعنی وحی کو) موقوف کرسکتی ہے (یعنی ہرگز نہین کرسکتی **ف** حاصل یہ ہوا کہ نصرت الٰہیہ آپ کے ساتھ بوجہ نبوت و وحی کے ہے سو آپ کی ناکامی کی سعی کرنا اُس وقت مفید ہوسکتی ہے کہ جب اس نبوت اور وحی کے قصہ کو پاک کردیا جاوے سو یہ ہونے کا نہین پس دین کے خلاف مین سعی کرنا موقوف ہے ظن عدم نصرت الٰہیہ للنبی پر اور اسمین کامیابی کا سامان مجتمع کرنا موقوف ہے قدرت علی قطع النبوۃ پر پس کلام مین اصل شرط اور جزا دونون امر موقوف ہین اور عبارت مین دونون امر موقوف علیہ کو انکے قائم مقام کردیا گیا روی ہذا التفسیر بعینہ فی الدر عن ابن زید وہو احسن التفاسیر وابدعہا عندی وللناس فیما یعشقون مذاہب واللہ اعلم ربط اوپر کی آیت مین کسی کا قطع وحی پر قادر نہ ہونا مذکور تھا آگے تاکید سابق کے لیے حق تعالیٰ کا تنزیل وحی کا فاعل ہونا مذکور ہے اور اوپر ختم آیت مین امر تھا نظر اور فکر کا جسکا مقتضا یہ ہے کہ سامع کو ضرور ہدایت ہوجاتی آگے ختم آیت پر ہدایت کا مشیت الٰہی پر موقوف ہونا ارشاد فرمایا گیا **فاعل بودن حق تعالیٰ مر تنزیل را و ہدایت سبیل را** وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝ اور ہم نے اس (قرآن) کو اسیطرح اتارا ہے کہ اسمین صرف ہماری ہی ارادہ اور قدرت کا دخل ہے جس مین کھلی کھلی دلیلین (تعیین حق کی) ہین اور (جنمین ہم نظر اور فکر کا بھی حکم کرتے رہتے ہین مگر باوجود اس کے) بات یہ (ہی) ہے کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے (حق کی) ہدایت کرتا ہے (البتہ انسان کی سعی اور طلب کے بعد اللہ تعالیٰ ارادہ کرہی لیتا ہے) ربط اوپر کفار کا دین حق اور اہل حق کے ساتھ خلاف اور اختلاف کرنا اور اس اختلاف کا دلائل برہانیہ سے قولی فیصلہ باوضح طرق بیان فرمایا تھا مگر جو کفار مذکورین مثل مشرکین وغیر مذکورین مثل اہل کتاب مین سے جو اہل عناد ہین اسپر اکتفا نہین کرتے اس لیے آگے قیامت کے عملی فیصلہ کا بیان فرمایا جاتا ہے۔

بیان فیصلہ محقین و مبطلین در قیامت

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

اسمین کوئی شبہ نہین کہ مسلمان اور یہود اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس

ملحقات الترجمۃ فی

یفعل کرچکا اشارۃ الی ان اللہ یفعل

فقصد بہ التعلیل والتحقیق (؟)

۱ قولہ فی لیقطع رحی (؟)

تقدیرہ وکون المقدر کالمفقود (؟)

۲ قولہ فی فلینظر آہ اشارۃ

الی عدم ترتبہ علی المعدوم (؟)

النحو لن ینصرہ راجع الی محمد صلی اللہ علیہ سلم لکونہ معلوما معہودا من الکلام والمقام کذا فی الدر عن ابن عباس وابن زید وغیرہما قولہ ان اللہ خبر للمبتدا ای والامر ان اللہ کذا فی الروح ان اللہ یفصل فی الروح انہ فی خبر الرفع

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ

اے مخاطب کیا تجھکو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ کے سامنے سب عاجزی کرتے ہیں جو کہ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپایے

وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۩

السجدة ٦

اور بہت سے آدمی بھی — اور بہت سے ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو گیا ہے — اور جس کو خدا ذلیل کرے اُس کا کوئی عزت دینے والا نہیں — اللہ تعالےٰ جو چاہے کرے —

اور مشرکین اللہ تعالےٰ ان سب کے درمیان میں قیامت کے روز عملی فیصلہ کر دیگا کہ مسلمانوں کو جنت میں داخل کر دیگا اور کافروں کو دوزخ میں، بیشک خدا تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے پس اُسکو ہر ایک کے کفر و ایمان کی بھی اطلاع ہے ہر ایک کو مناسب پاداش دیگا **ف** فرقہ صابئین کے متعلق پارہ الٓمٓ کے نصف سے دو رکوع قبل آیت ان الذین آمنوا الخ کی تفسیر میں کچھ لکھا جا چکا ہے اور مجوس آتش پرست ہیں، باقی مشہور ہیں **ربط** اوپر مومنین و کفار کے درمیان میں قیامت کے روز فیصلہ فرمانے کا بیان تھا چونکہ عادۃً فیصلہ کے لیے اس اختلاف کا معتد بہ اور محل اختلاف کا با وقعت ہونا ضروری ہے اس لیے آگے فریقین کے محل اختلاف یعنی دین و اطاعت الٰہیہ کا عظیم اور رفیع ہونا جمیع مخلوقات کے انقیاد کے ذکر سے اور ایسے ظاہر اور ثابت امر میں اختلاف بیجا کا ذمیم اور شنیع ہونا مکلفین کے انقسام کے ذکر سے بیان فرماتے ہیں اور نیز اوپر فیصلہ مطلق تھا اگلی آیت میں اُس فیصلہ کے عملی ہونے کی حق علیہ العذاب ومن یہن اللہ الخ سے تعیین فرماتے ہیں

تعظیم امر انقیاد و تذمیم اختلاف عناد

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ؕ۩ (۱۸) اے مخاطب کیا تجھکو (عقل سے یا مشاہدہ سے) یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ کے سامنے (اپنی اپنی حالت کے مناسب) سب عاجزی کرتے ہیں جو کہ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپایے اور (باوجود تمام مخلوقات کے منقاد ہونے کے آدمی جو خاص درجہ کی عقل رکھتا ہے انہیں سب منقاد نہیں بلکہ) بہت سے (تو) آدمی بھی (انقیاد اور عاجزی کرتے ہیں) اور بہت سے ایسے ہیں جن پر (بوجہ منقاد نہ ہونے کے) عذاب (کا استحقاق) ثابت ہو گیا ہے اور (سچ یہ ہے کہ) جسکو خدا ذلیل (وخوار) کرے (اور اُسکو توفیق ہدایت نہ ہو) اُس کا کوئی عزت دینے والا نہیں (اور) اللہ تعالیٰ (کو اختیار ہے اپنی حکمت سے) جو چاہے کرے (یضل من یشاء و یہدی من یشاء) **ف** غور سے سمجھنا چاہیے کہ اور مخلوقات مذکورہ آیت چونکہ مکلف نہیں ہیں اس لیے اُنکے مناسب صرف انقیاد تکوینی و تسخیری ہے اور وہ اُن سب میں متحقق ہے اور انسان مکلف ہے اس لیے اُس کے مناسب علاوہ انقیاد تسخیری و تکوینی کے انقیاد تشریعی و اختیاری بھی ہے پس سجدہ میں مناسب کی قید لگا دینے سے سجدہ کا تحقق دیگر مخلوقات کے لیے عام ہو گیا اور انسان کے لیے صرف بعض افراد کے اعتبار سے ہو الیس نہ سجدہ مکرر نکالنے کی ضرورت اور نہ سجدہ مذکورہ کے سب کی طرف منسوب ہونے میں کوئی قباحت اور نہ یہ اشکال کے وارد ہونے کی گنجائش رہی کہ سجدہ مذکورہ اگر انقیاد اختیاری ہے تو دیگر مخلوقات کی طرف نسبت مشکل اور اگر اضطراری ہے تو کثیر من الناس کی تخصیص مشکل سو بحمد اللہ تفسیر مذکور سے سب اشکال دفع ہو گیا اور کسی تکلف کی حاجت نہ رہی اور سجدہ کے معنے مجازی انقیاد کے لے لینے سے کوئی یوں نہ سمجھے کہ آیت وان من شئ الا یسبح میں بھی تسبیح مجازی حالی ہی مراد ہے اور یہی اصل ہے کیونکہ تسبیح حقیقی تالی کے لیے تو صدور الفاظ کافی ہے جو کہ وجود لسان پر موقوف نہیں چنانچہ فونوگراف میں اب مشاہدہ ہو گیا ہے اور سجدہ کے معنے حقیقی کے لیے جسم کا وجود ضروری ہے اور جسم ہر مخلوق میں نہیں ہے خوب سمجھ لیا جاوے اور ہرچند کہ من فی السموات ومن فی الارض میں بوجہ اس کے کہ من بمعنے ما ہے اور تغلیباً من سے تعبیر کر دیا گیا ہے شمس و قمر وغیرہ بھی داخل ہیں لیکن انکی تخصیص میں حسب قول صاحب روح یہ نکتہ ہے کہ جہلا نے ان چیزوں کی عبادت کی ہے اس لیے بتلا دیا کہ تمہارے معبود خود عابد ہیں چنانچہ بعض شمس کا عابد حمیر کو اور قمر کا کنانہ کو اور دبران کا تمیم کو اور شعری کا لخم اور قریش کو اور ثریا کا طی کو اور عطارد کا اسد کو اور مرزم کا ربیعہ کو اور اصنام (حجار) کا اکثر عرب کو اور جبل کا ... کو ... ایک ببول کا درخت تھا غطفان کو اور بقرہ کا بعض مشرکین کو نقل کیا ہے اور آیت میں جن کا ذکر نہ ہونا دلیل اُسکی نفی کی نہیں اور دلائل سے ثابت ہے کہ وہ بھی انسان کی طرح دو قسم ہیں واللہ اعلم **ربط** اوپر مومنین و کفار کے اقسام تفصیلاً اور ان کا عملی فیصلہ اجمالاً مذکور تھا آگے

النجوم قولہ وکثیر حق فی الروح کثیر مبتدأ وما بعدہ خبرہ ۱۲

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ

یہ دو فریق ہین جنہون نے درباره اپنے رب کے باہم اختلاف کیا سو جو لوگ کافر تھے انکے لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جاوینگے انکے سر کے اوپر سے تیز گرم پانی چھوڑا جاویگا

یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ

اُس سے اُنکے پیٹ مین کی چیزین اور کھالین سب گل جاوینگی اور اُن کے لیے لوہے کے گرز ہونگے وہ لوگ جب گھٹے گھٹے اس سے باہر نکلنا چاہینگے تو پھر اُسی مین دھکیل دیے جاوینگے

اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ

اور کہا جاویگا کہ جلنے کا عذاب چکھتے رہو اللہ تعالی اُن لوگون کو کہ ایمان لائے اور اُنہون نے نیک کام کیے ایسے باغون مین داخل کریگا جنکے نیچے سے نہرین جاری ہونگی اُنکو

فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِیْدِ

وہان سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاوینگے اور پوشاک انکی وہان ریشم کی ہوگی اور انکو کلمہ طیب کی ہدایت ہوگئی تھی اور انکو اُس کے رستہ کی ہدایت ہوگئی تھی جو لائق حمد ہے

اُن کے اقسام بطور منیران الکل کے جملہ ہذان خصمان مین اجمالا اور اُن کا فیصلہ توضیح کے لیے تفصیلا مذکور ہوتا ہے پس ان آیات مین اس بنا پر منجملہ بدائع کی صنعت تقسیم اور جمع اور تفریق کی ہوئی پس ان الذین آمنوا سے اشرکوا تک ایک تقسیم ہے اور ان اللہ یفعل سے اختصموا تک جمع ہے اور فالذین کفروا سے آخر تک تفریق ہے

تفصیل فیصلہ فرق مذکورہ

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿١٩﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿٢٢﴾ اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِیْدِ ﴿٢٤﴾ یہ (جنکا اوپر آیت ان الذین آمنوا الخ مین ذکر ہوا) دو فریق ہین (ایک مومن دوسرا کافر پھر اس دوسرے فریق کی کئی قسمین ہین یہود اور نصاری اور صابئین اور مجوس اور بت پرست) جنہون نے درباره اپنے رب کے (دین کے) باہم (اعتقادا اور گاہے مباحثۃ بھی) اختلاف کیا سو (اس اختلاف کا عملی فیصلہ قیامت مین اسطرح ہوگا کہ) جو لوگ کافر تھے انکے (پہننے کے) لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جاوینگے (یعنی آگ چارون طرف سے پانون تک کپڑون کی طرح محیط ہوگی اور) اُن کے سر کے اوپر سے تیز (کھولتا ہوا) گرم پانی چھوڑا جاویگا (اور) اُس سے اُنکے پیٹ مین کی چیزین (یعنی انتڑیان) اور (انکی) کھالین سب گل جاوینگی (اسطرح سے کہ کچھ حصہ اُس پانیکا کھال کو توڑکر اندر گھس جاویگا اُس سے انتڑیان گل جاوینگی اور کچھ حصہ کھال کے اوپر بہیگا اُس سے کھال گل جاویگی) اور انکے (مارنے کے لیے) لوہے کے گرز ہونگے (اور اس مصیبت سے کبھی نجات نہ ہوگی چنانچہ) وہ لوگ جب (دوزخ مین) گھٹے گھٹے گھبراجاینگے اور اُس سے باہر نکلنا چاہینگے (اور کنارہ کی طرف کو چلینگے گو بوجہ قعر اور دروازون کے بند ہونے کے نکل نہ سکین مگر ایسے وقت مین یہ حرکت طبعی ہوتی ہی) تو پھر اُسی مین دھکیل دیے جاوینگے اور (انکو) کہا جاویگا کہ جلنے کا عذاب (ہمیشہ کے لیے) چکھتے رہو (کبھی نکلنا نصیب نہ ہوگا اور) اللہ تعالی اُن لوگون کو کہ ایمان لائے اور اُنہون نے نیک کام کیے (بہشت کے) ایسے باغون مین داخل کریگا جنکے نیچے سے نہرین جاری ہونگی (اور) انکو وہان سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاوینگے اور پوشاک انکی وہان ریشم کی ہوگی اور (یہ سب انعام اکرام ان کے لیے اس سبب سے ہے کہ دنیا مین) انکو کلمہ طیب (کے اعتقاد) کی ہدایت ہوگئی تھی اور انکو اُس (خدا) کے رستہ کی ہدایت ہوگئی تھی جو لائق حمد (وستایش) ہے (وہ رستہ اسلام ہے) **ف** اگر کسیکو شبہ ہو کہ جب ما فی البطون اور جلود گل گئے تو محل عذاب نرہا پھر عذاب کیسے ہوگا جواب یہ ہے کہ حدیث مین ہے کہ پھر وہ اپنی حالت پر ہوجاویگا رواہ الترمذی اور دوسری آیت مین ہے کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب۔

النحو من غم متعلق بیخرجوا من اجلیۃ قولہ وذوقوا بتقدیر القول۔ قولہ ولؤلؤا معطوف علی محل اساور البلاغۃ قولہ ھذان لما کان کل خصم فریقا یجمع طائفۃ جاء المبتدأ بصیغۃ التثنیۃ بجعلھم فریقین والخبر بصیغۃ الجمع لاشتمال الفریق طوائف۔ قولہ قطعت فی الکلام استعارۃ تمثیلیۃ وکان جمع الثیاب للایذان بتراکم النار کذا قیل واقول ان العادۃ ان الاحاطۃ انما تحصل بثیاب متعددۃ لا بثوب واحد فلذا جمع قولہ اعیدوا فیھا لم یقل الیھا لانھم لم یخرجوا لیکون العود عودا الیھا قولہ وھذا وھذہ الزیادۃ کقولہ تعالی فی اہل النار فلذالک بالخدمت بلاک ١٢

الروایات فی الترمذی فی قولہ یصھر مرفوعا ان الحمیم لیصب علی رؤسھم فینفذ الجمجمۃ حتی یخلص الی جوفہ فیسلت ما فی جوفہ حتی یمرق من قدمیہ وھو الصھر ثم یعاد کما کان اھ وفی البخاری فی نزول آیۃ ھذان خصمان نزلت فی الذین بارزوا یوم بدر اھ قلت وکان اختصامھم ہذا ناشئا من اختصامھم فی ربھم ای الدین لا عین الاختصام فی اللہ تعالی فسمی بہ مجازا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ

بے شک جو لوگ کافر ہوئے　اور اللہ کے رستہ سے اور مسجد حرام سے روکتے ہین　جس کو ہم نے تمام آدمیون کے واسطے مقرر کیا ہی کہ اُسمین سب برابر ہین اُسمین رہنے والا بھی

وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ

اور باہر سے آنیوالا بھی یہ لوگ معذب ہونگے اور جو شخص اُسمین کوئی خلاف دین کام قصداً ظلم کے ساتھ کریگا تو ہم اُسکو عذاب دردناک چکھا وینگے

اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ سب اہل جنت کا لباس حریر ہوگا اور حدیث مین آیا ہی کہ جو مرد دنیا مین حریر پہنے گا اُس کو جنت مین نہ ملیگا گو وہ جنت مین بھی چلا جاوی اور وہ فی الروح بتخریج النسائی وابن حبان وغیرہما جواب یہ ہو کہ ممکن ہے کہ اول داخل ہوتے ہی نہ ملے پھر ملجاوی۔ اور اگر یہ شبہ ہو کہ اُس ملنے سے اگر حسرت نہ ہوگی تو وعید ہی کیا ہوئی اور اگر حسرت ہوگی تو جنت مین حسرت ہونا لازم آتا ہی جواب یہ ہی کہ تھوڑی دیر کے لیے حسرت ہونے مین وعید بھی ہوگئی اور اشکال بھی نہین ہی کیونکہ اُسکے بعد جو راحت دائمی ہوگی اُس کے سامنے وہ کالعدم ہی پس ایسی حسرت ساعت قلیلہ کے لیے جنت مین کسی دلیل سے منفی نہین ہی ربط اوپر آیت و من الناس من یجادل الی قولہ لیضل عن سبیل اللہ مین بعض کفار کا جدال اور دین سے اضلال قولی مذکور تھا اور اُسی سلسلہ مین یہانتک کلام چلا آیا تھا آگے اُن کے جدال اور بعض احکام دین کے ابطال فعلی کا مع وعید ذکر ہی جیسا کفار قریش نے عام حدیبیہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو عمرہ کے لیے مکہ مین جانے سے روک لیا تھا اور اُس وعید کی تاکید کے لیے اُس مقدس مکان اور اُس کے متعلق بعض ارکان اور اُن ارکان کے ادا کے اوقات و ازمان کی فضیلت اور عظمت کا مضمون ارشاد فرمایا گیا ہی اور زیادت تشدید کے لیے ایسے امکنہ و ازمنہ مین شرک کرنے کی مذمت و قباحت کا بیان ہوا ہی کہ جو لوگ اُس مقام اور اُن ایام کے مناسب عبادت کرنے آئے اُن کو تو روکا اور خود اِن مواقع مین ایسے افعال شرکیہ کرتے ہین اور یہ مضمون بشر المحسنین تک چلا گیا ہی۔

ذم کفار لئام بر منع اہل اسلام از مسجد حرام و بیان بعض احکام متعلقہ آن مقام و آن ایام

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۵﴾ بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور (مسلمانون کو) اللہ کے رستہ سے (یعنی دین کے کام سے کہ وہ عمرہ ہے) اور (چونکہ عمرہ کے ارکان حرم کے خاص حصہ مین ادا ہوتے ہین اس لیے) مسجد حرام (یعنی حرم) سے (بھی) روکتے ہین جس (کی کیفیت کسی کے ساتھ خصوصیت نہ ہونے کی یہ ہی کہ اُس) کو ہم نے تمام آدمیون کے واسطے مقرر کیا ہی کہ اسمین (یعنی تمام حرم مین باستثناء ان حصص کے جو کسی استحقاق صحیح ثابت بالدلیل سے بشرط وجود ایسی دلیل کے کسی خاص شخص کے مملوک ہین باقی اجزاء حرم مین) سب برابر ہین اُس (حرم کے داخل حدود) مین رہنے والا بھی (یعنی جو لوگ وہان مقیم ہین) اور باہر سے آنے والا (مسافر) بھی (اور جن مواقع سے کفار نے روکا ہے یعنی مسجد و حوالی مسجد جو مقامات ہین طواف اور سعی کے اور جن سڑکون سے وہان تک پہونچتے ہین یہ سب مواقع کفار کے مملوک نہین تھے) یہ (روکنے والے) لوگ (اس روکنے کی وجہ سے) معذب ہونگے اور (یہ روکنا تو متضمن بہت سے معاصی کو پھر مقرون کفر کے ساتھ بھی ہی اس پر تو عذاب کیسے نہ ہوتا یہ مقام حرم تو ایسا معظم و محترم ہے کہ) جو شخص اُس مین (یعنی حرم مین خواہ وہ جزء مملوک ہو یا غیر مملوک کیونکہ روکنے کی حرمت مین تو اُس عموم سے بدلیل تخصیص کر لی گئی اور یہان کوئی دلیل تخصیص کی نہین ہے اور مرجع دونون جگہ عام ہی غرض جو شخص حرم کے کسی حصہ مین بھی) کوئی خلاف دین کام (خواہ وہ اس صد مذکور سے کم ہی ہو) قصداً (و ارادۃً خصوص جبکہ وہ) ظلم (یعنی شرک و کفر) کے ساتھ (بھی مقرون ہو) کریگا (جیسا یہ لوگ بصد دین کے ساتھ کفر وا کے ساتھ بھی متصف ہین) تو ہم اُس (شخص) کو عذاب دردناک (کا مزہ) چکھا وینگے (تو انکی تو معصیت بھی اشد تھی ضرور ہی مستحق عذاب الیم ہین) ف ہر چند کہ دین کے خلاف کام کرنا ہر جگہ موجب عذاب ہی لیکن حرم کے اندر اور زیادہ موجب عذاب ہی پس یہ تخصیص شدت عقوبت کے سبب سے ہی اور باقی آیت یا اور کوئی معتد بہ دلیل اسپر دال نہین وہان صغائر حکم کبائر مین ہین یا ایک سیئہ سے سیئات متعددہ لکھے جاتے ہین البتہ اور جگہ صغائر و کبائر کا جو اثر ہی حرم مین دونون کا اثر کیفاً و شدۃً زیادہ ہی لیکن صغیرہ کا اثر حد کبیرہ تک یا واحد سے تجاوز کر کے متعدد تک پہونچنا ثابت نہین اور یرد سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ ارادہ کا جو مرتبہ دوسری جگہ موجب تعذیب نہ ہو وہان موجب تعذیب ہو جاتا ہی بلکہ یرد بمعنے یتعمد کی قید سے یہ فائدہ ہوگا کہ نسیان و خطا کے عفو پر دلالت کریگا اور بظلم بمعنے بشرک کی قید اس لیے نہین کہ بدون شرک کے دوسری معصیت موجب عذاب نہ ہوگی بلکہ اول تو اُن بالغین کا یہ فعل

لغات قولہ ان الذین کفروا خبرہ مقدر ای یعذبون دل علیہ جواب من ای نذقہ الخ قولہ سواء حال من المفعول والعاکف مرفوع بالسواء قولہ بالحاد الباء کما فی الروح زائدۃ ای یرد الالحاد بظلم ۱۲

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۝

اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلادی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والون کے اور قیام و رکوع و سجود کرنے والون کے واسطے پاک رکھنا

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا

اور لوگون مین حج کا اعلان کردو لوگ تمہارے پاس چلے آئین گے پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیون پر بھی جو کہ دور دراز رستون سے پہونچی ہونگی تاکہ اپنے فوائد کے لیے آموجود ہون اور تاکہ ایام مقررہ

اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ۝ ثُمَّ

مین اُن مخصوص چوپاؤن پر اللہ کا نام لین جو خدا تعالےٰ نے انکو عطا کئے ہین سو اُن جانورون مین سے تم بھی کھایا کرو اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو پھر

لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۝

لوگون کو چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کردین اور اپنے واجبات کو پورا کرین اور اس مامون گھر کا طواف کرین

واقع مین مقرون بالشرک تھا دوسرے اُسکا فائدہ یہ ہی کہ جو شخص ظلم کے ساتھ موصوف ہوگا وہ تو یقیناً معذب ہوگا اور یہ تعذیب کافر کے مکلف بالفروع نہ ہونے کے مسئلہ سے منافی نہین کیونکہ نفی تکلیف احکام دنیویہ کے اعتبار سے ہی اور احکام اخرویہ کے اعتبار سے مسئلہ مسکوت عنہ ہی اور جو شخص موصوف بالایمان ہو ممکن ہے کہ ایمان کی برکت سے بلا تعذیب ہی عفو کر دیا جاوے **ف۲** مسجد حرام کی تفسیر جمیع حرم کے ساتھ در منثور مین حضرت ابن عباس رضہ سے مروی ہی اور یہ اطلاق مجازی ہے تسمیۃ للشی بجزءہ الاعظم الاہم اور آیت مین بھی اسکے قرائن موجود ہین مثلاً العاکف فیہ والباد کیونکہ عاکف بقرینہ مقابلہ بادی کے بمعنے مقیم للسکنی کے ہی اور ظاہر ہی کہ اسطرح کی اقامت مسجد مین مشروع نہین اور مثلاً من یرد فیہ مین ضمیر مجرور یقیناً مسجد حرام کی طرف ہی اور ظاہر ہے کہ حکم نذقہ من عذاب الیم بالاجماع عام ہی تمام حرم کے لیے اور نیز اُن کفار کا یہ فعل حرم مین اور حرم کے متعلق بلا تخصیص مسجد بالمعنے الحقیقی کے واقع ہوا تھا اور علماء حنفیہ نے اسی تفسیر کو اختیار کر کے اس آیت سے استدلال کیا ہی کہ تمام حرم کی زمین مثل وقف کے ہی کسی کو اُسمین ملک کا دعوی یا کسی کو انتفاع سے منع کرنا جائز نہین نہ اُن اراضی کا کرایہ لینا جائز ہی اور کچھ احادیث بھی اس بارہ مین آئی ہین بدایہ در منثور مین وہ حدیثین نقل کی ہین لیکن خود امام صاحب سے بھی جواز کا ایک قول منقول ہی اور اُسی پر فتوی ہی ہکذا فی الروح اس لیے احقر نے جو تفسیر کی ہی کسی مذہب کو مضر نہین چنانچہ اس قید سے کہ بشرط وجود ایسی دلیل کے یہ امر ظاہر ہی اور آیت مین جو آیا ہی یرد فیہ اس ارادہ کے ایسے معنے ہین جیسے ان آیات مین قولہ تعالی اراد الآخرۃ قولہ تعالی ارادان یذکر او اراد شکورا ای طلب و سعی وجد و قصدا اور ظلم کی تفسیر شرک کے ساتھ نیز در منثور مین ابن عباس رضہ سے مروی ہے۔ **تتمہ سابق**

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝۲۶ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝۲۷ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ ۝۲۸ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝۲۹

اللغات قولہ بوانا اصلہ جعلناہ مباءۃ لہ ای مرجعا والحاصل کما قال الزجاج بینا لہ مکان البیت لیبنیہ ویکون مباءۃ لہ ولعقبہ یرجعون الیہ ویحجونہ قولہ فج عمیق اصل الفج الطریق بین الجبلین واصل العمیق البعید فی القعر ثم استعمل فی المطلق بدون القیدین البائس من اصابہ البؤس ای الشدۃ قولہ لیقضوا تفثہم التفث الشعث کما فی القاموس والقضاء فی الاصل القطع والفصل کما فی الروح وارید بہ الازالۃ مجازا قولہ لیوفوا نذورہم فی المدارک نذورہم مواجب حجہم والعرب تقول لکل من خرج عما وجب علیہ وفی بنذرہ وان لم ینذر او ما ینذرونہ من اعمال البر فی حجہم قلت ولعل النکتۃ فی تخللہ بین القضاء والطواف عدم کونہ مرتبا بالنسبۃ الی کل واحد منہما تقدیما وتاخیرا قولہ العتیق سمی بہ لانہ تعالی اعتقہ من الجبابرۃ ۱۲ **النحو** قولہ اذن عطف علی لا تشرک لکون کل منہما خطابا لابراہیم علیہ السلام **البلاغۃ** قولہ الرکع السجود ولم یعطف السجود لانہ من جنس الرکوع فی الخضوع بخلاف القیام قولہ یاتوک ای یاتوا بیتک فلا اشکال فی من بعدہ علیہم السلام وایقاع الاتیان علی ضمیرہ علیہ السلام لکون ذلک بندائہ قولہ یاتین والجمع باعتبار المعنی قولہ کل فی موضعین للتکثیر لا للاحاطۃ قولہ فکلوا وقولہ لیقضوا فیہما التفات ۱۲ **الفقہ** فی الہدایۃ وحواشیہ ثم یذبح ثم یحلق ثم یاتی من یومہ ذلک مکۃ او من الغد او من بعد الغد فیطوف بالبیت طواف الزیارۃ ووقتہ ایام النحر وہی الثلثۃ العاشر والحادی عشر والثانی عشر لان اللہ تعالی عطف الطواف علی الذبح قال فکلوا منہا ثم قال ولیطوفوا فکان وقتہما واحدا لان المعطوف فی حکم المعطوف علیہ لا یجوز تقدیم الطواف علی ایام النحر بالاجماع ویجوز الاکل من ہدی التطوع والمتعۃ والقران بمنزلۃ الاضحیۃ ویستحب لہ ان یاکل منہا لما قد صح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل من لحم ہدیہ وحسا من المرقۃ ولا یجوز الاکل من بقیۃ الہدایا وہی دم النذر والکفارات والاحصار اھ والوجہ النقلی فی استحباب الاکل من الضحایا زائدا علی ما مر من الدلیل النقلی علی ما فی الروح ہو الندب علی مواساۃ الفقراء ومساواتہم فی الاکل منہا وفی الروح تخصیص البائس الفقیر بالاطعام لا ینفی جواز اطعام الغنی وقد یستدل علی الجواز بالامر الاول لافادتہ جواز اکل

ذٰلِكَ ۖ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا

یہ بات تو ہو چکی اور جو شخص اللہ تعالےٰ کے محترم احکام کی وقعت کریگا سو یہ اُس کے حق مین اس کے رب کے نزدیک بہتر ہی اور ان مخصوص چوپاؤن کو باستثنا اُن کے جو تمکو پڑھکر سنادیگئے ہین تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہی

الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ

تو تم لوگ گندگی سے یعنی بتون سے کنارہ کش رہو اور جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو　اسطور سے کہ اللہ ہی کی طرف جھکے رہو اُس کے ساتھ شریک مت ٹھیراؤ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا

فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ○

پھر پرندون نے اُسکی بوٹیان نوچ لین یا اُس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ مین لیجا پٹکا

اور (اس مقام محترم کی جو لہ بیت اللہ کو مشتمل ہی عظمت ظاہر کرنے کے لیے تاکہ بیحرمتی کرنے والون کی زیادہ خرابی ظاہر ہو ان لوگون کے سامنے اُس قصہ کا تذکرہ کیجیے) جبکہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلادی (کیونکہ اسوقت خانہ کعبہ بنا ہوا نہ تھا اور حکم دیا) کہ (اس مکان کو عبادت کے لیے تیار کرو اور اُس عبادت مین) میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا (یہ اُنکے مابعد والون کو سنانا ہے اور ذکر بیت کے ساتھ اس کا ذکر اس لیے نہایت ہی مناسب ہوا کہ کسی حقیقت ناشناس کو تعظیم بیت سے اور اُس کے معبد ہونے سے اُس کے معبود ہونے کا ابہام نہ ہو جاوے) اور میرے (اس) گھر کو طواف کرنے والون کے اور (نماز مین) قیام و رکوع و سجود کرنے والون کے واسطے (حسی او معنوی نجاسات سے جیسے اقذار و اصنام) پاک رکھنا (جیسا اب تک تمنے پاک رکھا ہی یہ بھی مابعد والون کو سنانا ہی کہ جن مقدس بزرگ مین عدم تطہیر کا احتمال بھی نہین تھا جب اہتمام تطہیر کے لیے اُنکو یہ امر کیا گیا تو دوسرون کو جو حقیقۃً اُسمین اصنام رکھتے ہوئے ہین کیونکر معاف کر دیا جاویگا) اور (ابراہیم علیہ السلام سے یہ بھی کہا گیا کہ) لوگون مین حج (کے فرض ہونے) کا اعلان کر دو (اس اعلان سے) لوگ تمہارے پاس (یعنی تمہاری اس عمارت مقدسہ کے پاس حج کو) چلے آئین گے پیادہ بھی اور (جو سفر کے مارے) دبلی (ہو گئی ہونگی اُن) اونٹنیون پر (سوار ہوکر) بھی جو کہ دور دراز رستون سے پہونچی ہونگی (یا جو سواری کسی کو میسر ہو تخصیص ضامر کی تنبیہ باعتبار علی الغالب ہی) اور وہ لوگ اس لیے آوینگے) تاکہ اپنے (دینیہ مقصودہ اور دنیویہ تابعہ) فوائد کے لیے آموجود ہون (مثلاً آخرت کے منافع یہ ہین حج و ثواب و رضاء حق اور دنیوی فوائد یہ ہین قربانی کا گوشت کھانا اور تجارت و مثل ذلک رواہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس کذا فی الروح البتہ دنیوی فوائد کا مقصود اصلی ہونا مذموم ہی) اور (اس لیے آوینگے) تاکہ ایام مقررہ (یعنی ایام قربانی) مین (کہ دسوین گیارہوین بارہوین ذیحجہ کی ہی) اُن مخصوص چوپاؤن پر (یعنی گائے اونٹ بکری بھیڑ پر ذبح کے وقت) اللہ کا نام لین جو خدا تعالیٰ نے اُنکو عطا کی ہین (یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہین اور یہ منفعت ذو وجہین ہے من وجہٍ دنیوی اور من وجہٍ اخروی - یہ ابراہیم علیہ السلام کے خطاب کا مضمون ہو چکا جس سے حج اور قربانی کا یقیناً اُسوقت بھی مشروع ہونا معلوم ہوا) سو (اے امت محمدیہ تمہارے لیے بھی یہ حکم حج اور قربانی کا مع متممات آیندہ کے جو کلوا منہا الخ مین مذکور ہین مشروع ہی سو تم بھی قربانی پر بسم اللہ کیا کرو اور) اُن (قربانی کے) جانورون مین سے تم (کو) بھی (اجازت مع الاستحباب ہی کہ) کھایا کرو اور (مستحب ہی کہ) مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو (بلکہ غنی کو بھی کھلاؤ تو کچھ مضائقہ نہین) پھر (قربانی کے بعد) لوگون کو چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کر دین (یعنی احرام کھول ڈالین اور سر منڈا ڈالین یا بال کٹا دین اور ناخن اور لب بنوالین) اور اپنے واجبات کو (خواہ نذر سے قربانی وغیرہ واجب کر لی ہو یا بلا نذر ابتداءً جو افعال حج کے واجب ہین جیسے رمی جمار کہ ایام منی مین ہوتی ہی ان سب کو) پورا کرین اور (ان ہی ایام معلومات مین) اس مامون گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا طواف کرین (یہ طواف زیارت کہلاتا ہی جو کہ فرض ہی)

ف حاتم و بیہقی نے ابن عباس رض سے اعلان ابراہیمی کا قصہ نقل کیا ہی کہ جب وہ بعد فراغ تعمیر بیت اللہ اس کے مامور ہوئے تو عرض کیا کہ میری آواز کہان تک پہونچیگی حق تعالیٰ نے پہونچانے کا وعدہ فرمایا تو اُس پکارنے کو سب نے سنا ہکذا فی الروح - اور کلوا سے لیطوفوا تک جتنی مسائل ترجمہ مین مذکور ہین سب ہدایہ مین ہین - اور یہ جو حدیث ترمذی وغیرہ بیت اللہ کا مامون ہونا یہ معنے کہ جبابرہ مین سے جس نے اسکی بے ادبی کا ارادہ کیا وہ غارت ہوا اور اکثرون کا تو حوصلہ ہی نہین ہوا اور حضرت عبداللہ بن زبیر سے جو حجاج بن یوسف لڑا اہانت بیت اُسکا مقصود نہ تھا **ایضاً تتمہ سابق** ذٰلِكَ ۖ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ قبیل ات الاکثر کو حکم دیا اشارۃ الی کونہ معمولاً لفعل المقدر ۱۲

۲ قولہ فی بہیمۃ الانعام مخصوص لان البہیمۃ عام والانعام مخصوصۃ بالاصناف الاربع ۱۲

اللغات تھوی بہ ای تسقط سحیق بعید **النحو** قولہ ھو خیر راجع الی التنظیم المفہوم من الفعل **البلاغۃ** قولہ یتلی فی الروح لم یرد منہ الاستقبال لسبق تلاوۃ آیۃ التحریم وکان التعبیر بالمضارع استحضار للصورۃ الماضیۃ لمزید الاعتناء قلت وہذا ہو الغالب الظاہر ویحتمل علی بعدان یکون الفعل علی حقیقتہ وتکون آیۃ التحریم نزلت بعدہا قولہ واحلت فی الروح والجملۃ معترضۃ مقررۃ لما قبلہا من الامر

ذٰلِكَ ۖ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ

یہ بات بھی ہو چکی اور جو شخص دین خداوندی کے ان یادگاروں کا پورا لحاظ رکھیگا تو اُن کا یہ لحاظ رکھنا دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہی تمکو اُن سے ایک معین وقت تک فوائد حاصل کرنا جائز ہی پھر اُسکے ذبح حلال ہونیکا

الْعَتِيْقِ ۝ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۗ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا

بیت عتیق کے قریب ہی اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ اُن مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اُس نے اُنکو عطا فرمایا تھا سو تمہارا معبود ایک ہی خدا ہی تو تم ہمہ تن اُسی کے

ذٰلِكَ ۖ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝۳۲ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝۳۳ یہ بات تو (جو کہ احکام مخصوصہ مذکورہ کے متعلق تھی) ہو چکی اور (اب کل احکام کے متعلق دوسری بات سن لو کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کے محترم احکام کی (عام اس سے کہ حج کے احکام مذکورہ ہوں یا حج کے احکام غیر مذکورہ یا حج کے متعلق نہ ہوں سو جو شخص اُن کی) وقعت کریگا (علماً بھی کہ اُنکو حاصل کرے اور عملاً بھی کہ اُنکے خلاف نہ کرے) سو یہ (وقعت کرنا) اُس کے حق میں اُسکے رب کے نزدیک بہتر ہی (کیونکہ موجب ثواب و منجی عن العذاب ہی) اور (اوپر جو بہیمۃ الانعام کے کھانیکی اجازت ہوئی ہی اس سے استبعاد کرنا کہ احرام میں صید تو حرام ہو جاتا ہی یہ کیوں حلال ہی اصل یہ ہی کہ) ان مخصوص چوپاؤں کو باستثنائے اُن (بعض بعض) کے جو تمکو (بعض آیات قرآنیہ میں) پڑھکر سنا دیے گئے ہیں (وہ آیت سورہ انعام وغیرہ کی ہی قل لا اجد فیما اوحی الی آلخ سو باستثناء ان بعض کے باقی بہیمۃ الانعام کو) تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہی (اور حلت و حرمت کا مدار اللہ تعالیٰ کی تحلیل و تحریم پر ہی جب اللہ تعالیٰ نے اُنکو حلال کر دیا حلال ہو گئے پھر استبعاد بے معنی ہے پس اس صورت میں کہ اُنکی حلت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکم متعلق ہو چکا اُنکا حلال سمجھنا بھی تعظیم حرمات اللہ میں داخل ہی جسکی خیریت اوپر بتلا دی گئی ہے اور جب احکام خداوندی کی تعظیم ہی میں خیریت منحصر ہی) تو تم لوگ گندگی سے یعنی بتوں (کو حق تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے) سے (بالکل) کنارہ کش رہو (کہ اسمیں تو بڑا بھاری حکم یعنی توحید بسلائع ہوتا ہی چنانچہ مشرکین کی عادت تھی کہ لبیک میں اُنکا اور ملا دیتے الا شریکا ہو لک تملکہ وما ملک) اور (علی الاطلاق) جھوٹی بات سے (خواہ عقائد کے باب میں ہو جیسا مشرکین کا قول مذکور یا غیر عقائد میں جیسے جھوٹی گواہی) کنارہ کش رہو اسطور سے کہ اللہ کی طرف جھکے رہو (اور) اُس کے ساتھ (کسی کو) شریک مت ٹھہراؤ اور (شرک تو ایسی بُری چیز ہی کہ) جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہی تو (اُسکی حالت مشابہ اس کے ہوتی ہی جیسے) گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر (رستہ میں) پرندوں نے اُس کی بوٹیاں نوچ لیں یا (اگر پرندوں سے بچ بھی گیا تو) اُسکو ہوا نے کسی دور دراز جگہہ میں لیجا پٹکا (غرض ہر طرح ہلاک ہوا اسیطرح جو شرک کرتا ہے یا تو کسی کے ہاتھ سے مارا گیا یا کسی وقت موت طبعی سے مر گیا ہر حالت میں دار البوار میں پہونچے گا اور یوں بے ہوا کے جھونکوں کے بھی ضرور ہی گرتا لیکن اس صورت میں اور زیادہ کلفت ہوگی چنانچہ موت طبعی کے ساتھ فرشتوں کے دھکے سکے اُس کے مشابہ ہیں) یہ بات بھی (جو کہ بطور قاعدہ کلیہ کے تھی) ہو چکی اور (اب ایک خاص بات متعلق قربانی کے جانور کے جو کہ ضروری ہے اور سن لو کہ) جو شخص دین خداوندی کے ان (مذکورہ) یادگاروں (یعنی قربانی کے جانوروں کے متعلق احکام) کا پورا لحاظ رکھیگا (خواہ وہ احکام قبل الذبح ہوں جیسا عنقریب آتا ہی یا وقت ذبح ہوں جیسا اسم اللہ کا نام لینا یا بعد الذبح ہوں جیسے اکل یا عدم اکل جو جسکے لیے شرعاً ثابت ہو) تو اُن کا یہ لحاظ رکھنا (خدا تعالیٰ سے) دل کے ساتھ ڈرنے سے (حاصل) ہوتا ہے (ان احکام میں قسمیں آخرین تو اوپر بھی مذکور ہوئے ہیں اور قسم اول یہ ہی کہ) تمکو اُن سے ایک معین وقت تک فوائد حاصل کرنا جائز ہی (یعنی جب تک وہ قواعد شرعیہ سے ہدی نہ بنائے جاویں پھر بعد ہدی بنا دینے کے دودھ یا رکوب یا بار برداری وغیرہ سے منتفع نہ ہونا چاہیے الا بضرورت شدیدہ) پھر (یعنی بعد ہدی بنینے کے) اُس کے ذبح حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب ہی (مراد کل حرم ہے یعنی حرم سے باہر ذبح نہ کریں) ف لفظ لحاظ کے ترجمہ میں پوری کی قید جس پر مقام و مادہ تعظیم بھی دال ہے اس لیے ظاہر کی گئی کہ کچھ ناتمام لحاظ تو بدون خوف کے بھی ہو سکتا ہی اور آیت اخیرہ کی تفسیر امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کے موافق کی گئی ہی کذا ذکر فی الکتب الفقہیۃ الہدایۃ وغیرہا واللہ اعلم ۔ ایضاً تتمہ سابق وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۗ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۗ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ یعنی بتوں الخ تفسیر الرجس بالشرک اشارۃ الی ان الاوثان فیہ بیانیۃ کذا فی الروح ۱۲

اللغات شعائر فی الروح جمع شعیرۃ او شعارۃ بمعنی العلامۃ کالشعار واطلقت علی البدن الہدایا کما قال ابن عباس لانہا من معالم الحج او الدین قولہ ثم محلہا الی البیت فی الجلالین ای مکان حل نحرہا عندہ والمراد الحرم جمیعاً ۔ منسکا مصدر بمعنی الذبح واصلہ یعم کل عبادۃ ۱۲

النحو قولہ فانہا علی حذف المضاف ای تعظیمہا قولہ ذلک فی الروح ای الامر ذلک واشالہ یطلق للفصل بین الکلامین او بین وجہی کلام واحد ۔

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا

اور آپ گردن جھکا دینے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے جو ایسے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو اُن مصیبتوں پر کہ اُن پر پڑتی ہیں صبر کرنے والے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا

ہم نے اُنکو دیا ہے اُسمیں سے خرچ کرتے ہیں اور قربانی کے اونٹ اور گائے ہم نے اللہ کی یادگار بنایا ہے اُن جانوروں میں تمہارے فائدے ہیں سو تم اُن پر کھڑے کر کے اللہ کا نام لیا کرو پس جب

وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ

وہ کروٹ کے بھل گر پڑیں تو تم خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سوالی کو بھی کھانے کو دو ہم نے ان جانوروں کو اسطرح تمہارے زیر حکم کر دیا تاکہ تم شکر کرو اللہ تعالیٰ کے پاس انکا

لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۚ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

گوشت پہونچتا ہے اور نہ ان کا خون ولیکن اسکے پاس تمہارا تقویٰ پہونچتا ہے — اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارا زیر حکم کر دیا تاکہ تم اس بات پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اُس نے تم کو توفیق دی اور اخلاص

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾

اور (اوپر جو قربانی کا حرم میں ذبح کرنے کا حکم ہے اس سے کوئی یوں نہ سمجھے کہ مقصود اصلی تعظیم حرم کی ہے بلکہ اصل مقصود اللہ ہی کی تعظیم اور اُس کے ساتھ تقرب ہے اور مذبوح اور مذبح اُس کا ایک آلہ اور ذریعہ ہے اور تخصیص بعض حکمتوں کی وجہ سے ہے اور اگر یہ تخصیصات مقصود اصلی ہوتیں تو کسی شریعت میں نہ بدلتیں مگر اُن کا بدلتا رہنا ظاہر ہے البتہ تقرب الی اللہ جو اصل مقصود تھا وہ سب شرائع میں محفوظ رہا چنانچہ) ہم نے (جتنے اہل شرائع گذرے ہیں اُنہیں سے) ہر امت کے لیے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ اُن مخصوص چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اُس نے اُنکو عطا فرمایا تھا (پس اصل مقصود یہ نام لینا تھا) سو (اس سے یہ بات نکل آئی کہ) تمہارا معبود (حقیقی) ایک ہی خدا ہے (جسکے ساتھ اُس کا ذکر کر کے سبکو تقرب کا حکم ہوتا رہا) تو تم ہمہ تن اُسی کے ہو کر رہو (یعنی موحد خالص رہو کسی مکان وغیرہ کو معظم بالذات سمجھنے سے ذرہ برابر شرک کا شائبہ اپنے عمل میں نہ ہونے دو) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ ہماری اس تعلیم پر عمل کریں) آپ (ایسے احکام الٰہیہ کے سامنے) گردن جھکا دینے والوں کو (جنت وغیرہ کی) خوشخبری سنا دیجیے جو (اس توحید خالص کی برکت سے) ایسے ہیں کہ جب (اُن کے سامنے) اللہ (کے احکام و صفات اور وعدہ وعید) کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو اُن مصیبتوں پر کہ اُن پر پڑتی ہیں صبر کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُنکو دیا ہے اُسمیں سے (بقدر حکم اور توفیق کے) خرچ کرتے ہیں (یعنی توحید خالص ایسی بابرکت چیز ہے کہ اُس کی بدولت کمالات نفسانیہ و بدنیہ و مالیہ پیدا ہو جاتے ہیں) اور (اسیطرح اوپر جو تعظیم شعائر اللہ الخ میں بعض[1] انتفاعات کا ممنوع ہونا معلوم ہوا ہے اُس سے بھی اُن ہدایا کے معظم بالذات ہونے کا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ اُس سے بھی اصل مقصود وہی اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے دین کی تعظیم ہے اور یہ تخصیصات اُس کا ایک طریق ہے پس) قربانی کے اونٹ اور گائے کو (اور اسیطرح بکری بھیڑ کو بھی) ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے (کہ اُسکے متعلق احکام کے علم اور عمل سے اللہ کی عظمت اور دین کی وقعت ظاہر ہوتی ہے کہ اُس کے نام د چیز سے منتفع ہونے میں رائے مالک مجازی کی قابل اعتبار نہیں جس سے اسکی پوری عبدیت اور مالک حقیقی کی معبودیت ظاہر ہوتی ہے اور اس حکمت راجع الی تعظیم الدین کے علاوہ) اُن جانوروں میں تمہارے (اور بھی) فائدے ہیں (مثلاً دنیوی فائدہ کھانا اور کھلانا اور اخروی فائدہ ثواب اور یہ حکمت راجع الی صاحب الدین ہے) سو (جب اُسمیں یہ حکمتیں ہیں تو) تم اُن پر کھڑے کر کے (ذبح کرنے کے وقت) اللہ کا نام لیا کرو (یہ صرف اُونٹ کے اعتبار سے فرمایا کہ اُن کا اسطرح ذبح کرنا بوجہ آسانی ذبح و خروج روح کے بہتر ہے پس اس سے تو اخروی فائدہ یعنی ثواب حاصل ہوا نیز اسکی عظمت ظاہر ہوئی کہ اُس کے نام پر ایک جان قربان ہوئی جس سے اُس کا خالق اور اس کا مخلوق ہونا ظاہر کر دیا گیا) پس جب وہ (کسی) کروٹ کے بھل گر پڑیں (اور ٹھنڈے ہو جاویں) تو تم خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سوالی (محتاج) کو (جو کہ بائس فقیر کی دو قسمیں ہیں) بھی کھانے کو دو (کہ یہ دنیوی فائدہ بھی ہے اور) ہم نے ان جانوروں کو اس طرح

ملحقات الترجمة

[1] قوله في بعض الانتفاعات ولا يقتصر الخلاف الشافعي في بعضها لان بعضها متفق عليه كالاجارة والركوب فانه ليس له ذلك اتفاقاً كما في المرقاة ۱۲

اللغات مخبتين خاشعين كذا في القاموس البدن الابل اتفاقاً والبقر ايضاً عند الحنفية صواف من الصف اي مصطفة قوائمها الا الواحدة القائم من لا يسأل من قنع بالكسر قناعة او من يسأل من قنع بالفتح قنوعاً المعتر اعتر واعترى واحد اعترض سائلا او غير سائل قولان — **البلاغة** وجبت جنوبها كناية عن الموت —

إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایمان والون سے ہٹادیگا　بے شک اللہ تعالیٰ کسی دغاباز کفر کرنے والے کو نہین چاہتا۔ لڑنے کی اُن لوگون کو اجازت دیدی گئی جن سے لڑائی کیجاتی ہے اسوجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور

لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ انکو غالب کردینے پر پوری قدرت رکھتا ہے جو اپنے گھرون سے بیوجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یون کہتے ہین کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ لوگون کا ایک کا دوسرے سے زور نہ گھٹاتا رہتا

تمہارے زیر حکم کردیا کہ تم باوجود تمہارے ضعف اور اُنکی قوت کے اسطرح اُس کے ذبح پر قادر ہوگئے) تاکہ تم (اس تسخیر پر اللہ تعالیٰ کا) شکر کرو (یہ حکمت مطلق ذبح مین ہے قطع نظر اُسکی قربانی ہونے کے اور آگے ذبح کی تخصیصات کے مقصود بالذات نہ ہونے کو ایک عقلی قاعدے سے بیان فرماتے ہین کہ دیکھو ظاہر بات ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہونچتا ہے اور نہ انکا خون (اور مقصود بالذات شی کا مقبول اور موصول ہونا لازم تھا پس انتفاء لازم سے ملزوم کا انتفاء ہوگیا) ولیکن اُسکے پاس تمہارا تقویٰ (کہ نیت تقرب واخلاص اُسکے شعبون مین سے ہے البتہ) پہونچتا ہے (پس وہی تعظیم الٰہی کی مقصودیت ثابت ہوئی اور جیسے اوپر کذلک سخرنا ہالخ مین تسخیر کی ایک عام حکمت یعنی قربانی ہونے کی خصوصیت سے قطع نظر کرنے کے اعتبار سے بیان ہوئی تھی آگے تسخیر کی ایک خاص حکمت یعنی بلحاظ خصوصیت مذکورہ کے ارشاد فرماتے ہین کہ) اسیطرح اللہ تعالیٰ نے ان جانورون کو تمہارا زیر حکم کردیا تاکہ تم (اللہ کی راہ مین اُنکو قربانی کرکے) اس بات پر اللہ کی بڑائی (بیان) کرو کہ اس نے تمکو (اس طرح قربانی کرنے کی) توفیق دی (ورنہ اگر توفیق الٰہی رہبر نہ ہوتی تو یا تو ذبح ہی مین شبہات نکالکر اس عبادت سے محروم رہتے اور یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے لگتے) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اخلاص والون کو خوشخبری سنادیجیے (اس سے پہلے خوشخبری اخلاص کے شعبون پر تھی یہ خاص اخلاص پر ہے) ف بدنہ کی تخصیص ذکر مین نفی جواز غیر بدنہ کے لیے نہین ہے بلکہ اس لیے کہ وہ افضل ہے اور اُس مین مذکورہ حکمتون اور منفعتون کا زیادہ ظہور ہے پھر صواف مین اونٹ کی تخصیص اسلیے کہ اُسمین افضلیت اور ظہور منافع اور زیادہ ہے اور اونٹ کا اس ہیئت سے ذبح کرنا احسن اور اوفق بالسنتہ ہے کہ اُس کا ایک ہاتھ داہنا یا بایان باندھ دیا جاوے اور تین پانو پر کھڑا کرکے اسکو نحر کرین اور اگر ایسا نہ کیا جاوے تب بھی درست ہے باقی مسائل اکل واطعام کے متعلق اوپر کی آیات کے ذیل مین مذکور ہوچکے ہین واللہ اعلم ربط اوپر احکام حج کے ذکر سے بقرینہ مقام مزید تشنیع کفار مانعین عن المسجد الحرام کی مقصود معلوم ہوتی ہے جیساکہ تمہید آیات ان الذین کفروا ویصدون الخ مین اُسکی تقریر گذرچکی ہے ایسے موقع پر کہ جب غلبہ کفار مانعین کا ہو یہ احکام سنکر مسلمانون کو خیال ہوسکتا ہے کہ ہمکو حالت موجودہ مین ان احکام پر کہان عمل نصیب ہوگا وہان تک رسائی تو ہے ہی نہین اس لیے آگے مسلمانون سے بطور پیشین گوئی کے ایک تسلی آمیز وعدہ فرماتے ہین جسمین کفار کو ایک وعید بھی ہے۔

وعدۂ نصرت مؤمنین و وعید خذلان مشرکین

إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝۳۸ بلاشبہ اللہ تعالیٰ (ان مشرکین کے غلبہ اور ایذا رسانی کی قدرت کو) ایمان والون سے (عنقریب) ہٹادیگا (کہ پھر حج وغیرہ سے روک ہی نہ سکین گے) بیشک اللہ تعالیٰ کسی دغاباز کفر کرنے والے کو نہین چاہتا (بلکہ ایسون سے ناراض ہے اس لیے انجام کار انکو مغلوب اور مؤمنین مخلصین کو غالب کردیگا) ف اس نصرت کا طریق آیت آیندہ مین مذکور ہے ربط اوپر نصرت مؤمنین کا وعدہ تھا آگے اُس نصرت کے طریق کا بیان ہے جسمین جہاد کی اجازت اور اُس پر نصرت کا وعدہ مذکور ہے اور ہرچند کہ آیت آیندہ واقعہ حدیبیہ سے مقدم ہے کیونکہ یہ آیت جہاد کی آیات مین سب سے اول ہے کما رواہ الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضؓ کذا فی الروح اور واقعہ حدیبیہ بعد چند غزوات کے ہوا ہے لیکن تلاوت کی ترتیب مین جوکہ توقیفی ہے اسی آیت کا یہان ہونا ابھی مذکور کو مقتضی ہے تقریر ارتباط کی یہ ہوگی کہ اُس نصرت کا طریق یہ ہے کہ اذن بالجہاد ہوہی چکا ہے جسپر نصرت موعود ہے پس جب اسکا وقت آویگا اسی جہاد سے تم ان پر غالب آجاؤگے اور نصرت کی اس فرد کا بھی ظہور ہوجاویگا اور اسکے ساتھ جہاد کی علت اور حکمت اور اخلاص فی الجہاد کی غلبہ پر بشارت اور موعودلہم کی فضیلت کے بھی مضامین ہین۔

اذن جہاد مع مضامین متعلقۂ آن

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝۳۹ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ

النحو قولہ الذین اخرجوا بدل من الذین یقاتلون البلاغۃ یدافع صیغۃ المفاعلۃ للمبالغۃ ای یبالغ فی الدفع مبالغۃ من یغالب فیہ کذا فی الروح قولہ ظلموا لم یذکر الظالم تصریحا لمزید السخط تحاشیا عن ذکرہ

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ یقاتلون مبنیا للفاعل ای الذین یریدون للقتال ویحرصون علیہ

لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ

تو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور وہ مسجدیں جنمیں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہوگئے ہوتے اور بیشک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کریگا جو کہ اللہ کی مدد کریگا بیشک اللہ

عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

غلبہ والا ہے یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم انکو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے

لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ گو ابتک بمصالح کفار سے لڑنے کی ممانعت تھی لیکن اب[1] لڑنے کی اُن لوگوں کو اجازت دے دیگئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کیجاتی ہے اسوجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے (یہ علت ہے مشروعیت جہاد کی) اور (اس حالت اذن میں مسلمانوں کی قلت اور کفار کی کثرت پر نظر نہ کرنا چاہیے کیونکہ) بلا شبہ اللہ تعالیٰ انکے غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے (آگے انکی مظلومیت کا بیان ہے کہ) جو (بیچارے) اپنے گھروں سے بیوجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے (یعنی توحید پر کفار کا یہ تمام تر غیظ و غضب تھا کہ انکو ستقدر پریشان کیا کہ وطن چھوڑنا پڑا آگے جہاد کی حکمت ہے) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ (ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کا دوسرے کے ہاتھ سے زور نہ گھٹواتا رہتا یعنی اہل حق کو اہل باطل پر وقتاً فوقتاً غالب نہ کرتا رہتا) تو (اپنے اپنے زمانوں میں) نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) وہ[2] مسجدیں جنمیں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم (اور منعدم) ہوگئے ہوتے (آگے اخلاص فی الجہاد پر غلبہ کی بشارت ہے) اور بیشک اللہ تعالیٰ اُسکی مدد کریگا جو کہ اللہ (کے دین) کی مدد کریگا (یعنی اسکے لڑنے میں خالص نیت اعلاء کلمۃ اللہ کی ہو) بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا (اور) غلبہ والا ہے (وہ جسکو چاہے قوت و غلبہ دیسکتا ہے آگے مبشّر لہم کی فضیلت ہے) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے (پس مسلمانوں کی موجودہ حالت دیکھکر یہ کیونکر کوئی کہسکتا ہے کہ انجام بھی انکا یہی رہیگا بلکہ ممکن ہے کہ اسکا عکس ہو جاوے چنانچہ ہوا) **ف** بانہم ظلموا کی علت ہونے سے کوئی یہ شبہہ نہ کرے کہ جو کفار ظالم نہ ہوں مگر اسلام کے زیر فرمان بھی نہ ہوں وہ محل قتال نہیں ہیں اصل یہ ہے کہ اس علت میں انحصار کی کوئی دلیل نہیں بلکہ یکون الدین للہ کو غایۃ قرار دینے سے دوسری علت یہ بھی معلوم ہوئی کہ کوئی کافر زیر فرمان اسلام نہ ہو اور راز اسمیں یہ ہے کہ یہ صورت پھر کسی وقت اہل حق پر ظلم کرنے تک منجر ہو جاویگی پس جسطرح مظلومیت بالفعل علت ہے اسیطرح مظلومیت بالقوۃ القریبہ بھی۔ اور لولا دفع اللہ الخ کے حکمت ہونے سے کوئی شبہہ نہ کریگا کہ گاہ گاہ اہل حق بھی مغلوب ہوتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اتنا غلبہ جسمیں حق محو نہ ہو جاوے مقصود بالحکمت ہے سو یہ حاصل ہے۔ اور لہدمت صوامع الخ سے کوئی یہ شبہہ نہ کرے کہ یہ سب متعبدات اب بھی حق تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اپنے اپنے زمانہ مشروعیت و مقصودیت ملت میں انکی مطلوبیت مقصود ہے جیسا ترجمہ سے ظاہر ہے۔ اور لینصرن اللہ الخ سے کوئی یہ شبہہ نہ کرے کہ بعض اوقات ناصران حق بھی مغلوب ہوتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ بعد اولٹ پلٹ ہونے کے بشرط ثبات انجام میں غلبہ ناصران حق ہی کو ہوتا ہے جیسا حدیث صحیح میں بھی ہے جنمیں ہرقل کی حکایت مذکور ہے اور للہ عاقبۃ الامور میں بھی اسطرف لطیف اشارہ ہے اور اعتبار ہر کام میں انجام ہی کا ہے جیسا دوران علاج میں مریض کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں مگر انجام اگر صحت ہے تو علاج کو نافع کہیں گے۔ اور اخیر آیت سے جسمیں قضیہ شرطیہ ہے صحابہ رض کی فضیلت اور خلفاء راشدین کی حقیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس شرطیہ کا مقدم اخبار متواترہ سے ثابت الوقوع ہے اور اسکا مستلزم ہونا تالی کے لیے نص قطعی سے ثابت التحقق ہے پس اُن حضرات کا کامل مکمل ہونا ثابت ہو گیا اب اسپر یہ شبہہ نہ رہا کہ صدق شرطیہ مقتضی وقوع مقدم کو نہیں ہوتا۔ اور نصاریٰ کے دو معبد کا اس لیے ذکر کیا کہ انمیں درویشی کی بھی رسم جاری تھی

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی اذن اب لڑنے کی اشارۃ الی ان التقدیر اذن فی القتال وحذف اعتمادا علی القرینۃ۔

[2] قولہ فی مساجد وہ اشارۃ الی ان قولہ یذکر صفۃ المساجد وکونہا صفۃ للجمیع ان لم یرد علیہ وارد اختلاف الادلۃ الا ان صیغۃ المضارع ینابسب ما اخترناہ واللہ اعلم

اللغات صوامع معبد للرہبان البیع مصلی للنصاریٰ الصلوات مصلی الیہود ۱۲

النحو الذین ان مکنہم بدل من الذین اخرجوا ۱۲

البلاغۃ قولہ صوامع الخ فی الروح تاخیر ذکر المساجد لان الترتیب الوجودی کذلک ولعل تاخیر صلوات عن بیع مع مخالفۃ الترتیب للمناسبۃ بینہا وبین المساجد کذا قیل (ای لان کلا من الشریعتین مستقل) وقیل انما جیئ بہذہ المتعبدات علی ہذا النسق للانتقال من شریف الی اشرف فان البیع اشرف من الصوامع لکثرۃ العباد فیہا فانہا معبد للرہبان وغیرہم والصوامع معبد للرہبان فقط وکنائس الیہود اشرف من البیع لان حدوثہا اقدم وزمان العبادۃ فیہا اطول والمساجد اشرف من الجمیع لان اللہ تعالیٰ قد عبد فیہا بما لم یعبد بہ فی غیرہا ۱۲ ھ

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ

اور یہ لوگ اگر آپ کی تکذیب کرتے ہوں تو ان لوگوں سے پہلے قوم نوح　اور　عاد اور ثمود　اور قوم ابراہیم اور　قوم لوط　اور اہل مدین بھی تکذیب کر چکے ہیں

وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

اور موسیٰ کو بھی کاذب قرار دیا گیا سو میں نے کافروں کو مہلت دی پھر میں نے ان کو پکڑ لیا سو میرا عذاب کیسا ہوا　غرض کتنی بستیاں ہیں جنکو ہم نے ہلاک کیا جنکی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ

تھیں　سو وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں　اور بہت سے بیکار کنویں اور بہت سے قلعی چونے کے محل سو کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جس سے انکے دل ایسے ہو جاویں کہ اُس سے سمجھنے لگیں

بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ

یا ان کے کان ایسے ہو جاویں جس سے سننے لگیں بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔　اور یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں

وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۚ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ

حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہ کریگا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے موافق ـــ اور بہت سی بستیاں ہیں جنکو میں نے مہلت دی تھی اور وہ نافرمانی

ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کرتی تھیں　پھر میں نے انکو پکڑ لیا　اور سب کو میری ہی طرف لوٹنا ہوگا ـــ آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تو صرف تمہارے لیے ایک آشکارا ڈرانے والا ہوں　سو جو لوگ ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

اُن کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے ـــ　اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق کوشش کرتے رہتے ہیں ہرانے کے لیے ایسے لوگ دوزخ والے ہیں۔

پس انکا خاص خلوت کا عبادت خانہ صومعہ ہے اور عام عبادت خانہ سبکو گرجا کہتے ہیں بیعہ ہی فقط ربط اوپر آیات ان الذین کفروا ویصدون الخ کا ارتباط آیت ومن الناس من یجادل الخ سے مذکور ہوا ہے اور اُسی سلسلہ سے یہانتک مضمون چلا آیا ہے چونکہ جدال سے مقصود کفار کا آپ کی تکذیب تھی جو موجب حزن نبی تھی اسلیے آگے اس پر آپ کی تسلی فرماتے ہیں اور چونکہ ذکر جدال میں مجادل کو عذاب السعیر و عذاب الحریق کی وعید فرمائی گئی تھی اور کفار اس عذاب کی عدم تعجیل کو دلیل اپنے حق پر ہونے کی اور نعوذ باللہ دعوی نبوت میں آپ کے ناحق پر ہونے کی ٹھیراتے تھے اس لیے تسلی کے بعد اُن شبہات کا بھی جواب ہے۔

تسلیہ رسول وجواب شبہات کفار جہول

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۚ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ اور یہ (مجادل) لوگ اگر (در باب نبوت کے) آپکی تکذیب کرتے ہوں تو (آپ مغموم نہ ہو جیے کیونکہ) ان لوگوں سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم

اللغات مشید مرفوع ادمبنی بالشید بالکسر ای الجص **النحو** قولہ کذبت الحق بالفعل تاء التانیث لان الفاعل وھو قوم اسم جمع یجوز تذکیرہ وتانیثہ " قولہ وبئر وقصر معطوف علی قریۃ ای اھلکناھا " **البلاغۃ** قولہ عاد وثمود فی الروح استغنی فی عاد وثمود عن ذکر القوم لاشتہارہم بہذا الاسم والاصل فی التعبیر العلم والعلم بغیر ھولاء ولم یقل وقوم شعیب لان قولہ المکذبین ہم ھولاء دون اہل الایکۃ لانہم اجنبیون والتخصیص

لان التسلیۃ عن تکذیب قومہ قال کذب موسیٰ مبنیا للمفعول لان المکذبین وہم القبط ولیسوا قومہ ولم یقل وا القبط بل اعید الفعل للایذان بان تکذیبہم فی غایۃ الشناعۃ لکون آیاتہ فی کمال الوضوح قولہ بئر معطلۃ لعل وصفہا بالوصف الذی آلت الیہ لکون ہلاک البیر بہذا دون ذہاب مائہا لانہ یبقی علی طول الزمان بخلاف اہل القریۃ والقصر فان ہلاکہما بالانعدام والانہدام فتفکر قولہ فی

الصدد ورد وصف القلوب بہ علی ما قال الزمخشری لانہ قد تعورف ان العمی مکانہ البصر فلما ارید اثبات ما ھو خلاف المعتقد احتاج ھذا التصویر الی زیادۃ تعیین لیتقرر ان مکان العمی ھو القلوب لا الابصار کما تقول لیس

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ

اور ہم نے آپکے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جسکو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اُس نے کچھ پڑھا شیطان نے اُس کے پڑھنے میں شبہہ ڈالا　پھر اللہ تعالےٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو نیست و نابود

ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۙ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَ

کر دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ خوب علم والا خوب حکمت والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کے لیے آزمایش بنا دے جنکے دل میں مرض ہے اور جنکے دل سخت ہیں　اور

اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۙ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۗ

واقعی ظالم لوگ بڑی مخالفت میں ہیں۔　اور تاکہ جن لوگوں کو فہم عطا ہوا ہے وہ اس امر کا زیادہ یقین کر لیں کہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے سو ایمان پر زیادہ قائم ہو جاویں پھر اُس کی طرف

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اُن کے دل اور بھی جھک جاویں اور واقعی ان ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی راہ راست دکھلاتا ہے

اور قوم لوط اور اہل مدین بھی (اپنے اپنے انبیا علیہم السلام کی) تکذیب کر چکے ہیں اور موسیٰ علیہم السلام کو بھی (قبط کی طرف سے) کاذب قرار دیا گیا سو تکذیب کے بعد میں نے (اُن) کافروں کو (جنھوں نے تکذیب کی تھی چندے) مہلت دی (جیسے انکو مہلت دے رکھی ہے) پھر میں نے انکو (عذاب میں) پکڑ لیا سو (دیکھو) میرا عذاب کیسا ہوا غرض کتنی بستیاں ہیں جنکو ہم نے (عذاب سے) ہلاک کیا جنکی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی تھیں سو (اب انکی یہ کیفیت ہے کہ) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں (مراد یہ کہ ویران ہیں کیونکہ عادۃً اول چھت گرتی ہے پھر اُس پر دیواریں آپڑتی ہیں) اور (اسطرح اُن بستیوں میں) بہت سے بیکار کنوے (جو پہلے آباد تھے) اور بہت سے قلعی چونے کے محل (جو اب شکستہ ہو گئے یہ سب اُن بستیوں کے ساتھ تباہ ہوئے پس اسیطرح وقت موعود پر یہ لوگ معذب ہوں گے) سو کیا یہ (منکر) لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جس سے ان کے دل ایسے ہو جاویں کہ اُس سے سمجھنے لگیں یا ان کے کان ایسے ہو جاویں جس سے سننے لگیں بات یہ ہے کہ (نہ سمجھنے والوں کی کچھ) آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں (سو انکے بھی وہی دل اندھے ہو رہے ہیں ورنہ اُمم مذکورہ کی حالت سے سمجھ لیتے کہ فی الواقع کفر ناپسند یدہ حق ہے جب تو اُس پر عذاب آیا) اور یہ لوگ (نبوت میں شبہہ نکالنے کے لیے) آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں (اور جلدی نہ آنے سے استدلال عدم وقوع پر کرتے ہیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہ کریگا (یعنی وعدہ کے وقت ضرور عذاب واقع ہوگا پس وہ استدلال غلط ہے) اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن (جسمیں عذاب واقع ہوگا یعنی قیامت کا دن امتداد میں یا اشتداد میں) برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے موافق (سو عجب بے وقوف ہیں کہ ایسی مصیبت کا تقاضا کرتے ہیں) اور (خلاصہ جواب مذکور کا مکرر سن لو کہ) بہت سی بستیاں ہیں جن کو میں نے (انکی طرح) مہلت دی تھی اور وہ (ان ہی کی طرح) نافرمانی (کی باتیں) کرتی تھیں (یعنی وہ بھی استعجال و استہزا کرتے تھے) پھر میں نے انکو (عذاب میں) پکڑ لیا اور (سب کو) میری ہی طرف لوٹنا ہوگا (اُسوقت کفر کی پوری سزا ہوگی اور) آپ (یہ بھی) کہدیجیے کہ اے لوگو (اس عذاب مذکور کے واقع کرنے میں میرا کوئی دخل و اختیار نہیں ہے نہ کبھی میں نے اس کا دعویٰ کیا تاکہ عدم انقاع سے میری تکذیب کیجاوے) میں تو صرف تمہارے لیے ایک آشکارا ڈرانے والا ہوں سو جو لوگ (اُس ڈر کو سنکر) ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے اُنکے لیے مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (انکے ابطال کی) کوشش کرتے رہتے ہیں (نبی کو اور اہل ایمان کو ہرانے کے لیے ایسے لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں (پس یہ میرا دعویٰ ہے اور اس پر دلیلیں رکھتا ہوں اور عذاب سے ڈرانا میرا فرض منصبی ہے جسکا وقوع بھی وقت پر باختیار خداوندی ہوگا اس سے میرا کوئی تعلق نہیں جو مجھ سے درخواست کیا کرتے ہو) ربط اوپر شیاطین الانس کے مراء و جدال وسعی فی ابطال الآیات کے مقابلہ میں منجانب اللہ نصرت حق و اہل حق کا وقوع مذکور تھا آگے شیاطین الجن کے اغواء و اضلال و سوسہ فی الآیات کے مقابلہ میں جو کہ جدال مذکور کا اصل منشا ہے حق کی نصرت کا وقوع اور اُس کید کا مدفوع ہونا اور اُس کے ذیل میں حق کے قبول کرنے والوں کی جزا اور نہ قبول کرنے والوں کی سزا مذکور ہے۔

افنا باطل و ابقا حق و جزاے و سزاے اہل ہر دو

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۝ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اللغات تمنی قرأ کما فی قولہ تعالیٰ الا امانی و قول حسان تمنی کتاب اللہ ... فان الثانی یقدر الحروف و یتصلہا فیذکرہا شیئا فشیئا کذا فی الروح بتغییر النحو قولہ فتخبت ای تطمئن ... قولہ تعالیٰ واللہ ...

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ

اور کافر لوگ ہمیشہ اُس کی طرف سے شک ہی مین رہینگے یہانتک کہ اُن پر دفعۃً قیامت آجاوے یا اُن پر کسی بے برکت دن کا عذاب آپہونچے بادشاہی

يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا

اُس روز اللہ ہی کی ہوگی ـــ وہ ان سب کے درمیان فیصلہ فرماویگا سو جو لوگ ایمان لائے ہون گے اور اچھے کام کیے ہونگے وہ چین کے باغون مین ہونگے ـــ اور جنہون نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتون کو جھٹلایا ہوگا

بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

تو اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہوگا ـــ

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝۵۵ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝۵۶ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝۵۷ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ جو شیاطین کے اغواء سے آپ سے مجادلہ کرتے ہین یہ کوئی نئی بات نہین بلکہ) ہم نے آپ کے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہین بھیجا جسکو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اُس نے (اللہ تعالیٰ کے احکام مین سے) کچھ پڑھا (تب ہی) شیطان نے اُس کے پڑھنے مین (کفار کے قلوب مین) شبہہ (اور اعتراض) ڈالا (اور کفار اُن ہی شبہات اور اعتراضات کو پیش کر کے انبیاء سے مجادلہ کیا کرتے جیسا دوسری آیات مین ارشاد ہے وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم) پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو (جوابات قاطعہ و دلائل ساطعہ سے) نیست و نابود کر دیتا ہے (جیسا کہ ظاہر ہے کہ جواب صحیح کے بعد اعتراض مرتفع ہو جاتا ہے) پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات (کے مضامین) کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے گو وہ فی نفسہا بھی مستحکم تھین لیکن اعتراضات کے جواب سے اُس استحکام کا زیادہ ظہور ہو گیا) اور اللہ تعالیٰ (اُن اعتراضات کے متعلق) خوب علم والا ہے (اور اُنکے جواب کی تعلیم مین) خوب حکمت والا ہے (اور یہ سارا قصہ اسلیے کیا ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگون کے لیے آزمایش (کا ذریعہ) بنادے جنکے دل مین (شک کا) مرض ہے اور جن کے دل (بالکل ہی) سخت ہین (کہ وہ شک سے بڑھکر باطل کا جزم کیے ہوئے سو انکی آزمایش ہوتی ہے کہ دیکھین بعد جواب کے اب بھی شبہات کا اتباع کرتے ہین یا جواب کو سمجھ کر حق کو قبول کرتے ہین) اور واقعی (یہ) ظالم لوگ (یعنی اہل شک بھی اور اہل جزم بالباطل بھی) بڑی مخالفت مین ہین (کہ حق کو باوجود وضوح کے محض عناد کے سبب قبول نہین کرتے شیطان کو وسوسہ ڈالنے کا تصرف تو اسلیے دیا گیا تھا کہ آزمایش ہو) اور (اُن شبہات کا اجوبۂ صحیحہ و نور ہدایت سے ابطال اس لیے ہوتا ہے) تاکہ جن لوگون کو فہم (صحیح) عطا ہوا ہے وہ (اُن اجوبہ و نور ہدایت سے) اس امر کا زیادہ یقین کر لین کہ یہ (جو نبی نے پڑھا ہے وہ) آپ کے رب کی طرف سے حق ہی سو ایمان پر زیادہ قائم ہو جاوین پھر (زیادہ یقین کی برکت سے) اُس (پر عمل کرنے) کی طرف اُن کے دل اور بھی جھک جاوین اور واقعی ان ایمان والون کو اللہ تعالیٰ ہی راہ راست دکھلاتا ہے (پھر کیونکر انکو ہدایت نہ ہو یہ تو ایمان والون کی کیفیت ہوئی) اور (رہ گئے) کافر لوگ (سو وہ) ہمیشہ اُس (پڑھے ہوئے کلام) کی طرف سے شک ہی مین رہینگے (جو انکے دل مین شیطان نے ڈالا تھا) یہانتک کہ اُن پر دفعۃً قیامت آجاوے (جسکی ہول ہی کافی ہے گو عذاب نہ بھی ہوتا) یا (اس سے بڑھکر یہ کہ) ان پر کسی بے برکت دن کا (کہ قیامت کا دن ہی) عذاب آپہونچے (اور دونون کا جمع ہونا جو کہ واقع مین ہوگا اور بھی اشد مصیبت ہی مطلب یہ کہ یہ بدون مشاہدہ عذاب کفر سے باز نہ آوین گے مگر اُسوقت نافع نہ ہوگا) بادشاہی اُس روز اللہ ہی کی ہوگی وہ ان سب (مذکورین) کے درمیان (عملی) فیصلہ فرماویگا سو جو لوگ ایمان لائے ہونگے اور اچھے کام کیے ہونگے وہ چین کے باغون مین ہونگے اور جنہون نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتون کو جھٹلایا ہوگا تو اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہوگا (وہ فیصلہ یہ ہوگا) **ف** رسول اور نبی کے معانی کی تحقیق سورہ مریم آیات واذکر فی الکتاب موسیٰ الخ کی تفسیر مین گذر چکی ہے اور بعض کتب مین ان آیتون کے متعلق ایک قصہ لکھا ہے جسمین تلک الغرانیق آیا ہے وہ حسب نقل صاحب روح بتصریح بیہقی و قاضی عیاض و محمد ابن اسحٰق و شیخ ابو المنصور ماتریدی غیر ثابت و بے سند و موضوع نادقہ ہے اور جنہون نے اسکی صحت کا حکم کیا ہے وہ درجہ مین نقاد کے برابر نہین اور علی سبیل الفرض اگر ثابت بھی ہوتا ہم موقوف علیہ تفسیر آیت کی نہین اور خود واجب التاویل و التوجیہ ہے ربط اوپر آیت اذن للذین یقاتلون الخ مین جہاد کی اجازت اور نصرت کی بشارت اور للذین اخرجوا مین مومنین مظلومین کی مہاجرت ارشاد فرمائی گئی تھی اور یہانتک اسی سلسلہ مین مضمون چلا آیا تھا چونکہ دوران جہاد و ہجرت مین بعض کو قتل یا موت طبعی کی بھی نوبت آتی ہے اور ہر چند کہ وہ منافی وعدہ نصرت کے اسلیے نہین کہ منصور ہونا صفت قوم کی ہوتی ہے نہ کہ ہر واحد کی آحاد قوم سے لیکن

لمحات الترجمة

ـــ قوله او یاتیہم جمع بینہما اشارۃ الی ان او لمنع الخلو ۱۲

اللغات العقیم ما لا نفع فیہ ولا خیر فان یوم القیمۃ کذلک للکافر ۱۲ **البلاغۃ** قولہ یوم عقیم فیہ وضع المظہر موضع المضمر ای یاتیہم عذاب الساعۃ و نکرہ للتہویل و التفخیم ۱۲ **الروایات** فی الدر اخرج ابن ابی حاتم

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

اور جن لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنا وطن چھوڑا ۔ پھر وہ لوگ قتل کیے گیے یا مرگئے اللہ تعالی انکو ضرور ایک عمدہ رزق دیگا ۔ اور یقینا اللہ تعالی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ

اللہ تعالی انکو ایسی جگہ داخل کریگا جسکو وہ پسند کرین گے اور بلاشبہہ اللہ تعالی خوب جاننے والا ہے بہت حلم والا ہے یہ ہوچکا اور جو شخص اسیقدر تکلیف پہونچاوے جسقدر اسکو تکلیف پہونچائی گئی تھی پھر اس شخص پر زیادتی کیجاوے

اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ

اللہ تعالی اس شخص کی ضرور امداد کریگا اللہ تعالی کثیر العفو کثیر المغفرت ہے

تاہم یہ خیال ہوسکتا ہے اُس میت یا مقتول کی حسرت کا کہ ہم اُس وعدہ کے معائنہ سے متمتع نہ ہوئے اس لیے آگے ان مقتولین یا میتین کو اُس بشارت نصرت سے بڑھکر دوسری بشارت سناتے ہین۔

بشارت مہاجرین بنعماے آخرت

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ اور جن لوگون نے اللہ کی راہ مین (یعنی دین کے لیے) اپنا وطن چھوڑا (جنکا ذکر اوپر کی آیت مین بھی اس عنوان سے ہوچکا ہے اخرجوا من دیارہم بغیر حق) پھر وہ لوگ (کفار کے مقابلہ مین) قتل کیے گیے یا (ویسے ہی موت طبعی سے) مرگئے (وہ ناکام نہین ہین گو دنیا مین انکو ظفر وغنیمت نہین ملی مگر آخرت مین) اللہ تعالی انکو ضرور ایک عمدہ رزق دیگا (یعنی جنت کے میوے اور دیدار حق) اور یقینا اللہ تعالی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے (اور رزق حسن کے ساتھ) اللہ تعالی انکو مسکن بھی اچھا دیگا اور انکو ایسی جگہ لیجاکر داخل کریگا جس کو وہ (بہت ہی) پسند کرین گے اور (رہی یہ بات کہ بعض مہاجرین موت کی صورت مین اسطرح ناکام ہی کیون رہے اور قتل کی صورت مین کافر قبل قاتل ہونے کے قہر آلہی سے کیون نہ ہلاک ہوگیا کہ قتل مومن کی نوبت ہی نہ آتی تو وجہ اُسکی یہ ہے کہ) بلاشبہ اللہ تعالی (ہر بات کی حکمت و مصلحت کو) خوب جاننے والا ہے (پس اس ظاہری ناکامی مین بھی بہت سی مصلحتین ہین اور بہت حلم والا (بھی) ہے (اس لیے اپنے اعدا کو ہمیشہ جلدی ہی سزا نہین دیتا) ربط مظلوم پر دو طرح ظلم ہوا کرتا ہے ایک یہ کہ ابتدا ظلم کیا جاوے دوسرے یہ کہ وہ مظلوم اس ابتدائی ظلم کا انتقام لے اور اس انتقام کی وجہ سے پھر اُس کو ایذا پہونچائی جاوے ہرچند کہ مظلومیت پر وعدہ نصرت جو اوپر مذکور ہوا ہے دونون صورتون کو شامل ہے لیکن قسم دوم کا ظلم ہونا بسبب مسبوقیت بالعقوبۃ من جانب المظلوم کے مثل قسم اول کے ظاہر نہ تھا اور اس وجہ سے مظنہ عدم شمول وعدہ مذکورہ کا ہوسکتا تھا اس لیے آگے بالتصریح اس قسم پر بھی وعدہ نصرت فرماتے ہین اور منشا اشتباہ یعنی مسبوقیت مذکورہ کا جواب ظاہر ہے کیونکہ وہ عقوبت بوجہ مسبوقیت بالعقوبۃ من جانب الظالم کے مثل عدم عقوبت کے ہے پس یہ ظلم ثانیا مثل ظلم ابتدا ہی کے ہوا۔

وعدہ نصرت بر عدوان بعد انتقام

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ یہ (مضمون تو) ہوچکا اور (آگے اور سنو کہ) جو شخص (دشمن کو) اسیقدر تکلیف پہونچاوے جسقدر (اُس دشمن کی طرف سے) اُسکو تکلیف پہونچائی گئی تھی (اور) پھر (اس برابر سرابر ہوجانے کے بعد اُس دشمن کی طرف سے) اس شخص پر زیادتی کیجاوے (چنانچہ کفار سے ایسا معاملہ بھی ہوتا تھا) اللہ تعالی اس شخص کی ضرور امداد کریگا (اگر یہ شخص بدلا لینا چاہیے تو دنیا مین نصرت شرعیہ یقینی ہے یعنی اجازت انتقام کی اور اگر بدلا نہ لے تو آخرت مین نصرت حسیہ ضروری ہے یعنی ظالم کی تعذیب اور یہ جو اوپر قید لگائی گئی ہے بمثل ما عوقب الخ سو اس مماثلت کی مراعاۃ مظلوم کے اجتہاد پر ہے یعنی اس نے اپنی وسعت حتی الامکان مبذول کی ہو اور اسپر بھی اگر مماثلت سے قدرے بیشی ہوجاوے جو بوجہ غایت غموض و خفا کے ضبط مین نہ آسکے تو وہ موجب مواخذہ و مخل وعدہ نصرت نہین بلکہ معاف ہے کیونکہ) اللہ تعالے کثیر العفو کثیر المغفرت ہے (ایسے دقائق پر دار و گیر نہین فرماتا) **ف** یہ رعایت مماثلت کا وجوب معاملات معاشرت مین ہے نہ کہ جہاد مین چنانچہ ادلہ شرعیہ سے یہ امر ظاہر و مشہور ہے اور نیز جو افعال ہر حال مین معصیت ہین وہ اس عموم سے مستثنی ہین مثلاً کوئی کسی کے والدین کو برا کہے تو عوض مین اُسکے والدین کو برا کہنا جائز نہ ہوگا **ربط** اوپر مومنین کے غالب اور کفار کے مغلوب ہونے کا بیان تھا چونکہ مسلمانون کی موجودہ بے سر و سامانی اور کفار کی عدد اور عُدد مین فراوانی پر نظر کرنے پر اسمین ایک گونہ استبعاد تھا اس لیے آگے ذلک بان اللہ یولج الخ مین اپنی قدرت کاملہ کا بیان فرماتے ہین اور چونکہ جہلاء کفار کو اس مقام پر اپنی معبودین کے ناصر ہونیکا وہم ہوسکتا تھا اس لیے ذلک بان اللہ ہو الحق الخ مین اُن کا ناکارہ ہونا ارشاد فرماتی ہین اور چونکہ یہ مضمون متضمن توحید ذاتی و صفاتی و افعالی تھا

ملحقات الترجمۃ
لـه قوله فی مدخلا جکم اشارۃ الی انه اسم مکان وقیل مصدر مستقول مطلق ۱۲

اللغات قوله بمثل ما عوقب به فی الروح العبارۃ فی الموضعین للازمۃ ۱۲ **البلاغۃ** فی الروح وتسمیۃ ما دفع ابتدا عقابا للمشاکلۃ او لکونہ سبب الجزاء او بناء علی العرف من اطلاقه علی ما یعذب به وان لم یکن جزاء جنایۃ ۱۲

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَأَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ

یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ ہستی میں کامل ہے اور جن

مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ز

چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں وہ بالکل ہی لچر ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور بڑا ہے کیا تجھکو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا

فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ

جس سے زمین سرسبز ہو گئی بیشک اللہ تعالیٰ بہت مہربان سب باتوں کی خبر رکھنے والا ہے سب اُسیکا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بیشک اللہ ہی ایسا ہے جو کسی کا محتاج

الْحَمِيدُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ

نہیں ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے کیا تجھکو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے زمین کی چیزوں کو اور کشتی کو کہ وہ دریا میں اُس کے حکم سے چلتی ہے اور وہی آسمان کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے ہاں

ع ۱۵

إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ

اُسی کا حکم ہو جاوے تو خیر بالیقین اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑی شفقت اور رحمت فرمانیوالا ہے اور وہی ہے جس نے تمکو زندگی دی پھر تمکو موت دیگا پھر تمکو زندہ کریگا واقعی انسان ہے بڑا بے قدر

اور روئے سخن تھا مشرکین کی طرف جو کہ شرک میں مبتلا ہونے سے نعم الٰہیہ سے جحود کرتے تھے اس لیے الم تر ان اللہ انزل سے لکفور تک اس مضمون کی قدرے تفصیل فرماتے ہیں۔

بیان قدرت و عظمت و نعمت حق تعالیٰ

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَأَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿۶۲﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ز فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ط إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿۶۳﴾ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۶۴﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ط وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ط إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ز ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ط إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ﴿۶۶﴾ یہ (مومنین کا غالب کر دینا) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ (کی قدرت بڑی کامل ہے چنانچہ وہ) رات (کے اجزاء) کو دن میں اور دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتا ہے (اور یہ انقلاب اُس انقلاب موعود سے بدرجہا زیادہ عجیب ہے) اور (نیز) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ (ان سب کے اقوال و احوال کو) خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے (پس کفار کی ظالمیت قولی و فعلی کو اور مومنین کی مظلومیت کو سنتا دیکھتا ہے پس اطلاع و قدرت دونوں کا مجموعہ سبب ہو گیا نصرت کا) اور (نیز) یہ (نصرت) اس سبب سے (یقینی) ہے کہ (اسمیں کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مزاحمت نہیں کر سکتا کیونکہ) اللہ ہی ہستی میں کامل (اور واجب الوجود) ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں وہ بالکل ہی لچر ہیں (اولاً بوجہ امکان و حدوث کے ثانیاً بوجہ عجز و ضعف قدرت کے تو یہ کیا مزاحمت کر سکتے ہیں) اور اللہ ہی عالیشان اور سب سے بڑا ہے (اور اے مخاطب اس مضمون میں تدبر کر کے توحید کی حقیقت اور شرک کا بطلان سمجھنا چاہیے اور اس کے علاوہ اور بھی حق تعالیٰ کے کمالات اور نعمتیں ہیں جن سے توحید و وجوب شکر پر استدلال کیا جا سکتا ہے چنانچہ ہم بیان کرتے ہیں) کیا تجھکو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا جس سے زمین سرسبز ہو گئی بیشک اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) سب باتوں کی خبر رکھنے والا ہے (اسلیے بندوں کی ضرورتوں پر مطلع ہے اور ان کے مناسب مہربانی فرماتا ہے) سب اُسیکا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یعنی وہ سب کا مالک ہے) اور بے شک اللہ ہی ایسا ہے جو کسیکا محتاج نہیں (اور) ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے (اور اے مخاطب) کیا تجھکو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے زمین کی چیزوں کو اور کشتی کو (بھی) کہ وہ دریا میں اُس (خدا) کے حکم سے چلتی ہے اور وہی آسمان کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے ہاں مگر اُسی کا حکم ہو جاوے تو خیر (پھر تو ضرور ہی گر پڑے مگر باوجودیکہ اعمال عباد اسکو مقتضی ہیں کقولہ تعالیٰ ان نشا نخسف بہم الارض او نسقط علیہم کسفا من السماء پھر جو گرنے کا حکم نہیں دیتا تو وجہ یہ ہے کہ) بالیقین اللہ تعالیٰ لوگوں (کے حال) پر بڑی شفقت اور رحمت فرمانے والا ہے اور وہی ہے جسنے تمکو زندگی دی پھر (وقت موعود پر) تم کو موت دیگا پھر (قیامت میں دوبارہ) تمکو

النحو قوله الا باذنه استثناء من اعم الاحوال ای لا یترکہا تقع فی حال من الاحوال الا فی حال کونہا متلبسة بمشیئته تعالیٰ ولا دلالة فی الآیة علی وقوع الاذن بالوقوع کذا فی البحر۔

الکلام استدل بعض بقوله تعالیٰ ویمسک علی ان السماء طالب للمرکز ولیس بذاک لانه یمکن ان یکون معنی الامساک خلقها بحیث لا یطلب المرکز فافہم۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ

ہم نے ہر امت کے واسطے ذبح کرنے کا طریق مقرر کیا ہے کہ وہ اسی طریق پر ذبح کیا کرتے تھے سو ان لوگوں کو چاہیے کہ اس امر میں آپ سے جھگڑا نہ کریں اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیے آپ یقیناً صحیح رستہ پر ہیں　اور اگر

جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ

یہ لوگ آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں تو آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز فیصلہ فرما دیگا جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے　اے مخاطب کیا تجھکو معلوم

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے　یقینی بات ہے کہ یہ نامۂ اعمال میں ہے　یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک　آسان ہے　اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

عبادت کرتے ہیں جنپر اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت نہیں بھیجی اور نہ انکے پاس اسکی کوئی دلیل ہے اور ان ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا.　اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو کہ خوب واضح ہیں پڑھکر

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ

سنائی جاتی ہیں تو تم ان کافروں کے چہروں میں برے آثار دیکھتے ہو

زندہ کریگا) اور ان دلائل ونعم کا مقتضا یہ تھا کہ لوگ توحید اور شکر کو اختیار کرتے مگر) واقعی انسان ہے بڑا بیقدر (کہ اب بھی کفر و شرک سے باز نہیں آتا مراد انسان سے ایسے ہی لوگ ہیں) ربط زیادہ اجزاء سورت میں کفار کے جدال و اس کے وجوہ البطال کا بیان ہے منجملہ ان مجادلات کے ایک مجادلہ متعلق ذبائح کے تھا جسکا حاصل وہی ہے جو اب بھی بعض کفار کی زبان پر مشہور ہے کہ خدا کی ماری مردار اور اپنی ماری حلال آگے اس پر مشرکین کو زجر ہے کذا فی الدر المنثور عن علی بن الحسین بروایۃ احمد والحاکم وتصحیحہ والبیہقی وعن ابن عباس وعن مجاہد۔

زجر مشرکین در اعتراض بر ذبائح

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ جتنی امتیں اہل شرائع گذری ہیں) ہم نے (ان میں) ہر امت کے واسطے ذبح کرنیکا طریق مقرر کیا ہے کہ وہ اسی طریق پر ذبح کیا کرتے تھے سو ان (معترض لوگوں) کو چاہیے کہ اس امر (ذبح میں) آپ سے جھگڑا نہ کریں (کیونکہ ان کے اصول مسلمہ سے ہے کہ جو امر قدیم سے چلا آتا ہو وہ صحیح ہے اور انکے نزدیک جب قدامت محضہ گو مناقض دلیل صحیح ہو حجت ہے حتی کہ اپنے عقائد و اعمال کی اسی بنا پر تصحیح کرتے ہیں جو کہ واقع میں غیر صحیح ہے تو جب قدامت کے ساتھ اس قدامت کا مبنی دلیل صحیح بھی ہو تب تو اسکی صحت میں کلام ہی نہیں ہو سکتا اور گو انکو آپ سے اس بات میں خطاب درست نہیں مگر آپ کو ان سے خطاب کا حق ہے پس) آپ (انکو) اپنے رب (یعنی اسکے دین) کی طرف بلاتے رہیے (کیونکہ) آپ یقیناً صحیح رستہ پر ہیں (اور صحیح رستہ والے کو حق ہوتا ہے غلط رستہ والے کو اپنی طرف بلانیکا اور غلط رستہ والیکو یہ حق نہیں) اور اگر (اس پر بھی) یہ لوگ آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں تو آپ (اخیر بات) فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے (وہی تمکو سمجھے گا کیونکہ جب کوئی شخص معقول جواب کو نہ قبول کرے نہ اسمیں کوئی معتدبہ شبہہ نکال سکے اور خواہ مخواہ گفتگو کیے جائے تو اسکا جواب یہی ہے کہ خدا انکو سمجھے گا آگے اسی کی توضیح ہے کہ) اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز (عملی) فیصلہ فرما دیگا جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے (آگے اسکی تائید ہے کہ) اے مخاطب کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے (پس ان لوگوں کے اعمال و احوال کا بھی علم ہے اور باوجود محفوظ فی العلم ہونے کے) یقینی بات ہے کہ یہ (سب ان کا قول و فعل) نامۂ اعمال میں (بھی محفوظ) ہے (پس) یقیناً (ثابت ہو گیا کہ) یہ (فیصلہ کرنا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک (بہت) آسان ہے (کیونکہ مدار اعظم فیصلہ کا حاکم کے اعتبار سے علم ہی ہے اور غیر حاکم کے اعتبار سے علم کے ساتھ حصول حکومت کی بھی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کا حاکم ہونا مسلم ہی تھا) اس رکوع سے چار رکوع پہلے بھی یہ آیت آئی ہے ولکل امۃ جعلنا منسکا مگر چونکہ دونوں کے مقصود کا علیحدہ علیحدہ ہونا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے اسلئے تکرار لازم نہیں آیا اور مشرکین کے اس اعتراض کا یہ جواب ایک خاص طرز پر ہے اور دوسرے طرز کا جواب پارہ ہشتم کے رکوع اول کے اخیر پر آیت فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ کی تقریر ربط میں مذکور ہو چکا ہے ربط اوپر آیات ذلک بان اللہ یولج اللیل تا قولہ للکفور میں توحید کا بیان تھا آگے لقوی عزیز تک شرک کا رد ہے **رد شرک و ذم مشرک** وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ ہر منسکا الخ ذبح کرنیکا طریق الخ اشارۃ ان منسکا مصدر و نا سکوہ مضاف الی الضمیر بتقدیر الباء والضمیر راجع الی المنسک بتقدیر المضاف ای جعلنا طریقا ذبح ہم ذابحون بہ والطریق ہو المعروف من قطع الاوداج مع ذکر اسم اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

البلاغۃ قولہ سلطانا تقدیم السمعی علی العقلی لان السمعی ارجی فی الخلاص عند اللوم واقطع للشغب عند من لسلم السمعی ۱۲

يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ

قریب ہی کہ یہ اُن لوگون پر حملہ کر بیٹھین جو ہماری آیتین ان کے سامنے پڑھ رہی ہین آپ کہیے کہ کیا مین تمکو اس سے زیادہ ناگوار چیز بتلا دون وہ دوزخ ہی اس کا اللہ تعالیٰ نے کافرون سے

كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا

وعدہ کیا ہی اور وہ بُرا ٹھکانا ہی اے لوگو ایک عجیب بات بیان کیجاتی ہی اُس کو کان لگا کر سنو اس مین کوئی شبہہ نہین کہ جنکی تم لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ ایک مکھی کو تو پیدا

ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝

کر ہی نہین سکتے گو سب کے سب بھی جمع ہو جاوین اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین لیجاے تو اسکو اس سے چھڑا نہین سکتے ایسا عابد بھی لچر اور ایسا معبود بھی لچر۔

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

ان لوگون نے اللہ تعالیٰ کی جیسی تعظیم کرنا چاہیے تھی وہ نہ کی اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا سب پر غالب ہی اللہ تعالیٰ منتخب کر لیتا ہی فرشتون مین سے احکام پہونچانے والے اور آدمیون مین سے یقینی بات ہی کہ اللہ تعالیٰ

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہی وہ انکی آیندہ اور گذشتہ حالتون کو جانتا ہی اور تمام کامون کا مدار اللہ ہی پر ہے۔

ع ۹/۸ ۱۶

ملحقات الترجمة

لے قولہ فی توضیح یکاد دکذ استمرار کذا فی الروح ۲ے قولہ فی شرمن ذلکم اس قرآن کذا فی المعالم ۱۲

يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اور یہ (مشرک) لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزون کی عبادت کرتے ہین جن (کے جواز عبادت) پر اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت (اپنی کتب مین) نہین بھیجی اور نہ ان کے پاس اُس کی کوئی (عقلی) دلیل ہی اور (قیامت مین جب انکو شرک پر سزا ہونے لگے گی تو ان ظالمون کا کوئی مددگار نہ ہوگا (نہ قولاً کہ ان کے فعل کے استحسان پر کوئی حجت پیش کر سکے نہ عملاً کہ انکو عذاب سے بچالے) اور (ان لوگون کو ضلال اور اہل حق سے عناد یہان تک غلو ہے کہ) جب ان لوگون کے سامنے ہماری آیتین (متعلق توحید وغیرہ کے) جو کہ (اپنے مضامین مین) خوب واضح ہین (اہل حق کی زبان سے) پڑھکر سنائی جاتی ہین تو تم ان کافرون کے چہرون مین (بوجہ ناگواری باطنی کے) بُرے آثار دیکھتے ہو (جیسے چہرے پر بل پڑجانا ناک چڑھ جانا تیور بدل جانا اور ان آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ) قریب ہی کہ یہ اُن لوگون پر (اب) حملہ کر بیٹھین (گے) جو ہماری آیتین ان کے سامنے پڑھ رہی ہین (یعنی حملہ کا شبہہ ہمیشہ ہوتا ہی اور گاہ گاہ اس حملہ کا تحقق بھی ہو جاتا ہی پس یکادون استمرار کے اعتبار سے فرمایا) آپ (ان مشرکین سے) کہیے کہ (تمکو جو یہ آیات قرآنیہ سنکر ناگواری ہوئی تو) کیا مین تمکو اس (قرآن) سے بھی زیادہ ناگوار چیز بتلا دون وہ دوزخ ہے (کہ) اس کا اللہ تعالیٰ نے کافرون سے وعدہ کیا ہی اور وہ بُرا ٹھکانا ہی (یعنی قرآن سے ناگواری کا نتیجہ ناگوار دوزخ ہی اس ناگواری کا تو غیظ و غضب سے انتقام سے کچھ تدارک بھی کر لیتے ہو مگر اُس ناگواری کا کیا علاج کروگے آگے ایک نہایت بدیہی دلیل سے شرک کا ابطال ہے کہ) اے لوگو ایک عجیب بات بیان کی جاتی ہی اُسکو کان لگا کر سنو (وہ یہ ہی کہ) اس مین کوئی شبہہ نہین کہ جن کی تم لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ ایک (ادنی) مکھی کو تو پیدا کر ہی نہین سکتے گو سب کے سب بھی (کیون نہ) جمع ہو جاوین اور (پیدا کرنا تو بڑی بات ہی وہ تو ایسے عاجز ہین کہ) اگر ان سے مکھی کچھ (ان کی چڑھاوٹ مین سے) چھین لیجائے تو اسکو (تو) اس سے چھڑا (ہی) نہین سکتے ایسا عابد بھی لچر اور ایسا معبود بھی لچر (افسوس ہی) ان لوگون نے اللہ تعالیٰ کی جیسی تعظیم کرنا چاہیے تھی (کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے) وہ نہ کی (کہ شرک کرنے لگے حالانکہ) اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا سب پر غالب ہے (تو عبادت اُس کا خالص حق تھا نہ کہ غیر قوی اور غیر عزیز کا جسکی عدم قوت باوضح وجوہ معلوم ہو چکی) **ربط** اوپر توحید کی تحقیق تھی آگے رسالت کے متعلق مشرکین کے ایک خاص کلام کا جواب ہی وہ کہتے تھے کہ رسول کوئی فرشتہ ہونا چاہیے تھا بشر اور پھر بشر مین بھی آپ کہ ظاہری حشمت شوکت نرکھتے تھے رسالت کے لیے صالح نہین **تحقیق مسئلہ رسالت** اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ اللہ تعالیٰ (کو اختیار ہی رسالت کے لیے جسکو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہی فرشتون مین سے (جن فرشتون کو چاہی احکام (انبیا کے پاس) پہونچانیوالے

البلاغة قولہ مثل ای حال مستغربۃ حقیقۃ بان تسمی مثلاً وتسیر فی الامصار والاعصار ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ

ای ایمان والو تم رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور نیک کام کیا کرو امید ہی کہ تم فلاح پاوگے اور اللہ کے کام مین خوب کوشش کیا کرو

حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ

جیسا کوشش کرنیکا حق ہی اُس نے تمکو ممتاز فرمایا اور تمپر دین مین کسی قسم کی تنگی نہین کی تم اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر قائم رہو اُس نے تمہارا لقب مسلمان رکھا

قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

پہلے بھی اور اسمین بھی تاکہ تمہارے لیے رسول گواہ ہون اور تم لوگون کے مقابلہ مین گواہ ہو سو تم لوگ نماز کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیتے رہو

وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

اور اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو وہ تمہارا کارساز ہی سو کیسا اچھا کارساز ہی اور کیسا اچھا مددگار ہی

(مقرر فرما دیتا ہے) اور (اسیطرح) آدمیون مین سے (بھی جسکو چاہے عامۂ ناس کی طرف احکام پہونچانے والے مقرر کردیتا ہی یعنی رسالت کا مدار اصطفاء خداوندی پر ہے اس مین کچھ ملکیت کی خصوصیت نہین بلکہ جسطرح ملکیت کے ساتھ رسالت جمع ہو سکتی ہی جسکو مشرکین بھی مانتے ہین چنانچہ فرشتون کے رسول ہونے کی وہ خود تجویز کرتے تھے اسیطرح بشریت کے ساتھ بھی وہ جمع ہو سکتی ہی رہا یہ کہ اصطفا کسی ایک خاص کے ساتھ کیون واقع ہوا تو ظاہری سبب تو اسکا خصوصیات احوال اُن رسل کے ہین اور یہ) یقینی بات ہی کہ اللہ تعالی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہی (یعنی) وہ اُن (سب فرشتون اور آدمیون) کی آیندہ اور گذشتہ حالتون کو (خوب) جانتا ہے (تو حالت موجودہ کو تو بدرجہ اولی جانیگا غرض سب احوال مسموعہ و مبصرہ اُسکو معلوم ہین انمین بعض کا حال مقتضی اس اصطفا کا ہوگیا) اور (حقیقی سبب اسکا یہ ہی کہ) تمام کامون کا مدار اللہ ہی پر ہے (یعنی وہ مالک مستقل بالذات و فاعل مختار ہی اُسکا ارادہ مرجح بالذات ہی اس ارادہ کے لیے کسی مرجح کی ضرورت نہین کیونکہ ترجیح احد المتقدرین منتی شار لوازم ذات ارادہ قدیمہ سے ہی اور ملزوم و لازم کے درمیان تخلل جعل کا محال ہی پس سبب حقیقی ارادہ خداوندی ہی اور اسکا سبب پوچھنا لغو ہی و ہو معنی قولہ تعالی لا یسئل عما یفعل)، ف انبیا علیہم السلام کے پاس پیغام خداوندی لانے والے علی القول المشہور حضرت جبریل علیہ السلام ہین پھر رسل ملائکہ مین تعدد کے کیا معنی۔ جواب یہ ہی کہ آیات و روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ بعض پیغامون کے واسطے دوسرے فرشتے بھی بھیجے گئے ہین جیسے ارشاد ہی ولقد جاءت رسلنا ابراہیم ولقد جاءت رسلنا لوطا گو انمین رئیس جبرئیل ہی ہون اور جیسا حدیث مین ہی کہ خاتمہ سورہ بقرہ کی فضیلت سنانے کے لیے ایک نیا فرشتہ آیا یا حضرت فاطمہ رضی کی فضیلت سنانے کے لیے اسیطرح ایک نیا فرشتہ آیا البتہ قرآن مجید پورا یقینا حضرت جبریل ہی لائے ہین لقولہ تعالی نزل بہ الروح الامین بلکہ دوسری کتب آلہیہ بھی غالبا حضرت جبریل ہی لائے ہین لیکن وحی منحصر نہین ہی قرآن و کتب مشہورہ مین واللہ اعلم ربط اوپر سورت مین اصول مہمہ یعنی بعث و توحید و رسالت کا اثبات اور ہر ایک کے متعلق شبہات و مجادلات کا جواب مذکور ہو چکا ہی آگے خاتمہ مین اول فروع و شرائع کا امر فرمایا ہی پھر ملت ابرہیم سے مجموعہ اصول و فروع پر کہ حاصل ہی اسلام کا استدامت واستقامت کا حکم دیا ہی اور اسکی تہییج و ترغیب کے لیے بعض مضامین فرماکر سورت ختم کردی ہی۔

امر بالقیام علے حقیقۃ الاسلام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩ (۷۷) وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ (۷۸)

النحو قولہ ملۃ ابیکم نصب علی الاغراء ای الزموا **البلاغۃ** قولہ جہادہ الاضافۃ الی ضمیر اللہ تعالی لادنی ملابسۃ والاختصاص فلما کان الجہاد مختصا باللہ تعالی من حیث انہ مفعول لوجہہ سبحانہ ومن اجلہ صحت اضافتہ الیہ کذا فی الروح عن الکشاف **الفقہ** فی ہذہ الصورۃ سجدۃ واحدۃ عند الحنفیۃ ولیلہم من المنقول ما فی الروح اخرج ابن ابی شیبۃ من طریق العریان المجاشعی عن ابن عباس قال فی الحج سجدۃ واحدۃ وفیہ ان ما روی من حدیث عقبۃ الذی فیہ السجدتان قال الترمذی اسنادہ لیس بالقوی وکذا قال ابو داؤد وغیرہ ولک ان تقول انہ قد قوی بما اخرجہ ابو داؤد وابن ماجۃ وابن مردویہ والبیہقی عن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقراہ خمس عشرۃ سجدۃ فی القرآن منہا ثلث فی المفصل وفی سورۃ الحج سجدتان وبعمل کثیر من الصحابۃ الظاہر فی کونہ عن سماع منہ صلی اللہ علیہ وسلم او رؤیۃ لفعلہ ذلک اھ **الروایات** فی الدر المنثور بروایۃ الطیالسی واحمد والبخاری فی تاریخہ والترمذی والنسائی والموصلی وابن خزیمۃ وابن حبان والباوردی وابن قانع والطبرانی والحاکم وابن مردویہ

والبیہقی فی الشعب عن الحارث الاشعری مرفوعا قال صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث فادعوا بدعوۃ اللہ التی سماکم بہا المسلمین المؤمنین آہ وفیہ عن ابن عباس ومجاہد وقتادۃ وسفیان وابن زید فی احدی الروایتین عنہ ۵

سجدۃ عند امام شافعی واحمد رحمہ

ع ۱۰
۱۷

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی ما بین ایدیہم الخ آیندہ الخ کما فی الروح یعلم مستقبل احوالہم وماضیہا

سلہ قولہ فی ترجیح مدار الخ کما فی الروح لانہ المالک لہا بالذات فلا یسئل جل وعلی عما یفعل من الاصطفاء وغیرہ

آیاتہا ۱۱۸   رکوعاتہا ۶   کلماتہا ۱۰۴۰   حروفہا ۴۵۳۸

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً

اے ایمان والو تم (اصول اسلام کے قبول کرنے کے بعد فروع کی بھی پابندی رکھو خصوصاً نماز کی پس تم) رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور (عموماً دوسرے فروع کو بھی بجالاکر) اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور (جو افعال فی نفسہٖ فی ذاتہ عبادت نہیں ہیں بلکہ مباح ہیں لیکن عارض نیت یا نافع للغیر ہونے کی وجہ سے عبادت ہوجاتی ہیں تم ایسے) نیک کام (بھی) کیا کرو امید (یعنی وعدہ) ہے کہ تم فلاح پاؤ گے اور (ان کاموں کو سستی اور بیدلی سے مت کرو بلکہ) اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے (کیونکہ دین میں کوشش کرنے کا مقتضی موجود ہے اور مانع کوئی ہے نہیں چنانچہ) اس نے تمکو (اور امتوں سے) ممتاز فرمایا (جیسا کہ آیہ جعلنا کم امۃ وسطا وغیرہ میں مذکور اور احادیث میں مشہور ہے یہ تو مقتضی ہے حق جہاد کو کیونکہ جس کو کوئی خاص ترجیح دیجاتی ہے وہ خدمت کیلئے زیادہ دوڑتا ہے) اور (اس نے) تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی (چنانچہ تمام ابواب میں احکام رخصت میں نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے البتہ اگر تنگی ہوتی تو بھی کسی درجہ میں وہ حق جہاد سے مانع ہوتا پس مانع بھی مرتفع ہوا اور وجود مقتضی و ارتفاع مانع کا مجموع علت ہوتی ہے ترتب معلول کی خواہ ترتب حسی ہو یا ترتب شرعی جیسا مانحن فیہ میں ہے اور اے ایمان والو جس اسلام کا تمکو امر کیا گیا ہے کہ احکام کی پوری بجا آوری ہو اور یہی ملت ابراہیمی ہے) تم اپنے باپ ابراہیم کی (اس) ملت پر (ہمیشہ قائم (بھی) رہو (پس اوپر احداث اسلام کا امر تھا اور اس میں ابقاء اسلام کا حکم ہے آگے اس (جنبہ) مذکور کی ایک فرد کا بیان ہے کہ) اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا (نزول قرآن سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی (چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے کہلوایا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اور شاید اور کتب منزلہ میں بھی ہو اور قرآن میں تو جا بجا آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا عنوان معنوں سے خالی ہو نہیں سکتا تو بالضرور امت محمدیہ میں مادۂ انقیاد و اتباع کا زیادہ ہوگا بس جتنے یہ مادہ اس لیے زیادہ رکھا ہے) تاکہ (تم اس سے اکتساب کمالات کرو جس سے دنیا میں شرف امتیاز حاصل ہونے کے علاوہ آخرت میں بھی تمہارا بڑا شرف ظاہر ہو کہ جس مقدمہ کا ابھی ذکر آتا ہے اس میں) تمہارے (قابل شہادت اور معتبر ہونے کے) لیے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں اور (اس شہادت رسول کے قبل) تم (ایک بڑے مقدمہ میں جسمیں ایک فریق حضرات انبیاء علیہم السلام ہوں گے اور فریق ثانی انکی مخالف قومیں ہونگی ان مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ (تجویز) ہو (اور شہادت رسول سے تمہاری شہادت معتبر ہونے کی تصدیق ہو پھر تمہاری شہادت سے اس مقدمہ کا حضرات انبیاء علیہم السلام کے حق میں فیصلہ ہو اور مخالفین مجرم قرار پاکر سزایاب ہوں اور اس امر کا اعلیٰ درجہ کی عزت ہونا ظاہر ہے) سو (جب ہم نے تم پر ایسی ایسی عنایتیں کی ہیں تو تمکو بھی ہمارے احکام کی پوری بجا آوری چاہیے تو بس) تم لوگ (خصوصیت کے ساتھ) نماز کی پابندی رکھو (کہ افضل عبادات بدنیہ ہے) اور زکوٰۃ دیتے رہو (کہ افضل عبادات مالیہ ہے) اور (بقیہ احکام اصلی و فرعی میں بھی عموماً) اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو (یعنی ہمت و عزم کے ساتھ دین کے کاموں میں غیر اللہ کی رضا و عدم رضا یا اپنی نفس کی مصلحت یا مضرت کی طرف التفات مت کرو) وہ تمہارا کارساز ہے (کسی کی مخالفت تمکو حقیقۃً ضرر نہ کریگی) سو کیسا اچھا کارساز ہے اور کیسا اچھا مددگار ہے (پس ایسی ذات کے ساتھ تو یہ معاملہ رکھنا چاہیے کہ ؎ مصلحت دید من آن ست کہ یاران ہمہ کار بگذارند و خم طرۂ یاری گیرند۔ واللہ الموفق **ف** اسلام کے ملت ابراہیمی ہونیکی تحقیق پارہ الم کے آخری رکوع میں گذر چکی ہے اور ہر چند کہ بالمعنی اللغوی دوسری امم مؤمنہ بھی موصوف بالاسلام تھیں مگر لقب کے طور پر یہی امت موصوف ہے اور دوسروں کے القاب یہود و نصاریٰ و قوم نوح و قوم ہود و قوم صالح وغیرہ ہیں اور ابیکم میں خطاب تمام امت کو ہونا باوجودیکہ ابراہیم علیہ السلام تمام امت کے پدر بالمعنی الحقیقی نہیں اس کی تحقیق پارہ الم کے آخری رکوع کے ذرا قبل آیۃ ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک کے ذیل میں گذر چکی ہے غرض چونکہ ذریۃ ابراہیم بالمعنی اللغوی کے مسلمان اور بالخصوص انہیں عہد نبوی کے مسلمان بقیہ مسلمین کے اعتبار سے نشر دین کے اصل سبب ہوئے اس لیے خطاب میں انکو غیر پر غالب قرار دیکر تغلیب کا استعمال کیا گیا۔ اور تفسیر لتکونوا شہداء الخ کی پوری تحقیق شروع پارہ سیقول میں ایسی ہی آیت کے ذیل میں گذر چکی ہے اور لام غایت کے داخل ہونے سے اس کی غایت ہونیکی تقریر ابھی اثنائے ترجمہ میں لکھی گئی ہے یعنی سماکم دال ہے وجود صفت اسلام پر اور وہ دال ہے اکتساب کمالات پر اور اس کی غایت ظہور شرف ہے جسپر لتکونوا شہداء الخ دال ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ آج ساتویں تاریخ ذیقعدہ روز دوشنبہ وقت چاشت سنہ تیرہ سو چوبیس ہجری کو سورۂ حج کی تفسیر تمام ہوئی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بقیہ قرآن کی تفسیر بھی مکمل فرماویں آمین سورۃ المؤمنین مکیۃ وھی مائۃ وتسع عشرۃ او ثمانی عشرۃ آیۃ کذا فی البیضاوی ربط اس سورت کا خلاصہ مضامین یہ ہے اول فضیلت عبادات جو شروع ہی میں مذکور ہے جیسا سورت گذشتہ کے اخیر میں بھی اسکا ذکر تھا اور اسے دونوں میں تناسب بھی ظاہر ہے اور وہاں فلاح کی امید لانا لعلکم سے اور یہاں اس فلاح کے وقوع کا حکم کرنا قد سے یہ لطف ترتیبی پیدا کرتا ہے دوم بیان آثار قدرت الہیہ جو انعام اور توحید دونوں پر دال ہے سوم تحقیق نبوت مع دفع شبہات جو اس کے متعلق تھے چہارم بعث و مجازاۃ پنجم شناعت و فظاعت حال کفار ششم انہیں سے اکثر کی تقویت کے لیے حکایت بعض قصص ہفتم بعض مکارم اخلاق

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ فی اللہ کام اشارۃ الی تقدیر المضاف ۱ ے دین اللہ ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو کہ نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ

بالتحقیق اُن مسلمانون نے فلاح پائی | جو اپنی نماز مین خشوع کرنے والے ہین | اور جو لغو باتون سے برکنار رہنے والے ہین | اور

هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ

جو اپنا تزکیہ کرنے والے ہین | اور جو اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرنے والے ہین | لیکن اپنی بیبیون سے | یا اپنی لونڈیون سے | کیونکہ اُن پر کوئی

مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ

الزام نہین | ہان جو اس کے علاوہ طلبگار ہو | ایسے لوگ حد سے نکلنے والے ہین | اور جو اپنی امانتون اور اپنے عہد کا | خیال رکھنے والے ہین

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

اور جو اپنی نمازون کی پابندی کرتے ہین | ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہین | جو فردوس کے وارث ہون گے | وہ اُسمین ہمیشہ رہین گے

وقف لازم

واعمال کی تعلیم جو مناسب مضمون اول کے ہے کقولہ تعالیٰ کلوا من الطیبات وقولہ تعالیٰ قل رب اعوذ وقولہ ادفع وقولہ رب اغفر الخ

فضیلت بعض اہم عبادات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۱۱

بالتحقیق اُن مسلمانون نے (آخرت مین) فلاح پائی جو (تصحیح عقاید کے ساتھ صفات ذیل کے ساتھ بھی موصوف ہین یعنی وہ) اپنی نماز مین خواہ (فرض ہو یا غیر فرض) خشوع (خضوع) کرنے والے ہین اور جو لغو (یعنی لایعنی) باتون سے (خواہ قولی ہون یا فعلی) برکنار رہنے والے ہین اور جو (اعمال و اخلاق مین) اپنا تزکیہ کرنے والے ہین اور جو اپنی شرمگاہون کی (حرام شہوت رانی سے) حفاظت رکھنے والے ہین لیکن اپنی بیبیون سے یا اپنی (شرعی) لونڈیون سے (حفاظت نہین کرتے) کیونکہ اُن پر (اسمین) کوئی الزام نہین ہان جو اس کے علاوہ (اور جگہ شہوت رانی کا) طلبگار ہو ایسے لوگ حد (شرعی) سے نکلنے والے ہین اور جو اپنی (سپرد کی ہوئی یا لی ہوئی) امانتون اور اپنے عہد کا (جو کسی عقد کے ضمن مین کیا ہو یا ویسے ہی ابتداءً کیا ہو) خیال رکھنے والے ہین اور جو اپنی (فرض) نمازون کی پابندی کرتے ہین (بس) ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہین جو فردوس (بریں) کے وارث ہون گے (اور) وہ اُسمین ہمیشہ ہمیشہ رہین گے **ف فائدہ اول** خشوع کی حقیقت ہے سکون یعنی قلب کا بھی کہ خیالات غیر کو قلب مین بالقصد حاضر نہ کرے اور جوارح کا بھی کہ عبث حرکتین نہ کرے اور اسکی فرضیت مین کلام ہے مگر حق یہ ہے کہ صحت صلوٰۃ کا تو موقوف علیہ نہین اور اس مرتبہ مین فرض نہین اور قبول صلوٰۃ کا موقوف علیہ ہے اور اس مرتبہ مین فرض ہے **فائدہ دوم** لغو کا ادنیٰ درجہ گو مباح ہو مگر ترک اسکا اولے اور موجب مدح ہے اور معصیت لغو کا اعلیٰ درجہ ہے اسکا ترک واجب ہے بس لغو کے معنے ہین غیر مفید پھر اُس کی دو قسم ہین مضر و غیر مضر **فائدہ سوم** زکوٰۃ بمعنے مشہور کے ساتھ اس لیے تفسیر نہین کی کہ آیات مکیہ ہین اور زکوٰۃ کی فرضیت مدینہ مین ہوئی البتہ اگر ان آیات کا مدنی ہونا ثابت ہو جاوے جیسا بعض اقوال سے مفہوم ہوتا ہے تو وہ تفسیر بھی صحیح ہو سکتی ہے اور اسپر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ اس صورت مین فاعلون کی جگہ مؤدون کہنا ضروری تھا۔

اللغات المفلح الفوز بالمرام والافلاح الدخول فی ذلک وراء خلاف وذہب الیہ ابو حیان فہو مفعول بہ وقیل ظرف لایصلح مفعولا بہ والمعنی فمن احدث ابتغاء وراء ذلک عادون اصل الرعی حفظ المواشی واستعمل فی مطلق الحفظ

البلاغۃ قولہ لامنتہم وعہدہم جمع الاول لکونہا محسوسۃ التعدد وافرد الثانی لکونہ مصدرا

فی الاصل ولکونہ امرا معنویا لایحس تعددہ قولہ یحافظون نکتۃ ایراد الفعل فیہ تجدد الصلوٰۃ وتکررہا قولہ الذین یرثون فی التقیید بعد الاطلاق والتفسیر بعد الابہام من الفخامۃ ما لایخفی

الفقہ قولہ ما ملکت ایمانہم خاص بالاناث فلایحل المملوک للسیدۃ ولا للسید والمراد بیان حل الجنس فلاینافی الحرمۃ فی بعض الاحوال کالحیض وغیرہ۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۠ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا

اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا — پھر ہم نے اسکو نطفہ سے بنایا جو کہ ایک محفوظ مقام مین رہا — پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنادیا پھر ہم نے

الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۗ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ

اُس خون کے لوتھڑے کو بوٹی بنادیا پھر ہم نے اُس بوٹی کو ہڈیاں بنادیا پھر ہم نے اُن ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا پھر ہم نے اُس کو ایک دوسری ہی مخلوق بنادیا سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی

الْخٰلِقِيْنَ ۗ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۗ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۗ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا

جو تمام صناعوں سے بڑھکر ہے پھر تم بعد اس کے ضرور ہی مرنیوالے ہو — پھر تم قیامت کے روز دوبارہ زندہ کیے جاؤگے — اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور

كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝

ہم مخلوق سے بے خبر نہ تھے

جواب یہ ہے کہ اس کی نظیر امیہ بن ابی الصلت کے کلام مین نزول قرآن سے پہلے آچکی ہے قال ؎ المطعمون الطعام فی السنۃ الازمۃ والفاعلون للزکوٰۃ اور کسی عرب مین سے اُسپر خردہ گیری نہین کی اور یہ توجیہ بھی ممکن ہے الذین ہم لاداء الزکوٰۃ فاعلون - یا فاعلون کو متضمن معنے مودون کہا جاوے **فائدہ چہارم** اعراض عن اللغو مین حفظ فروج بدرجہ اولی داخل ہے اسیطرح فعل زکوٰۃ بمعنے التزکیہ مراعات امانات وعہد کو بھی شامل ہے لیکن تخصیص اعتنار شان کی وجہ سے ہے **فائدہ پنجم** من ابتغی وراء ذلک مین زنا و لواطت و وطی بہائم و مجامعت جواری (جماعاً) اور بعض کے نزدیک استمنا بالید بھی داخل ہے اور اگر یہ آیت مدنی ہو تو حرمت متعہ پر بھی اس سے استدلال صحیح ہے کیونکہ ممنوعہ نہ ازواج بالمعنی المتبادر مین داخل ہے نہ مملوکات مین اور مکی ہونے کی صورت مین گو اس آیت سے اسلیے استدلال نہین ہو سکتا کہ بعض حدیثون سے یوم خیبر مین اور بعض حدیثون سے یوم فتح مکہ مین اسکی تحریم وارد ہوئی ہے روی الاول الشیخان والثانی مسلم اور اسی سے تطبیق مین کہا گیا ہے کہ دو بار تحریم ہوئی ہے اور یہ دونون یوم ہجرت کے بعد ہوئے ہین لیکن مدار استدلال کا یہی آیت نہین ہے بلکہ مسلم مین ارشاد نبوی مصرح ہے کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء وقد حرم اللہ تعالیٰ ذلک الی یوم القیمۃ اور صحیح مسلم مین روایت تحریم متعہ کی حضرت علی رض کے واسطہ سے بھی مروی ہے اور صحابہ کا اسپر اجماع بھی ہے - اور حضرت ابن عباس رض کے رجوع پر ابن الہمام نے اُنکے قول سے جو ترمذی مین ہے استدلال کیا ہے انما کانت المتعۃ فی اول الاسلام الی قولہ فکل فرج سواہما حرام - اور اسکی کچھ بحث پارہ پنجم آیت فما استمتعتم کی تفسیر کے ذیل مین گذر چکی ہے **فائدہ ششم** اور وارث کہنے کی وجہ حدیث نبوی مین یہ آئی ہے کہ ہر شخص کے نام پر دو گھر ہین ایک جنت مین ایک دوزخ مین جو شخص جہنمی ہوگا اُسکا گھر اہل جنت کو ملیگا اور یہی لذلک قولہ تعالیٰ اولئک ہم الوارثون اخرجہ سعید بن منصور وابن ماجہ وابن المنذر وابن جریر وصححہ القرطبی کذا فی الروح اور اگر یہ حدیث کسی کی تحقیق مین ثابت نہ ہو تو وارث بمعنی مالک بھی ہو سکتا ہے لان الارث اقوی اسباب الملک ففیہ المبالغۃ **فائدہ ہفتم** اولئک ہم الوارثون مین جو حصر ہے وہ باعتبار استحقاق فردوس کے ہے جو بحسب احادیث جنت کا اعلیٰ درجہ ہے ورنہ نفس جنت مطلق مومنین کے لیے عام ہے گو صفات مذکورہ مین کمی ہو **ربط** اوپر بعض عبادات مہمہ کی فضیلت مذکور تھی آگے مستحق عبادت جل شانہ کے بعض آثار و تصرفات کا بیان ہے تاکہ اُن سے اُس کی قدرت اور عظمت اور وحدت اور منت و نعمت پر استدلال کر کے پورا حق عبادت ادا کیا جاوے اور ایجاد کے ساتھ درمیان مین افناء اور اعادہ کا ذکر تقویت استدلال و تذکیر جزاء عبادات و ترغیب اعمال کے لیے کیا

استدلال بر صفات کمال قادر ذو الجلال

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾

اللغات سلالۃ من سل بمعنے استخرج قال فی فعالۃ اسم لما یحصل من الفعل فتارۃ تکون مقصودۃ منہ کالخلاصۃ و اخری غیر مقصودۃ منہ کالقلامۃ والکناسۃ والسلالۃ من قبیل الاول فانہا مقصودۃ بالسل ای من الغذاء الذی ہو سلالۃ الطین وصفوتہ وفیہ وصف الجنس بوصف اکثر افرادہ لان خلق آدم علیہ السلام لم یکن کذلک قرار مکین متمکن بمعنی التمکن وصف ذی المکان وہو النطفۃ ہہنا علی سبیل المجاز کما یقال طریق سائر الخالقین الصانعین کذا فی الروح عن ابن حیلۃ البیطار قولہ عظاما فی الروح جمع لاختلاف دون غیرہا من الاطوار لانہا متغائرۃ ہیئۃ وصلابۃ بخلاف غیرہا

قولہ ثم جعلناہ نطفۃ الی آخر الآیۃ فی الروح وعبارات المعطوفات الاول بعضہا بثم وبعضہا بالفاء ولعل الحکمۃ جمیعہا بثم او بالفاء مع صحۃ ذلک فی مثلہا الاشارۃ الی تفاوت الاستحالات فالمعطوف بثم مستبعد حصولہ مما قبلہ فجعل الاستبعاد عقلا او رتبۃ بمنزلۃ التراخی والبعد الحسی لان حصول النطفۃ من اجزاء ترابیۃ غریبۃ جدا وکذا جعل النطفۃ البیضاء السیالۃ دما احمر جامدا بخلاف جعل الدم لحما مشابہا لہ فی اللون والصورۃ وکذا تصلیب المضغۃ حتی تصیر عظما وکذا مد لحما علیہ لیستر ہ کذا قیل واللہ اعلم قیل وقال قولہ لمیتون

صرح تاکید الموت باللام دون البعث مع انکار البعث و عدم انکار الموت فیقتضی العکس لاعتبار نکتۃ انہ لما ترتب علی الموت کراہتہ کالمنکر بخلاف البعث فانہ مرغوب فیہ لکونہ حیاۃ فی الاصل فافہم **فائدہ** فی الدر المنثور عن معاذ

وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسۡكَنّٰهُ فِى الۡاَرۡضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوۡنَ فَاَنۡشَاۡنَا لَكُمۡ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنۡ

اور ہم نے آسمان سے مقدار کے ساتھ پانی برسایا پھر ہم نے اسکو زمین میں ٹھیرایا اور ہم اس کے معدوم کردینے پر قادر ہیں پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے باغ پیدا کیے کھجوروں کے

نَّخِيۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ ۘ لَـكُمۡ فِيۡهَا فَوَاكِهُ كَثِيۡرَةٌ وَّمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۙ وَشَجَرَةً تَخۡرُجُ مِنۡ طُوۡرِ سَيۡنَآءَ تَنۡۢبُتُ بِالدُّهۡنِ وَصِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ

اور انگوروں کے تمہارے واسطے انمین کثرت میوے بھی ہین اور انمین سے کھاتے بھی ہو اور ایک درخت بھی جو کہ طور سینا مین پیدا ہوتا ہی جو اگتا ہی تیل لیے ہوئے اور کھانیوالوں کیلیے سالن

وَاِنَّ لَـكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً ‌ ؕ نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهَا وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ كَثِيۡرَةٌ وَّمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۙ وَعَلَيۡهَا وَعَلَى الۡـفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ

لیے ہوئے اور تمہارے لیے مواشی مین غور کرنیکا موقع ہی کہ ہم تمکو ان کے جوف مین کی چیز پینے کو دیتے ہین اور تمہارے لیے ان مین اور بھی بہت سے فائدے ہین اور انمین سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور انپر اور کشتی پر لدے پھرتے ہو

وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسۡكَنّٰهُ فِى الۡاَرۡضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنۡشَاۡنَا لَكُمۡ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ ۘ لَـكُمۡ فِيۡهَا فَوَاكِهُ كَثِيۡرَةٌ وَّمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۙ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخۡرُجُ مِنۡ طُوۡرِ سَيۡنَآءَ تَنۡۢبُتُ بِالدُّهۡنِ وَصِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَـكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً ‌ ؕ نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهَا وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ كَثِيۡرَةٌ وَّمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۙ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيۡهَا وَعَلَى الۡـفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ ﴿۲۲﴾ (اول بیان ہی ایجاد انسان کا) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے (جو کہ بعد مٹی کے مادہ بعیدہ ہی انسان کا) بنایا (یعنی اول مٹی ہوتی ہی پھر اس سے بذریعہ نباتات کے غذا حاصل ہوتی ہی) پھر ہم نے اسکو نطفہ سے بنایا جو کہ (ایک مدت معینہ تک) ایک محفوظ مقام (یعنی رحم) مین رہا (اور وہ غذا سے حاصل ہوا تھا) پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنادیا پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنادیا پھر ہم نے اس بوٹی (کے بعض اجزاء) کو ہڈیاں بنادیا پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا (جس سے وہ ہڈیاں ڈھک گئیں) پھر (ان سب تقلبات کے بعد) ہم نے (اسمین روح ڈال کر) اس کو ایک دوسری ہی (طرح کی) مخلوق بنادیا (جو حالات سابقہ سے نہایت ہی متغائر و متباین ہی کیونکہ جمادیت و نباتیت مین جو تفاوت ہی اگر سے حیوانیت بدرجہا متفاوت ہی) سو کیسی بڑی شان ہی اللہ کی جو تمام صناعون سے بڑھکر ہے (کیونکہ دوسرے صناع صرف تحلیل ترکیب کرسکتے ہین اعطاء حیوۃ حقیقۃً یہ خاص اللہ ہی کا کام ہی اور تفصیل ان تقلبات کی اسی ترتیب کے ساتھ قانون وغیرہ کتب طبیہ مین ہی آگے افناء کا بیان ہی یعنی) پھر تم بعد اس (تمام قصہ عجیبہ) کے ضرور ہی مرنے والے ہو (آگے بیان ہی اعادہ کا یعنی) پھر تم قیامت کے روز دوبارہ زندہ کیے جاؤگے اور (جسطرح ہم نے تمکو ابتداءً وجود عطا فرمایا اسیطرح تمہاری بقا کا سامان بھی کیا کہ) ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان (جنمین ملائکہ کے آمد و رفت کے لیے راہین ہین) بنائے (کہ اس سے تمہاری بھی بعض مصلحتین متعلق ہین) اور ہم مخلوق (کی مصلحتون) سے بیخبر نہ تھے (بلکہ ہر مخلوق کو مصالح و حکم کا متضمن بنایا) اور ہم نے (تمہاری تتمیم بقا کے لیے) آسمان سے (مناسب) مقدار کے ساتھ پانی برسایا پھر ہم نے اس کو (مدت تک) زمین مین ٹھیرایا (چنانچہ کچھ پانی تو زمین کے اوپر رہتا ہو اور کچھ اندر اتر جاتا ہی جو وقتاً فوقتاً نکلتا رہتا ہی) اور ہم (جسطرح اس کے برسانے پر قادر ہین اسیطرح) اس (پانی) کے معدوم کردینے پر (بھی) قادر ہین (خواہ ہوا کی طرف مستحیل کرکے خواہ اتنی دور زمین کے اندر اوتار کر کہ آلات کے ذریعہ سے نہ نکال سکو مگر ہم نے باقی رکھا) پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے باغ پیدا کیے کھجوروں کے اور انگوروں کے تمہارے واسطے ان (کھجوروں انگوروں) مین بکثرت میوے بھی ہین (جبکہ انکو تازہ کھایا جاوے تو میوہ سمجھا جاتا ہے) اور انمین سے (جو بچا کر خشک کرکے رکھ لیا جاتا ہو اسکو بطور غذا کے) کھاتے بھی ہو اور (اسی پانی سے) ایک (زیتون کا) درخت بھی (ہم نے پیدا کیا) جو کہ طور سینا مین (بکثرت) پیدا ہوتا ہے جو اگتا ہی تیل لیے ہوئے اور کھانیوالون کے لیے سالن لیے ہوئے (یعنی اسکے پھل سے دونون کام کی چیز حاصل ہوتی ہے خواہ روشن کرنے کے اور مالش کرنے کے کام مین لاؤ خواہ اسمین روٹی ڈبوکر کھاؤ یہ سامان مذکور پانی اور نباتات سے تھا) اور (آگے حیوانات کے قبیل سے سامان بقا کا بیان ہی کہ) تمہارے لیے مواشی مین (بھی) غور کرنے کا موقع ہی کہ ہم تمکو ان کے جوف مین کی چیز (یعنی دودھ) پینے کو دیتے ہین اور تمہارے لیے انمین اور بھی بہت سے فائدے ہین (کہ انکے بال اور اون کام آتی ہی) اور (نیز) انمین سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور ان (مین جو بار برداری کے قابل ہین ان) پر اور کشتی پر لدے پھرتے (بھی) ہو ف

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی نطفۃ سے اشارہ الی نصبہ بنزع الخافض کذا فی الروح ۔

لہ قولہ فی خلقا آخر روح آنکہ کذا فی القبیۃ من مرشدی ثم روایۃ منقول عن ابن عباس فی الدر المنثور ۔

اللغات سیناء اسم للبقعۃ ومنع عن الصرف للعلمیۃ والعجمۃ البطلان المراد مطلق الاجواف ۔ **النحو** قولہ بالدھن الباء للملابسۃ وعطف صبغ علیہ من عطف الصفۃ علی الصفۃ قولہ مما فی بطونھا من ابتدائیۃ **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ تنبت من الافعال وہو بمعنی اللازم **الکلام** قولہ تعالی فاسکنہ فی الارض لاینافی ہذا ما ذکرہ بعض الحکماء من تکون المیاہ فی الآبار والعیون من الابخرۃ لانہ یمکن ان یکون للشیء اسباب متعددۃ ولادلیل عندہم علی ان لا دخل لمیاہ الامطار فیہا کیف وقد قال بہ ابو البرکات البغدادی وایضاً یشہد المشاہدۃ بہ حیث تقل وتکثر میاہ الآبار بقلۃ الامطار وکثرتہا **الفقہ** اورد علی ابیحنیفۃ رح فی حکمہ بعدم حنث من حلف لایاکل الفاکھۃ واکل النخیل مع تسمیۃ اللہ تعالی ایاہ فاکھۃ واجیب علی تقدیر رجوع ضمیر فیہا الی النخیل والاعناب ان تسمیتہ تعالی باللغۃ وعدم الحنث بالعرف ۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ فَقَالَ الْمَلَأُ

اور ہم نے نوح کو انکی قوم کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا سو انہون نے فرمایا کہ ای میری قوم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اُس کے سوا کوئی تمہارے لیے معبود بنانے کے لایق نہین پھر کیا تم ڈرتے نہین پس انکی قوم مین

الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً

جو کافر رئیس تھے کہنے لگے کہ یہ شخص بجز اس کے کہ تمہاری طرح کا ایک آدمی ہی اور کچھ نہین ہی ان کا مطلب یہ ہی کہ تم سے برتر ہو کر رہے اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو فرشتون کو بھیجتا

مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي

ہم نے یہ بات اپنے پہلے بڑون مین کبھی نہین سنی بس یہ ایک آدمی ہی جسکو جنون ہو گیا ہی سو ایک وقت خاص تک اسکا اور انتظار کر لو نوح نے عرض کیا کہ ای میرے رب میری مدد کر

بِمَا كَذَّبُونِ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ فَاسْلُكْ فِيهَا

اس وجہ سے کہ انہون نے مجکو جھٹلایا ہی پس ہم نے انکے پاس حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کرو ہماری نگرانی مین اور ہمارے حکم سے پھر جس وقت ہمارا حکم آ پہونچے اور زمین سے پانی اُبلنا شروع ہو تو ہر قسم مین سے

مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُم

ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو دو عدد اس مین داخل کر لو اور اپنے گھر والون کو بھی باستثنا اُسکے جسپر اُن مین سے حکم نافذ ہو چکا ہی اور مجھسے کافرون کے بارہ مین کچھ گفتگو مت کرنا وہ سب

مُّغْرَقُونَ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنتَ وَمَن مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

غرق کیے جاوینگے۔ پھر جسوقت تم اور تمہارے ساتھی کشتی مین بیٹھ چکو تو یون کہنا کہ شکر ہی خدا کا جسنے ہمکو کافر لوگون سے نجات دی

وَقُل رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِن كُنَّا لَمُبْتَلِينَ

اور یون کہنا کہ ای میرے رب مجکو برکت کا اُتارنا اُتاریو اور آپ سب اُتارنے والون سے اچھے ہین اسمین بہت سی نشانیان ہین اور ہم آزماتے ہین

جس پہاڑ کا نام طور ہے طور سینا بھی اُسیکا نام ہی کیونکہ وہ جس جگہ ہے اس جگہ کا نام سینا ہے اور سینین بھی گو اب کچھ اور نام ہو گیا ہو اور زیتون کی تخصیص طور کی ساتھ بوجہ کثرت سے پیدا ہونے کے ہی اور طور کی تخصیص زیتون کے ساتھ بوجہ کثرت منافع کے ہی فقط ربط اوپر توحید معبود پر دلائل قائم کیے گئے تھے آگے مضمون توحید کی تاکید کے لیے بعض قصص مذکور ہین جو تین طور پر موکد توحید ہین۔ ایک انبیا سابقین کا توحید کے لیے امر فرمانا دوسرے منکرین توحید کا انجام برا ہونا تیسرے ظہور خوارق انبیاء علیہم السلام سے جسمین آیت وجعلنا ابن مریم الخ زیادہ صریح ہے اور دوسرے قصون مین اشارت مثل سلطان مبین یا شہرت پر اکتفا کیا گیا جیسا اخیر قصہ مین جسمین اوس کی دلالت کا ذکر صریح نہین کیا گیا و نیز قصہ عیسویہ کے ذکر سے بنی اسرائیل کی تکذیب کا بھی بیان کرنا مقصود ہو سکتا ہی اور اس بنا پر آتینا موسی الکتاب کے ساتھ اسکا خاص ارتباط ہوگا جسکی تقریر یہ ہوگی کہ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے کتاب بھی دی اور اُن مین سے متاخرین کے لیے اعجاز عیسوی کا بھی اظہار کیا مگر انہون نے پھر موسی علیہ السلام کی بھی اور عیسی علیہ السلام کی بھی مخالفت کی واللہ اعلم

قصہ نوح علیہ السلام و قوم او

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٢٦﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ فَاسْلُكْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنتَ وَمَن مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٨﴾ وَقُل رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِن كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾ اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو انکی قوم کیطرف

اللغات فاسلک فی الروح سلک دخل و ادخل کقولہ ما سلککم فی سقر ای ادخلکم **البلاغۃ** جمع الضمیر فی نجانا و توحیدہ فی انزلنی لعل النکتۃ فیہ ان اہل الفلک کلہم کانوا مومنین فجمعہم معہ بخلاف المعد

النزول فان اہل الارض کانوا مختلفین و لو بعد حین فلم یجمعہم معہ واللہ اعلم **الروایات** قولہ مہبطا تو لعن فی الدر المنثور اخرج ابن ابی شیبۃ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم

عن مجاہد رضی اللہ عنہ و قل رب انزلنی منزلا مبارکا قال لنوح حین انزل من السفینۃ اھ

ع ۲

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۚ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ

پھر پیچھے دوسرا گروہ پیدا کیا پھر ہم نے اُن میں ایک پیغمبر کو بھیجا جو اُن ہی میں کے تھے کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو اُس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا

اور اُن کی قوم میں سے جو رئیس تھے جنہوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے اُنکو دنیوی زندگانی میں عیش بھی دیا تھا کہنے لگے کہ بس یہ تو تمہاری طرح ایک آدمی ہیں یہ وہی کھاتا ہے

تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۙ وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۙ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا

جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیتے ہو اور اگر تم اپنے جیسے ایک آدمی کے کہنے پر چلنے لگو تو بیشک تم گھاٹے میں ہو کیا یہ شخص تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور مٹی

وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ

اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو نکالے جاؤ گے

فرمایا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اس کے سوا کوئی تمہارے لیے معبود بنانے کے لایق نہیں (اور جب یہ بات ثابت ہے تو پھر کیا تم (دوسروں کے معبود بنانے سے) ڈرتے نہیں ہو پس (نوح علیہ السلام کی یہ بات سنکر) اُنکی قوم میں جو کافر رئیس تھے (عوام سے) کہنے لگے کہ یہ شخص بجز اسکے کہ تمہاری طرح کا ایک (معمولی) آدمی ہے اور کچھ (رسول وغیرہ) نہیں ہے (اس دعوے سے) انکا (اصل مطلب یہ ہے کہ تم سے برتر ہو کر رہے یعنی جاہ و ریاست مقصود ہے) اور اگر اللہ کو (رسول بھیجنا) منظور ہوتا تو (اس کام کے لیے) فرشتوں کو بھیجتا (پس دعوی انکا غلط ہے اسیطرح انکی دعوت کرنا توحید کی طرف یہ دوسری غلطی ہے کیونکہ) ہم نے یہ بات (کہ اور کسیکو معبود مت قرار دو) اپنے پہلے بڑوں میں بھی (ذکر مذکور ہوتے ہوئے) نہیں سنی بس یہ ایک آدمی ہے جسکو جنون ہو گیا ہے (اسواسطے ساری دنیا کے خلاف باتیں کرتا ہے کہ میں رسول ہوں اور معبود ایک ہے) سو ایک وقت خاص (یعنی اسکے مرنے کے وقت) تک اس (کی حالت) کا اور انتظار کر لو (آخر ایک وقت پر پہونچکر ختم ہو جاویگا اور سب پاپ کٹ جاویگا) نوح (علیہ السلام) نے (انکے ایمان لانے سے مایوس ہو کر جناب باری میں) عرض کیا کہ اے میرے رب (ان سے) میرا بدلا لے بوجہ اس کے کہ انہوں نے مجکو جھٹلایا ہے پس ہم نے (انکی دعا قبول کی اور) انکے پاس حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کر لو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے (کہ اب طوفان آویگا اور تم اور مومنین اسکے ذریعہ سے محفوظ رہو گے) پھر جسوقت ہمارا حکم (عذاب کا قریب) آپہونچے اور (علامت اسکی یہ ہے کہ) زمین سے پانی ابلنا شروع ہو تو (اسوقت) ہر قسم (کے جانوروں) میں سے (جو کہ انسان کے کار آمد ہیں اور پانی میں زندہ نہیں رہ سکتے) ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو دو عدد اس (کشتی) میں داخل کر لو اور اپنے گھر والوں کو بھی (سوار کر لو) باستثنا اُس کے جس پر اُنمیں سے (غرق ہونیکا) حکم نافذ ہو چکا ہے (یعنی جو کافر ہو اُس کو مت سوار کرو) اور (یہ سن لو کہ) مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارہ میں کچھ گفتگو مت کرنا (کیونکہ) وہ سب غرق کیے جاوینگے پھر جسوقت تم اور تمہارے ساتھی (مسلمان) کشتی میں بیٹھ چکو تو یوں کہنا کہ شکر ہے خدا کا جس نے ہم کو کافر لوگوں سے (یعنی اُن کے افعال سے اور اُن کے وبال سے) نجات دی اور (جب بعد فرو ہونے طوفان کے کشتی سے زمین پر آنے لگو تو) یوں کہنا کہ اے میرے رب مجکو (زمین پر) برکت کا اوتارنا اوتاریو (یعنی اطمینان ظاہری و باطنی کے ساتھ رکھیو) اور آپ سب اوتارنے والوں سے اچھے ہیں (یعنی اور لوگ جو مہمان کو اوتار لیتے ہیں حقیقۃً اُس کے حصول نفع و دفع ضرر پر قادر نہیں ہوتے اور آپ قادر ہیں) اس (واقعہ مذکورہ) میں (اہل عقل کے لیے ہماری قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم (یہ نشانیاں معلوم کرا کر اپنے بندوں کو) آزماتے ہیں (کہ دیکھیں کون سا منتفع ہوتا ہے کون نہیں ہوتا اور نشانیاں یہ ہیں۔ رسول بھیجنا۔ ایمانداروں کو بچا لینا۔ کافروں کو ہلاک کر دینا دفعۃً طوفان پیدا کر دینا کشتی کو محفوظ رکھنا وغیرہ وغیرہ) ف پارہ ۱۲ کے ربع پر بھی اس کے مشابہ آیتیں آئی ہیں وہاں تفسیر مفصل ملاحظہ فرمالی جاوے۔ اور قوم کے یہ دو قول یعنی یتفضل علیکم اور رجل بہ جنۃ کہنے میں اجتماع اس ارادہ تفضل کا مطلق جنون کے ساتھ ممکن ہے اور اگر جنون کامل لیا جاوے تو اُن کے قولوں میں تناقض ہوگا جو خود اُنکے جنون کی دلیل ہے۔ اور چونکہ کفار کے یہ اقوال صریح البطلان تھے اس لیے اس مقام پر ان کے جواب ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی تربصوا بہ ختم ہو جاویگا اخذتہ من الخازن وہذا کقولہ تعالیٰ نتربص بکم الدوائر ۱۲

قصہ عاد یا ثمود

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾

النحو قولہ ان اعبدوا ای بان اعبدوا قولہ واترفنٰہم الحال او معطوف علی الصلۃ قولہ انکم مخرجون تاکید لان السابقۃ فی قولہ انکم ۱۲ البلاغۃ قولہ من قومہ تقدیمہ علی الصلۃ لئلا یطول الفصل بین البیین

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ

بہت ہی بعید اور بہت ہی بعید ہے جو بات تم سے کہی جاتی ہے　بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے کہ ہم میں کوئی مرتا ہے اور کوئی پیدا ہوتا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ کیے جاوینگے　بس یہ ایک ایسا شخص ہے

افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ

جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے　اور ہم تو ہرگز اس کو سچا نہ سمجھینگے　پیغمبر نے دعا کی کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے اسوجہ سے کہ انہوں نے مجکو جھٹلایا　ارشاد ہوا کہ یہ لوگ عنقریب پشیمان ہونگے

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ

چنانچہ انکو ایک سخت آواز نے موافق وعدہ برحق کے آپکڑا پھر ہم نے انکو خس و خاشاک کردیا　سو خدا کی مار کافر لوگوں پر　پھر ان کے بعد ہم نے اور امتوں کو پیدا کیا

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ

کوئی امت اپنی مدت معینہ سے نہ پیشدستی کرسکتی تھی اور نہ وہ لوگ پیچھے ہٹ سکتے تھے　پھر ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے بھیجا جب کبھی کسی امت کے پاس اس امت کا رسول آیا انہوں نے اسکو جھٹلایا

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿۳۶﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿۳۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ۵ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۱﴾

تحقیقات الترجمہ
سلہ قولہ فی غثاء طرح اشارۃ الی حذف الکاف (کمثل غثاء)

پھر (قوم نوح کے بعد) ہم نے دوسرا گروہ پیدا کیا (مراد عاد ہیں یا ثمود) پھر ہم نے اُن میں ایک پیغمبر کو بھیجا جو اُن ہی میں کے تھے (مراد ہود علیہ السلام یا صالح علیہ السلام ہیں اُن پیغمبر نے کہا) کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو اُس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود (حقیقی) نہیں کیا تم (شرک سے) ڈرتے نہیں ہو اور (اُن پیغمبر کی یہ بات سنکر) اُن کی قوم میں سے جو رئیس تھے جنہوں نے (خدا اور رسول کے ساتھ) کفر کیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے انکو دنیوی زندگانی میں عیش بھی دیا تھا کہنے لگے کہ بس یہ تو تمہاری طرح ایک (معمولی) آدمی ہیں (چنانچہ) یہ وہی کھاتے ہیں جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو اور (جب یہ تمہاری ہی جیسے بشر ہیں تو) اگر تم اپنے جیسے ایک (معمولی) آدمی کے کہنے پر چلنے لگو تو بیشک تم (عقل کے) گھاٹے میں ہو (یعنی بڑی بے وقوفی ہے) کیا یہ شخص تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مرجاؤگے اور (مرکر) مٹی اور ہڈیاں ہوجاؤگے (چنانچہ جب اجزاء لحمیہ خاک ہوجاتے ہیں تو ہڈیاں بے گوشت رہجاتی ہیں پھر بعد چندے وہ بھی خاک ہوجاتی ہیں تو یہ شخص کہتا ہے کہ جب اس حالت پر پہونچ جاؤگے) تو پھر دوبارہ زندہ کرکے زمین سے) نکالے جاؤگے (تو بھلا ایسا شخص کہیں قابل اطاعت و اتباع ہوسکتا ہے اور) بہت ہی بعید اور بہت ہی بعید ہے جو بات تم سے کہی جاتی ہے بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے کہ ہم میں کوئی مرتا ہے اور کوئی پیدا ہوتا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ کیے جاوینگے بس یہ ایک ایسا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے (کہ اُس نے مجکو رسول بناکر بھیجا ہے اور کوئی دوسرا معبود نہیں اور قیامت آویگی) اور ہم تو ہرگز اس کو سچا نہ سمجھینگے پیغمبر نے دعا کی کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے اسوجہ سے کہ انہوں نے مجکو جھٹلایا ارشاد ہوا کہ یہ لوگ عنقریب پشیمان ہونگے چنانچہ انکو ایک سخت آواز نے (یا سخت عذاب نے) موافق وعدہ برحق کے (کہ لیصبحن نادمین) آپکڑا (جس سے وہ سب ہلاک ہوگئے) پھر (ہلاک کرنے کے بعد) ہم نے انکو خس و خاشاک (کی طرح پامال) کردیا سو خدا کی مار کافر لوگوں پر **ف** چونکہ صیحہ سے ثمود کا معذب ہونا دوسری آیات میں بھی آیا ہے اس قرینہ سے بعض نے تو اس کو ثمود کا قصہ سمجھا ہے اور چونکہ اکثر بعد قوم نوح کے عاد کا قصہ آیا ہے اس قرینہ سے بعض نے اسکو عاد کا قصہ سمجھا ہے اور صیحہ سے مراد عقوبت ہائلہ لی ہے جیسا اس شعر میں ہے سہ صاح الزمان بآل برمک صیحۃ + خروا الشدتہا علی الاذقان + یا ممکن ہے کہ عاد پر بھی صیحہ آیا ہو اور کہیں صرصر اور کہیں صیحہ کا ذکر اس اشارہ کے لیے ہو کہ ہر واحد بھی ان کے ہلاک کے لیے کافی تھا

قصہ بعض دیگر امم اجمالاً

ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ

اللغات قولہ عما قلیل من بمعنے بعد قولہ بعدا من الرحمۃ وہو کما فی الکبیر من جملۃ المصادر التی قال سیبویہ نصبت بافعال لایستعمل اظہارہا وہی موضوعۃ مواضع افعالہا و معناہ بعدوا بعدا قولہ تترے مصدر کذکری وبشری والتاء الاولی منہ مبدل من الواو کتجاہ وتراث وہو بمعنے المتواتر حال من رسلنا وفی قراءۃ منونا وہو علی ما قال الفراء مصدر البتۃ کصبر والالف فیہ مبدل من التنوین وہو ایضا حال کما فی القراءۃ السابقۃ۔

النحو قولہ ثم ارسلنا عطف علی انشانا لکن لا علی معنے ان ارسالہم جمیعا متراخ عن انشاء القرون جمیعا بل علے معنے ان ارسال کل رسول متراخ عن انشاء قرن مخصوص بذلک الرسول والفصل بین المعطوفین بالجملۃ المعترضۃ للمسارعۃ الی بیان ہلاک اولئک القرون علی وجہ اجمالی ۱۲

البلاغۃ قولہ ہیہات لما توعدون فاعل ہیہات الوقوع واللام للبیان کما فی قولہ القوم ۱۲

فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَأَخَاهُ هٰرُوْنَ

سو ہم نے ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا　اور ہم نے انکی کہانیاں بنا دیں　سو خدا کی مار ان لوگوں پر جو ایمان نہ لاتے تھے　پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی　ہارون کو

بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۝ فَقَالُوْا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ

اپنے احکام اور کھلی دلیل دیکر　فرعون اور اسکے درباریوں کے پاس بھیجا　سو ان لوگوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی متکبر　چنانچہ وہ کہنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر

مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

جو ہماری طرح کے آدمی ہیں ایمان لے آویں حالانکہ انکی قوم کے لوگ ہمارے زیر حکم ہیں　غرض وہ لوگ ان دونوں کی تکذیب ہی کرتے رہے پس ہلاک کیے گئے　اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی　تاکہ وہ لوگ ہدایت پاویں

فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (۴۴) پھر ان (عاد یا ثمود) کے (ہلاک ہونے کے) بعد ہم نے اور امتوں کو پیدا کیا (جو کہ تکذیب رسل کے سبب وہ بھی ہلاک ہوئے اور ان کے ہلاک ہونیکی جو مدت علم الٰہی میں مقرر تھی) کوئی امت (ان امتوں میں سے) اپنی (اس مدت معینہ سے (ہلاک ہونے میں) نہ پیشدستی کر سکتی تھی اور نہ (اس مدت سے) وہ لوگ پیچھے ہٹ سکتے تھے (بلکہ عین وقت پر ہلاک کیے گئے غرض وہ امتیں اول پیدا کی گئیں) پھر (انکے پاس) ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے (ہدایت کے لیے) بھیجا (جسطرح وہ امتیں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئیں مگر انکی حالت یہ ہوئی کہ) جب کبھی کسی امت کے پاس اس امت کا (خاص) رسول (خدا کے احکام لیکر) آیا انہوں نے اسکو جھٹلایا سو ہم نے (بھی ہلاک کرنے میں) ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا اور ہم نے انکی کہانیاں بنا دیں (یعنی وہ ایسے نیست نابود ہو گئے کہ بجز کہانیوں کے انکا کچھ نام و نشان نہ رہا) سو خدا کی مار ان لوگوں پر جو (انبیا کے سمجھانے پر بھی) ایمان نہ لاتے تھے **ف** ان قرون میں سے بعض کا ذکر سورہ اعراف وغیرہ میں ہے چنانچہ عاد کے بعد ثمود کا اور ثمود کے بعد قوم لوط کا اور قوم لوط کے بعد اہل مدین کا ذکر آیا ہے اور بعض کی نسبت فرمایا ہے لا یعلمہم الا اللہ الخ واللہ اعلم اور اگر بعض قوموں کی کچھ نسل باقی ہو تو بھی جعلناہم احادیث میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ خاص وہ مکذبین تو نیست ہو گئے یا یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم نے انکو دوسروں کے لیے عبرت بنا دیا ای جعلناہم ذات احادیث یحکی احادیثہم —

قصۂ فرعون

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (۴۵) اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ (۴۶) فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ (۴۷) فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ (۴۸) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ (۴۹) پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی (ہارون علیہ السلام) کو اپنے احکام اور کھلی دلیل (یعنی معجزہ صریحہ کہ دلیل نبوت ہے) دیکر فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس (بھی پیغمبر بناکر) بھیجا (اور بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہونا بھی معلوم ہے) سو ان لوگوں نے (انکی تصدیق و اطاعت سے) تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی متکبر (یعنی پہلے ہی سے انکا دماغ سڑا ہوا تھا) چنانچہ وہ (باہم) کہنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر جو ہماری طرح کے آدمی ہیں (انمیں کوئی بات امتیاز کی نہیں) ایمان لے آویں (اور ان کے مطیع بن جاویں) حالانکہ انکی قوم کے لوگ (تو خود) ہمارے زیر حکم ہیں (یعنی ہم کو تو خود انکی قوم پر ریاست حاصل ہے پھر ان دونوں کو ہم پر کیسے ریاست حاصل ہو سکتی ہے — ان لوگوں نے ریاست دینیہ کو ریاست نبویہ پر قیاس کیا کہ جب ہم کو ایک حاصل ہے تو دوسرے کے بھی ہم ہی مستحق ہیں اور جب انکو ایک نہیں تو دوسری کیسے ہو سکتی ہے اور فساد اس قیاس کا ظاہر ہے) غرض وہ لوگ ان دونوں کی تکذیب ہی کرتے رہے پس (اس تکذیب کی وجہ سے) ہلاک کیے گئے اور (ان کے ہلاک ہونے کے بعد) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توراۃ) عطا فرمائی تاکہ (اس کے ذریعہ سے) وہ لوگ (یعنی قوم موسیٰ بنی اسرائیل جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے دوسرے مرسل الیہم تھے) ہدایت پائیں (اور متاخرین بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے اور دلیل بھی ظاہر کی جسکا بیان جعلنا ابن مریم میں آتا ہے مگر ان کے قصے بھی مخالفت و عقوبت کے مشہور اور جابجا مذکور ہیں **ف** لبشرین مثلنا کے ذیل میں صاحب روح نے خوب لطیفہ لکھا ہے کہ یہ منکرین بشر کی لیے نبوت کو محال سمجھتے تھے اور احجار کے لیے الوہیت کو

اللغات الاحادیث جمع احدوثة ولا یستعمل الا فی الشر او جمع حدیث علی خلاف القیاس عابدون خادمون کما فی الروح نقل الخفاجی عن الراغب انہ صرح بان العابد بمعنی الخادم حقیقة وان نظر الی متعارف اللغة فھو استعارة تبعیة فافہم **النحو** قولہ فکذبوھما الفاء للتعقیب استمرار التکذیب لا للتعقیب التکذیب قولہ لعلہم راجع الی بنی اسرائیل المدلول علیہ بذکر کتاب موسیٰ او بقولہ قومہما **البلاغة** قولہ لا یؤمنون اقتصر ہہنا علی وصفہم بعدم الایمان حسبما اقتصر علی حکایة تکذیبہم اجمالا واما القرون الاولون فحیث نقل عنہم ما ہو من الغلو وتجاوز الحد فی الکفر والعدوان وصفوا بالظلم کذا فی الروح قولہ لبشرین مثلنا ثنی البشر لانہ یطلق علی الواحد وعلی الجمع ولم یثن مثل نظرا الی کونہ فی حکم المصدر سواء فرد البشر لصح لانہ سمع جیس کما فی قولہ فاما ترین من البشر احدا او کذا لو فیح المثل کما فی قولہ تعالی یرونہم مثلیہم نظرا الی انہ فی تاویل الوصف الا ان المرجح لتثنیة الاول وافراد الثانی الاشارة بالاول الی قلتہما وانفرادہما عن قومہما مع کثرة الملأ واجتماعہم وبالثانی الی شدة تماثلہم حتی کانہم مع البشرین شیء واحد

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ

اور ہم نے مریم کے بیٹے کو اور اُن کی ماں کو بڑی نشانی بنایا | اور ہم نے اُن دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لیجا کر پناہ دی جو ٹھیرنے کے قابل اور شاداب جگہ تھی اے پیغمبرو تم نفیس چیزین کھاؤ

وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝ فَتَقَطَّعُوا

اور نیک کام کرو | مین تم سب کے کیے ہوئے کامون کو خوب جانتا ہون | اور یہ ہے تمہارا طریقہ | کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے | اور مین تمہارا رب ہون سو تم مجھ سے ڈرتے رہو | سو ان لوگون

أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ

نے اپنے دین مین اپنا طریق الگ الگ کرکے اختلاف پیدا کر لیا ہر گروہ کے پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے | سو آپ انکو انکی جہالت مین ایک خاص وقت تک رہنے دیجیے | کیا یہ لوگ یون گمان کر رہے ہین کہ ہم انکو جو کچھ

بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہین | تو ہم انکو جلدی جلدی فائدے پہونچا رہے ہین | بلکہ یہ لوگ نہین جانتے

جائز مانتے تھے کسقدر عجیب بات ہے اور تخصیص فرعون کی باوجود بعثت الی بنی اسرائیل کے بھی پھر قوم فرعون مین سے تخصیص رؤسا کی اس اعتبار سے ہے کہ یہ لوگ انکار مین اشد تھے پس تخصیص ذکری تقبیح حال کے لیے ہے۔

قصہ مریم و عیسیٰ علیہما السلام

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝ اور ہم نے (اپنی قدرت و توحید پر دلالت کے لیے اور نیز بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے) مریم کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کو اور انکی ماں (حضرت مریم علیہا السلام) کو بڑی نشانی (قدرت کی اور اُن کے صدق کی) بنایا (کہ بے باپ تولد ہونا دونون کے متعلق آیت عظیمہ ہے) اور (چونکہ انکو نبی بنانا منظور تھا اور ایک ظالم بادشاہ بچپن ہی مین ان کے درپے قتل ہوگیا تھا اس لیے) ہم نے (اُس سے بچا کر) اُن دونون کو ایک ایسی بلند زمین پر لیجا کر پناہ دی جو (بوجہ غلات اور میوہ جات پیدا ہونے کے) ٹھیرنے کے قابل اور (بوجہ نہر جاری ہونے کے) شاداب جگہ تھی (یہان تک کہ امن و امان سے جوان ہوئے اور نبوت عطا ہوئی تو توحید و دعوی رسالت مین ان کی تصدیق ضروری تھی مگر بعض نے نہ کی) ف یہ ظالم بادشاہ ہیرودس تھا نجومیون سے یہ سنکر کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سرداری ہوگی صغر سن ہی مین ان کا دشمن ہوگیا تھا الہام ربانی سے حضرت مریم علیہا السلام انکو لیکر ملک مصر مین چلی گئین اور اُس ظالم کے مرنے کے بعد پھر شام مین چلی آئین کذا فی الروح و فتح المنان عن الانجیل متی وروی فی الدر المنثور تفسیر الربوۃ عن ابن عباس و وہب و ابن زید بمصر و عن زید بن اسلم بالاسکندریۃ قلت والاسکندریۃ ایضاً بمصر اور مصر کا اونچا ہونا باعتبار رود نیل کے ہے ورنہ غرق ہوجاتا اور ماء معین رود نیل ہے واللہ اعلم ربط شروع سورت مین عبادت کا وجوب اور اس کے بعد اسکی تاکید و تحریض کے لیے معبود کی صفات کمال و دلائل نعم کا بیان تھا اور اسی سلسلہ مین چند قصص مذکور ہوئے تھے اب آگے یا ایہا الرسل کلوا مین اباحۃ استعمال نعم اور اعملوا مین وجوب عبادت منعم کا بذریعہ رسل کے شرع قدیم ہونا اور ان ہذہ الخ سب شرائع کا اسمین متفق ہونا اور انا ربکم الخ مین اس نتیجہ مذکورہ کی تصریح اور فتقطعوا الخ مین اس حکم مذکور سے اختلاف کرنے والون کی مذمت۔ اور فذرہم مین ان مخالفین کا استحقاق عقوبت۔ اور ایحسبون مین مہلت عن العقوبت پر ان کے مغرور ہونے کا جواب مذکور ہے پس مجموعہ ان مضامین کا مجموعہ مضامین بالا کے لیے بمنزلہ تجدید و تاکید و اجمال بعد التفصیل ہے اتحاد شرائع در ادای حق معبود و ذم مخلین بدان يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ (ہم نے جسطرح تمکو اوپر استعمال نعم کی اجازت دی اور عبادت کا حکم کیا اسیطرح سب پیغمبرون کو اور ان کے ذریعہ سے اُن کی امتون کو بھی حکم دیا کہ) اے پیغمبرو تم (اور تمہاری امتین) نفیس چیزین کھاؤ (کہ خدا کی نعمت ہے) اور (کھا کھا کر شکر ادا کرو کہ) نیک کام (یعنی عبادت) کرو (اور) مین تم سب کے کیے ہوئے کامون کو خوب جانتا ہون (پس عبادات پر ثمرات عطا کرونگا) اور (ہم نے اُن سب سے یہ بھی کہا کہ جس طریق کا ابھی بیان ہوا) یہ ہے تمہارا طریقہ (جس پر تمکو رہنا واجب ہے) کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے (یعنی کسی شریعت مین مختلف نہین ہوا) اور (حاصل اُس طریقہ کا یہ ہے کہ) مین تمہارا رب (حقیقی) ہون (مالک ہونے کے اعتبار سے بھی اور منعم ہونیکے اعتبار سے بھی) سو تم مجھ سے ڈرتے رہو (اور میرے احکام کی مخالفت مت کرو کہ مالک ہونیکا اولاً یہی مقتضا ہے پھر منعم ہونیکا اور زیادہ مقتضا ہے) سو ان رسل کی امت کے لوگون کو یہ چاہیے تھا کہ بعد وجود ان مقتضیات کے سب اسی ایک طریق پر رہتے مگر ایسا نہ کیا بلکہ) اُن لوگون نے اپنے دین مین اپنا طریق

ملحقات الترجمۃ

۱ے قولہ فی یا ایہا الرسل حکم دیا اشارۃ الی تقدیر قلنا ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ

اسمین کوئی شک نہیں کہ جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہین | اور جو لوگ اپنے رب کی آیتون پر ایمان رکھتے ہین | اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک نہین کرتے ہین

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ

اور جو لوگ دیتے ہین جو کچھ دیتے ہین | اور ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہین کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہین | یہ لوگ اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہین

وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

اور وہ انکی طرف دوڑ رہے ہین | اور ہم کسیکو اسکی وسعت سے زیادہ کام کرنے کو نہین کہتے | اور ہمارے پاس ایک دفتر ہے جو ٹھیک ٹھیک بتا دیگا اور لوگون پر ذرا ظلم نہ ہوگا

الگ الگ کرکے اختلاف پیدا کر لیا (چنانچہ انمین اب بھی جتنے گروہ موجود ہین انہین سے) ہر گروہ کے پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے (اور اسکو باوجود ثبوت بطلان کے حق سمجھتا ہے) سو (جب یہ بات ہے کہ ثبوت بطلان کے بعد بھی اسکو حق سمجھ رہے ہین تو آپ بھی ان مشرکین قریش کے ایسے ہی دعوی بلا دلیل و اصرار علی الکفر پر غم نہ کیجیے بلکہ) آپ انکو انکی (اسی) جہالت مین ایک خاص وقت تک رہنے دیجیے (جب وہ خاص وقت یعنی وقت موت آجاویگا سب حقیقت معلوم ہو جاویگی اور اب جو ان پر عذاب نہین آتا تو کیا (اس سے) یہ لوگ یون گمان کر رہے ہین کہ ہم انکو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہین تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہین (یہ بات ہرگز نہین) بلکہ یہ لوگ (اسکی وجہ) نہین جانتے (یعنی وہ اسکی استدراج ہے جسکا انجام اعلی درجہ کا ضرر ہے نہ کہ نفع) **ف** ایسی ہی آیت ان ہذہ امتکم الخ سورہ انبیاء کے اخیر رکوع سے پہلے رکوع کے اخیر مین بھی آچکی ہے اور مسلم و ترمذی کی حدیث مرفوع مین جو اکل حلال کے باب مین اس آیت سے مع آیت یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم کے استشہاد آیا ہے اس سے اس پر شبہہ نہ کیا جاوے کہ مین نے طیب کی تفسیر مستلذ نفیس کے ساتھ کی ہے کیونکہ جس مستلذ مین حلت نہو وہ بوجہ ارتفاع استلذاذ معنوی کے گویا مستلذ نہین ہے پس اگر تفسیر مستلذ کے ساتھ کی جاوے اور حدیث کو اشتراط پر محمول کیا جاوے تو تفسیر اور استشہاد دونون بحال خود صحیح رہین گے خوب سمجھ لو ربط اوپر کفار کی حالت موجودہ دنیویہ کا مسارعت فی الخیرات نہ ہونا مذکور تھا آگے مقابلہ مین اہل ایمان کی (جو کہ متمسک بشریعت حقہ و مؤدی حقوق ربوبیت و ممتثل احکام مذکورہ ہین) حالت موجودہ دینیہ کا مسارعت فی الخیرات ہونا بیان فرماتے ہین حیث صرح ہناک اولئک یسارعون فی الخیرات

بشارت مطیعین بخیر ابدی

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٦٠﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ اسمین کوئی شک (وشبہہ) نہین کہ جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہین اور جو لوگ اپنے رب کی آیتون پر ایمان رکھتے ہین اور جو لوگ (اس ایمان مین) اپنے رب کے ساتھ شرک نہین کرتے ہین اور جو لوگ (اللہ کی راہ مین) دیتے ہین جو کچھ دیتے ہین اور (باوجود دینے کے) انکے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہین کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہین (دیکھیے وہان جاکر ان صدقات کا کیا ثمرہ ظاہر ہو ایسا نہ ہو کہ موافق حکم کے نہ دیا گیا ہو مثلاً مال حلال نہ ہو یا نیت خالص نہ ہو اور بوجہ غموض یا عدم التفات اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو تو الٹا مواخذہ ہونے لگے سو جنمین[۱] یہ صفات ہون) یہ لوگ (البتہ) اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہین اور وہ انکی طرف دوڑ رہے ہین (نہ کہ کفار مذکورین) اور (یہ اعمال مذکورہ چونکہ نہایت سہل ہین اسلیے لوگون کو انمین ضرور کوشش کرنا چاہیے کیونکہ) ہم (تو کسی کو اسکی وسعت سے زیادہ کام کرنے کو نہین کہتے (پس جو کام بتلا رکھے ہین سب آسان ہی ہین) اور (آسان ہونے کے ساتھ ثمرہ انکا یقینی کیونکہ) ہمارے پاس ایک دفتر (نامہ اعمال کا محفوظ) ہے جو ٹھیک ٹھیک (سبکا حال) بتا دیگا اور لوگون پر ذرا ظلم نہ ہوگا (بلکہ ہر ایک کی سعی پوری پوری مشکور ہوگی اور ذرہ ذرہ خیر پر ثواب ملیگا) **ف** یؤمنون کے بعد لا یشرکون کا فائدہ یہ ہو سکتا ہے کہ مشرکین بھی بوجہ خدا کو ماننے کے

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فیل اولئک جنمین الخ اشارۃ الی ان المراد بالموصولات طائفۃ واحدۃ جامعۃ للاوصاف وطائفت و فی الروح انما کرر الموصول ایذانا باستقلال کل واحدۃ فی تلک الصفات بفضیلۃ باہرۃ علی حیالہا ۱۲

النحو قولہ وجلۃ انہم بتقدیر من ای من انہم لکن مناط الوجل ہو عدم القبول **البلاغۃ** قولہ ما اتوا الابہام للتفخیم قولہ یسارعون لم یقل یسارع لہم ایماء الی استحقاقہم نیل الخیرات بمحاسن اعمالہم ولم یقل الیہ الخیرات للایذان بانہم متقلبون فی الخیرات لا انہم خارجون عنہا متوجہون الیہا کذا فی الروح قولہ ہم لہا سابقون ہو عندی تاکید کالتفسیر لما قبلہ یعنی ان المسارعۃ فی الخیرات معناہا السبق الیہا لنیلہا بان الآخرۃ فبالنظر الی اسباب الخیرات قیل یسارعون فیہا وبالنظر الی الخیرات نفسہا قیل ہم لہا سابقون واللہ اعلم **فائدۃ** ورد فی الاحادیث یاتون ما اتوا ای یفعلون ما فعلوا وہذہ القراءۃ من الاحاد ولا تبلی فی القرآن الا المتواتر فلا یرد علی المحدثین حیث نقلوا القراءۃ الغیر الثابتۃ ولا علی القراء حیث ترکوا القراءۃ الثابتۃ ویمکن ان تکون ہذہ القراءۃ من قبیل التفسیر ویکون مقصودہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا تخصیص للعطا فی ہذا

(اعمال عامۃ عمل کے لیے)

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم

بلکہ ان کفار کے قلوب اس دین کی طرف سے جہالت میں ہیں اور اس کے علاوہ ان لوگوں کے اور بھی عمل ہیں جنکو یہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوش حال لوگوں کو

بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ۝ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ۝ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ

عذاب میں دھر پکڑیں گے تو فوراً چلا اٹھیں گے اب مت چلاؤ ہماری طرف سے تمہاری مطلق مدد نہ ہوگی میری آیتیں تمکو پڑھ پڑھ کر سنائی جایا کرتی تھیں تو تم اُلٹے پانو بھاگتے

تَنكِصُونَ ۝ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ۝ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا

تھے تکبر کرتے ہوئے قرآن کا مشغلہ بناتے ہوئے بیہودہ بکتے ہوئے تو کیا ان لوگوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا یا ان کے پاس ایسی چیز آئی ہے جو ان کے پہلے بڑوں کے پاس نہیں آئی تھی یا یہ لوگ اپنے

رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ

رسول سے واقف نہ تھے اسوجہ سے ان کے منکر ہیں یا یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں بلکہ یہ رسول ان کے پاس حق بات لیکر آئے ہیں اور انمیں اکثر لوگ حق بات سے نفرت رکھتے ہیں اور اگر دین حق ان کے خیالات

أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ۝

کے تابع ہوجاتا تو تمام آسمان اور زمین اور جو اُنمیں ہیں سب تباہ ہوجاتے بلکہ ہم نے ان کے پاس انکی نصیحت کی بات بھیجی سو یہ لوگ اپنی نصیحت سے بھی روگردانی کرتے ہیں

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّ الَّذِينَ

یا آپ ان سے کچھ آمدنی چاہتے ہیں تو آمدنی تو آپ کے رب کی سب سے بہتر ہے اور وہ سب دینے والوں سے اچھا ہے اور آپ تو انکو سیدھے رستہ کی طرف بلا رہے ہیں اور ان لوگوں کی

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ ربع

جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یہ حالت ہے کہ اس رستہ سے ہٹتے جاتے ہیں اور اگر ہم ان پر مہربانی فرمادیں اور ان پر جو تکلیف ہے اسکو ہم دور بھی کردیں تو وہ لوگ اپنی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے اصرار کرتے رہیں

دعویٰ ایمان وتصدیق کا کرتے تھے جیسا فرمایا ہے لئن سالتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ اسی بنا پر ارشاد ہوا ہے وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون اور بوجہ اس کے کہ سموات وارض آیات الٰہیہ سے ہیں جیسا ارشاد ہے کاین من اٰیۃ فی السموات والارض یمرون علیہا وہم عنہا معرضون اور اس سے مشرکین پر مومن بالآیات ہونے کا شبہہ ہوسکتا تھا اس لیے لا یشرکون کا بڑھانا مفید ہوا خوب سمجھ لو ربط اوپر آیت فذرہم فی غمرتہم اور آیت ایحسبون الخ میں مخالفان دین کی جہالت اور استحقاق عقوبت کا بیان اجمالی تھا آگے اسی کی تفصیل ہے اور درمیان میں مقابلہ کے لیے مومنین کا اور انکے اعمال کا ذکر تھا اور اس تفصیل کے عنوان شروع میں اعمال کفار کا اعمال مومنین کے ساتھ مقابلہ بھی مرعی رکھا گیا ہے چنانچہ ترجمہ سے ظاہر ہوگا پس ذکر مومنین سابقاً مقابل تھا ذکر کفار کا اور ذکر کفار لاحقاً مقابل ہوگیا ذکر مومنین کا پس دونوں طرف سے تقابل کی تصریح ہوگئی۔

اعمال واحوال ومآل وابطال اقوال اہل ضلال

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾

اللغات قولہ تنکصون النکوص الرجوع والاعقاب جمع عقب ورجوع الشخص علی عقبہ رجوعہ فی طریقہ الاولی کما یقال رجع عودہ علی بدئہ وہو مستعار للاعراض۔ قولہ سامرا اسم جمع کالحاج قولہ تہجرون من الہجر بفتحتین الہذیان او من الہجر بضم فسکون وہو الکلام القبیح قولہ منکرون اللام للتقویۃ ۱۲

النحو قولہ حتیٰ اذا اخذنا متعلق بعاملون کما قرر فی الترجمۃ قولہ بہ سامرا راجع الی القرآن الذی دل علیہ قولہ آیاتی ۱۲

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝

اور ہم نے انکو گرفتار عذاب بھی کیا ہے سو ان لوگون نے نہ اپنے رب کے سامنے فروتنی کی اور نہ عاجزی اختیار کی یہانتک کہ ہم جب ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دینگے تو اسوقت بالکل حیرت زدہ

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝۷۶ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝۷۷ یہ اوپر تو مومنین کی حالت سنی مگر کفار ایسے نہین ہین بلکہ (برعکس) ان کفار کے قلوب اس دین کی طرف سے (جسکا ذکر آیات مذکورہ مین ہوا ہی) جہالت (اور شک) مین (پڑے) ہین (جنکا حال اوپر بھی معلوم ہوچکا فذرہم فی غمرتہم) اور اس (جہالت و انکار) کے علاوہ ان لوگون کے اور بھی (برے برے) عمل ہین جنکو یہ (استمرارا) کرتے رہتے ہین (جیسے مومنین کے علاوہ ایمان بالآیات کے اور اعمال خیر بھی تھے اسیطرح یہ لوگ شرک اور اعمال سیئہ کے برابر خوگر رہین گے) یہانتک کہ جب ہم ان کے خوشحال لوگون کو (جنکے پاس اب خدم حشم سب ہی) عذاب (بعد الموت) مین دھر پکڑین گے (اور غریب غربا تو کس گنتی مین ہین اور وہ تو عذاب سے کیا بچاؤ کر سکتے ہین غرض یہ کہ جب ان سب پر عذاب نازل ہوگا) تو فوراً چلا اُٹھین گے (اور سارا انکار و استکبار جسکے اب مقتضا ہین کافور ہوجاویگا اُسوقت اُن سے کہا جاویگا کہ) اب مت چلاؤ (کہ محض غیر مفید ہے کیونکہ) ہماری طرف سے تمہاری مطلق مدد نہ ہوگی (کیونکہ یہ دار الجزا ہے دار العمل نہین ہے کہ چلانا اور عاجزی کرنا مفید ہو جو دار العمل تھا اُسمین تو تمہارا یہ حال تھا کہ) میری آیتین تمکو پڑھ پڑھ کر (رسول کی زبان سے) سنائی جایا کرتی تھین تو تم اُلٹے پانو بھاگتے تھے تکبر کرتے ہوئے قرآن کا مشغلہ بناتے ہوئے (اُس قرآن کی شان مین) بیہودہ بکتے ہوئے (کہ کوئی اُسکو سحر کہتا تھا کوئی شعر کہتا تھا اور مشغلہ کا یہی مطلب ہی پس تم نے دار العمل مین جیسا کیا آج دار الجزا مین ویسا بھگتو) اور یہ لوگ جو قرآن کی اور صاحب قرآن کی تکذیب کر رہے ہین تو (اسکا کیا سبب ہی) کیا ان لوگون نے اس کلام (الٰہی) مین غور نہین کیا (جس سے اُسکا اعجاز ظاہر ہوجاتا اور یہ ایمان لے آتے) یا (تکذیب کی یہ وجہ ہی کہ) ان کے پاس ایسی چیز آئی ہی جو ان کے پہلے بڑون کے پاس نہین آئی تھی (مراد اس سے احکام الٰہیہ کا آنا ہی بذریعہ رسل کے مطلب یہ کہ یہ بات بھی نہین ہوئی کہ ان رسول پر یہ وحی جدید آئی ہو بلکہ شرائع تو رسل کے ذریعہ سے ہمیشہ سے نازل ہوتے آئے ہین کقولہ تعالی ما کنت بدعا من الرسل پس تکذیب کی یہ وجہ بھی باطل ٹھیری اور یہ دو وجہ تو قرآن کے متعلق ہین آگے صاحب قرآن کے متعلق فرماتے ہین یعنی) یا (وجہ تکذیب کی یہ ہی کہ) یہ لوگ اپنے رسول (کی صفت دیانت و صدق و امانت) سے واقف نہ تھے اسوجہ سے اُن کے منکر ہین (یعنی یہ وجہ بھی باطل ہی کیونکہ آپ کے صدق پر سب کا اتفاق تھا) یا (یہ وجہ ہی کہ) یہ لوگ (نعوذ باللہ) آپ کی نسبت جنون کے قائل ہین (سو آپ کا اعلی درجہ کا صائب الرائے ہونا بھی ظاہر ہی سو واقع مین انمین سے کوئی وجہ بھی معقول نہین) بلکہ (اصلی وجہ یہ ہی کہ) یہ رسول ان کے پاس حق بات لیکر آئے ہین اور انمین اکثر لوگ حق بات سے نفرت رکھتے ہین (بس یہ تمام تر وجہ ہی تکذیب کی اور عدم اتباع حق کی اور یہ لوگ اس دین حق کا اتباع تو کیا کرتے یہ تو اور اُلٹا یہ چاہتے ہین کہ وہ دین حق ہی انکے خیالات کے تابع کر دیا جاوے اور جو مضامین قرآن مین اُن کے خلاف ہین اُنکو خارج یا ترمیم کر دیا جاوے کقولہ تعالی فی سورۃ یونس قال الذین لا یرجون لقاءنا ائت بقرآن غیر ھذا او بدلہ) اور (بفرض محال) اگر (ایسا امر واقع ہوجاتا یا اور) دین حق انکے خیالات کے تابع (اور موافق) ہوجاتا تو (تمام عالم مین کفر و شرک و ضلال پھیل جاتا اور اسکا اثر یہ ہوتا کہ حق تعالی کا غضب تمام عالم پر متوجہ ہوتا اور اسکا مقتضا یہ تھا کہ) تمام آسمان اور زمین اور جو اُنمین (آباد) ہین سب تباہ (و ہلاک) ہوجاتے (جیسا قیامت مین عموم ضلال سے عموم غضب اور عموم غضب سے عموم ہلاک ہوگا اور اول تو کسی امر کا حق ہونا مقتضی ہی اُس کے وجوب قبول کو گو نافع بھی نہو اور اسکا قبول نہ کرنا خود عیب ہی مگر ان لوگون مین صرف یہی ایک عیب نہین کہ حق سے کراہت ہو) بلکہ (اس سے بڑھکر دوسرا اور بھی عیب ہے کہ اپنے لیے جو امر نافع ہی اُس سے بھی اعراض کرتے ہین کیونکہ وہ حق انکے لیے نافع بھی ہی پس) ہم نے ان کے پاس انکی نصیحت (اور نفع) کی بات بھیجی سو یہ لوگ اپنی نصیحت (نافعہ) سے بھی روگردانی کرتے ہین یا (علاوہ وجوہ مذکورہ کے ان کی تکذیب کی یہ وجہ ہی کہ ان کو یہ شبہہ ہوا ہو کہ) آپ ان سے کچھ آمدنی چاہتے ہین تو (یہ بھی غلط ہی کیونکہ جب آپ جانتے ہین کہ) آمدنی تو آپ کے رب کی سب سے بہتر ہی اور وہ سب دینے والون سے اچھا ہی (تو آپ کیون مانگتے یہ وجہ خاص مخاطبین کی ایک حالت کے اعتبار سے ہی) اور (خلاصہ ان کی حالت کا یہ ہی کہ) آپ تو انکو سیدھے رستہ کی طرف (جس کو اوپر حق کہا ہی) بلا رہے ہین اور ان لوگون کی جو کہ آخرت پر ایمان نہین رکھتے (اور اسی لیے خوف نہین) یہ حالت ہی کہ اُس (سیدھے) رستہ سے ہٹے جاتے ہین (مطلب یہ کہ حق ہونا اور مستقیم ہونا اور نافع ہونا یہ سب مقتضیات ایمان کے مجتمع اور وجوہ خمسہ جو موانع ہوسکتے تھے مرتفع ہین پھر ایمان نہ لانا اشد درجہ کی ضلالت ہی) اور (انکی قساوت و عناد کی یہ حالت ہی کہ

النحو قولہ حتی اذا فتحنا متعلق بما یتضرعون کما قدر فی الترجمۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی توضیح غمرۃ حال اوپر بھی ... اشارہ الی قرینۃ الارتباط لما ذکر بسبب ... جہلہم ... اللاحق بلفظہ ... قولہ فی ترجیح ... غریب غربا اشارہ الی نکتۃ تخصیص بالمترفین مع عموم الحکم ۱۲

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ

اور وہ ایسا ہی جس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو اور وہ ایسا ہی جس نے تمکو زمین میں پھیلا رکھا ہی اور تم سب

تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝

اسی کے پاس لائے جاؤگے اور وہ ایسا ہی جو جلاتا ہی اور مارتا ہی اور اسی کے اختیار میں ہی رات اور دن کا گھٹنا بڑھنا سو کیا تم نہیں سمجھتے بلکہ یہ بھی ویسی ہی بات کہتے ہیں جو اگلے لوگ کہتے چلے آئے

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم جب مرجاوینگے اور ہم مٹی اور ہڈیاں رہ جاوینگے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جاوینگے اسکا تو ہم سے اور ہمارے بڑوں سے پہلے وعدہ ہوتا چلا آیا ہی یہ کچھ بھی نہیں محض بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آئی ہیں

یہ لوگ آیات شرعیہ سے متاثر نہیں ہوتے اسیطرح آیات قہریہ مصائب وبلیات سے بھی متاثر نہیں ہوتے گو مس ضر کے وقت طبعی طور پر ہمکو پکارتے بھی ہیں لیکن وہ نفع الوقتی ہوتی ہی چنانچہ) اگر ہم اُن پر مہربانی فرماویں اور اُن پر جو تکلیف ہی اُسکو ہم دور بھی کر دیں تو وہ لوگ (پھر) اپنی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے اصرار کرتے رہیں (اور وہ قول وقرار جو مصیبت میں تھے سب گاؤخورد ہو جاویں کقوله تعالیٰ اذا مس الانسان الضر دعانا الخ وقوله تعالیٰ اذا رکبوا فی الفلک الخ) اور (شاہد اسکا یہ ہی کہ بعض اوقات) ہم نے انکو گرفتار عذاب بھی کیا ہی سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے (پورے طور سے) فروتنی کی اور نہ عاجزی اختیار کی (پس جب عین مصیبت میں اور مصیبت بھی ایسی سخت جسکو عذاب کہا جا سکے جیسے قحط جو مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ہوا تھا انہوں نے عاجزی اختیار نہیں کی تو بعد زوال مصیبت کے تو بدرجہ اولیٰ ان سے اسکی توقع نہیں مگر ان کی یہ ساری بے پروائی وبے باکی مصائب عادیہ تک ہی) یہاں تک کہ ہم جب ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دینگے (جو کہ فوق العادۃ ہو خواہ دنیا ہی میں کہ کوئی غیبی قہر آپڑے کہ ممکن ہی یا بعد الموت کہ ضرور ہی واقع ہوگا) تو اُسوقت بالکل حسرت زدہ رہجاوینگے (کہ یہ کیا ہو گیا اور سب نشہ ہرن ہو جاویگا) ف ام جاءہم مالم یأت آباءہم الاولین کے مفہوم میں اگر لتنذر قوما ما انذر آباءہم الخ کے مفہوم کے ساتھ ظاہر التعارض کا شبہ ہو تو جواب یہ ہی کہ پہلی آیت میں آباء بعیدہ مراد ہیں جیسا لفظ اولین بھی اسکا قرینہ ہی اور دوسری آیت میں آباء قریبہ۔ اور اکثرہم للحق کارہون میں لفظ اکثر اسلیے فرمایا کہ بعض اُنمیں علم الٰہی میں ایمان لانیوالے تھے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہی کہ کراہت صرف بعض کو تھی گو عدم حب سبکو تھا کیونکہ بعض کے لیے ایمان سے اور موانع تھے جیسے عار یا خوف فوت مال یا جاہ ومثل ذلک اور حق سے کوئی خاص عداوت نہ تھی۔ اور استکانت میں ظاہر کی قید اور تضرع میں دل کی قید سے دونوں میں تغائر حاصل ہو سکتا ہی۔ اور اسمیں پورے طور کی قید اس لیے لگائی کہ من وجہ تو استکانت اور تضرع کا صدور ہوتا تھا لیکن وہ ناتمام اس لیے تھا کہ اس پر کوئی معتدبہ اثر کہ قبول اسلام ہی نہیں اُس عذاب کی حالت میں بھی مرتب نہیں ہوتا تھا صرف وعدہ ہی وعدہ ہوا کرتا تھا ربط اوپر کی آیتوں میں کفار کے احوال واقوال مذمومہ کے ساتھ اُن کے معذب فی الآخرۃ ہونے کا بھی بیان تھا چونکہ یہ تعذیب مبنی ہی بعث پر اور وہ لوگ اس کے منکر تھے اس لیے آگے حشر اور بعث کا اثبات اور اُن کے انکار کا جواب ہی اور اثبات بعث مبنی ہی اثبات کمال قدرت پر اس لیے بعض آیات میں تصرفات قدرت کا بھی بیان ہی اور دونوں مضمون بوجہ تناسق وتلاصق کے مختلط طور پر مذکور ہیں نیز بہت اوپر یعنی لقد خلقنا الانسان سے علی الفلک تحملون میں صفات کمال کے بیان سے توحید پر استدلال تھا پس ان بعض آیات کا جنمیں تصرفات قدرت کا بیان ہی ان آیات سے بھی ارتباط ظاہر ہی

استدلال بر عظمت قدرت وصحت بعث

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اللغات ذرأ ذرا خلق وکثر کذا فی القاموس

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ

آپ یہ کہئے کہ یہ زمین اور جو اس پر رہتے ہیں یہ کسکی ہیں اگر تمکو کچھ خبر ہے　وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ کی ہیں ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں غور کرتے　آپ یہ بھی کہیے کہ ان سات آسمانوں کا مالک

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ

اور عالیشان عرش کا مالک کون ہے　وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ بھی اللہ کا ہے آپ کہیے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے　آپ یہ بھی کہیے کہ وہ کون ہے جسکے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے

وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسیکو پناہ نہیں دیسکتا اگر تمکو کچھ خبر ہے　وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ ہی کی ہیں آپ کہیے کہ پھر تمکو کیسا خبط ہو رہا ہے بلکہ ہم نے انکو سچی بات پہنچائی ہے اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ

اللہ تعالیٰ نے کسی کو اولاد نہیں قرار دیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو جدا کر لیتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں　جاننے والا ہے سب پوشیدہ اور آشکارا کا غرض ان لوگوں کے شرک سے وہ بالاتر ہے

ع ۱۵ / ۵

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۸۴ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۸۵ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝۸۶ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۸۷ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۸۸ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝۸۹ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۹۰ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۹۱ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۹۲ اور وہ (اللہ) (ایسا قادر اور منعم) ہے جس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (کہ آرام بھی برتو اور دین کا بھی ادراک کرو لیکن) تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو (کیونکہ اصلی شکر یہ تھا کہ اس منعم کے پسندیدہ دین کو قبول کرتے اور اسکی قدرت علی البعث کا انکار نہ کرتے) اور وہ ایسا ہے جس نے تمکو زمین میں پھیلا رکھا ہے اور تم سب (قیامت میں) اسی کے پاس لائے جاؤ گے (اسوقت اس کفران نعمت کی حقیقت معلوم ہوگی) اور وہ ایسا ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے اختیار میں ہے رات اور دن کا گھٹنا بڑھنا سو کیا تم (اتنی بات) نہیں سمجھتے (کہ یہ دلائل قدرت توحید اور صحت بعث دونوں پر دال ہیں مگر پھر بھی مانتے نہیں) بلکہ یہ بھی ویسی ہی بات کہتے ہیں جو اگلے (کافر) لوگ کہتے چلے آئے ہیں (یعنی) یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم جب مرجاویں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں رہ جاویں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جاوینگے اسکا تو ہم سے اور (ہم سے) پہلے ہمارے بڑوں سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ کچھ بھی نہیں محض بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آتی ہیں (چونکہ اس قول سے انکار قدرت لازم آتا ہے اور اس سے مثل انکار بعث کے انکار توحید کا بھی ہوتا ہے اس لیے اس قول کے جواب میں اثبات قدرت کے ساتھ اثبات توحید کا بھی ارشاد ہے یعنی) آپ (جواب میں) یہ کہیئے کہ (اچھا یہ بتلاؤ کہ) یہ زمین اور جو اسپر رہتے ہیں یہ کسکے ہیں اگر تمکو کچھ خبر ہے وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ کے ہیں (تو) ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں غور کرتے (کہ قدرت علی البعث اور توحید دونوں کا تمکو ثبوت ہو جاوے اور) آپ یہ بھی کہیے کہ (اچھا یہ بتلاؤ کہ) ان سات آسمانوں کا مالک اور عالیشان عرش کا مالک کون ہے (اسکا بھی) وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ بھی (سب) اللہ کا ہے آپ (اسوقت)

اللغات انّٰی تُسْحَرُوْنَ فی الروح کیف تخدعون وتصرفون عن الرشد مع علمکم فان من لایکون مسحورا مختل العقل لایکون کذلک ۱۲ **النحو** قولہ للہ فی الموضعین الاخیرین خبر لمبتدا محذوف وہو السموات والعرش فی الاول وملکوت کل شیء والوصف بانہ الذی یجیر ولایجار علیہ فی الثانی ۱۲ **البلاغۃ** فی الروح وہذہ الآیات الثلث اعنی قل لمن الی تسحرون علی ما قرر فی الکشف تقریر للسابق وتمہید للاحق وقد ودعی فی السوال فیہا قضیۃ الترقی فسئل عمن لہ الارض ومن فیہا وقیل من تغلیبا للعقلاء ولانہ یلزم ان یکون لغیرہم من طریق الاولی ثم سئل عمن لہ السموات والعرش العظیم والارض بالنسبۃ الیہا کلا شیء ثم سئل عمن بیدہ ملکوت کل شیء خالق باعم العام وکلمۃ الاحاطۃ واوثر الملکوت وہو الملک الواسع وقیل بیدہ تصویرا وتخییلا وکذلک روعی ہذہ النکتۃ فی الفواصل فعبرا اولا بعدم التذکر فان ادنی النظر یکفی فی اختلال معتقدہم ثم بعدم الاتقاء وفیہ وعید ثم بالتعجیب من خدع عقولہم فتخیل الباطل حقا والحق باطلا الی لہا التذکر والخوف ۱۲ **اختلاف القراءۃ** قولہ سیقولون للہ فی الموضع الثانی والثالث قرأ یعقوب ابو عمرو بغیر اللام فکلا الامرین جائز فلو قیل من صاحب ہذہ الدار فقیل زید کان جوابا عن لفظ السوال ولو قیل لزید لکان جوابا علی المعنی لان معناہ لمن ہذہ الدار وکلا الامرین وارد فی کلامہم کذا فی الروح ۱۲

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ

آپ دعا کیجیے کہ اے میرے رب جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر آپ مجھکو دکھا دیں تو اے میرے رب مجھکو ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کیجیے اور ہم اس بات پر کہ جو ان سے وعدہ کر رہے ہیں آپکو بھی دکھلا دیں قادر ہیں

لَقٰدِرُوْنَ ۝ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ

آپ ان کی بدی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کر دیا کیجیے جو بہت ہی اچھا ہو ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ کہا کرتے ہیں اور آپ یوں دعا کیا کیجیے کہ اے میرے رب میں آپکی پناہ مانگتا ہوں

الشَّيٰطِيْنِ ۙ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝

شیطانوں کے وسوسوں سے اور اے میرے رب میں آپکی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آویں

کہیے کہ پھر تم (اُس سے) کیوں نہیں ڈرتے (کہ اُسکی قدرت اور آیات بعث کا انکار کرتے ہو اور آپ (اُنسے) یہ بھی کہیے کہ (اچھا) وہ کون ہے جسکے ہاتھوں میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ (جسکو چاہتا ہے) پناہ دیتا ہو اور اُس کے مقابلہ میں کوئی کسیکو پناہ نہیں دے سکتا اگر تمکو کچھ خبر ہے (تب بھی جواب میں) وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ ہی کی ہیں آپ (اُسوقت) کہیے کہ پھر تم کو کیسا خبط ہو رہا ہے (کہ ان سب مقدمات کو مانتے ہو اور نتیجہ کو کہ توحید و بعث کا اعتقاد ہی نہیں مانتے یہ تو استدلال تھا مقصود پر اُن کے جواب میں آگے اُن کے مقدمہ دلیل یعنی ان ہذا الا اساطیر الخ کا ابطال ہے یعنی یہ جو انکو بتلایا جا رہا ہے کہ بعث ہوگا یہ اساطیر الاولین نہیں ہیں بلکہ ہم نے ان کو سچی بات پہونچائی ہے اور یقیناً یہ (خود ہی) جھوٹے ہیں (یہاں تک مکالمہ ختم ہو چکا اور توحید و بعث دونوں ثابت ہو گئے مگر ان دونوں مسئلوں میں چونکہ مسئلہ توحید زیادہ مہتم بالشان اور حقیقت میں مسئلہ بعث کا بھی مبنی اور محل کلام بھی زیادہ تھا اس لیے تتمہ تقریر میں اسکو مستقلاً ارشاد فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالے نے کسیکو اولاد نہیں قرار دیا (جیسا مشرکین ملائکہ کی نسبت کہتے تھے) اور نہ اُس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو (تقسیم کر کے) جدا کر لیتا اور (پھر مثل عادت رؤسا دنیا کے دوسرے کی مخلوقات چھیننے کے لیے) ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا (پھر مخلوق کی تباہی کا تو کیا انتہا ہے لیکن نظام عالم بدستور قائم ہے اس سے ثابت ہوا کہ) اللہ تعالیٰ اُن (مکروہ) باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ (اُسکی نسبت) بیان کرتے ہیں جاننے والا ہے سب پوشیدہ اور آشکارا کا غرض ان لوگوں کے شرک سے وہ بالاتر (اور منزہ) ہے **ف** قليلا ما تشکرون میں یا تو قلت سے مراد نفی ہے اور یا یہ کہ خدا کو فاعل و خالق ماننے والا طبعاً شکر ادا کرتا ہی لیکن فرد اعظم یعنی ایمان منتفی تھی اس لیے وہ شکر قلیل قرار دیا گیا۔ اور آبارنا میں یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ اُن کے آبار کے پاس نذیر نہیں آیا تھا لقوله تعالیٰ ما انذر آباءهم اسکا جواب یا تو آبار کی تقسیم قریب و بعید کی طرف کر کے دیا جاوے جیسا اوپر کے فائدہ میں گذرا یا یہ کہا جاوے کہ انبیاء سابقین کے ایسے اقوال مشہور تھے دوسرے ناقلین کے ذریعہ سے آبار تک پہونچ گئے۔ اور اذا لذهب الخ میں جو استلزام ہے اُسکا دہی حاصل ہے جو آیت لو کان فیہما آلهة الا الله لفسدتا کا ہے اُسکی تحقیق اُسی آیت کے ذیل میں مع بعض دیگر فوائد ضروریہ گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے ربط اوپر آیت حتی اذا فتحنا علیہم الخ میں کفار کے عناد و طغیان پر وعید عذاب شدید کی فرمائی تھی آگے ایک خاص اور بلیغ عنوان سے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دعائے مناسب وقت کی تعلیم اور اظہار قدرت رب عظیم ہے اُس عذاب کی غایت فظاعت بیان فرماتے ہیں جو متضمن ہے اُن کے ردّ استعجال و استہزار کو بھی اور اس عذاب کے وقوع تک آپ کو ان کفار کے ساتھ مجاملت فی المعاملت کا امر فرماتے ہیں تہویل عذاب وبیل و امر بصبر جمیل قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ آپ (حق تعالیٰ سے) دعا کیجیے کہ اے میرے رب جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے (جیسا اوپر اذا فتحنا علیہم سے بھی معلوم ہوا) اگر آپ مجھکو دکھا دیں (مثلاً یہ کہ وہ عذاب ان پر میری زندگی میں اسطور پر آوے کہ میں بھی دیکھوں کیونکہ اُس عذاب موعود کا کوئی وقت خاص نہیں بتلایا گیا ہے چنانچہ آیت مذکورہ بھی مبہم ہے جسمیں یہ احتمال مذکور بھی ہے غرض اگر ایسا ہو) تو اے میرے رب مجھکو ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کیجیے اور ہم اس بات پر کہ جو ان سے وعدہ کر رہے ہیں آپکو بھی دکھلا دیں قادر ہیں (باقی جب تک ان پر عذاب آوے) آپ (ان کے ساتھ یہ معاملہ رکھیے کہ) انکی بدی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کر دیا کیجیے جو بہت ہی اچھا

البلاغة قوله رب فلا تجعلني جاء الدعاء قبل الشرط وقبل الجزاء مبالغة في الابتهال والتضرع والابتهاج۔ قوله من همزات الشياطين الجمع للمرات او للتنوع الوساوس او لتعدد الشياطين قوله اعوذ بك رب ان يحضرون في الامر بالتعوذ من الحضور بعد الامر بالتعوذ من همزاتهم مبالغة في التحذير من ملابستهم واعادة الفعل مع تكرير النداء لاظهار كمال الاعتناء بالمامور به و عرض نهاية الابتهال في الاستعاذة هذا كله من الروح ۱۲

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا

یہانتک کہ جب اُنمیں سے کسی پر موت آتی ہے (اسوقت) کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھکو پھر واپس بھیجدیجیے تاکہ جسکو میں چھوڑ آیا ہوں اسمیں نیک کام کرون ہرگز نہیں یہ ایک بات ہی بات ہے جسکو یہ کہے جا رہا ہے

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ فَمَنْ

اور ان لوگون کے آگے ایک آڑ ہے قیامت کے دن تک۔ پھر جب صور پھونکا جاویگا تو انمیں باہمی رشتہ ناتے اس روز نہ رہینگے اور نہ کوئی کسی کو پوچھیگا سو جس

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ

شخص کا پلہ بھاری ہوگا تو ایسے لوگ کامیاب ہونگے۔ اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا

اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہینگے اُن کے چہرون کو آگ جھلستی ہوگی اور اسمیں اُن کے منہ بگڑے ہونگے کیون کیا تم کو میری آیتیں پڑھکر سنائی نہیں جایا کرتی تھیں اور تم اُن کو

تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝

جھٹلایا کرتے تھے۔ وہ کہینگے کہ اے ہمارے رب ہماری بدبختی نے ہمکو گھیر لیا تھا اور ہم گمراہ لوگ تھے اے ہمارے رب ہمکو اس سے نکال دیجیے پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو ہم بیشک پورے

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝

ارشاد ہوگا کہ اسی میں راندے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات مت کرو۔

(اور نرم) ہو (اور اپنی ذات کے لیے بدلہ نہ لیجیے بلکہ ہمارے حوالہ کر دیا کیجیے) ہم خوب جانتے ہیں جو جو کچھ یہ (آپ کی نسبت) کہا کرتے ہیں اور اگر آپ کو بمقتضائے بشریت غیظ آجایا کرے تو آپ یون دعا کیا کیجیے کہ اے میرے رب میں آپکی پناہ مانگتا ہوں شیطانون کے وسوسون سے (جو مفضی ہو جاوین کسی ایسے امر کے طرف جو خلاف مصلحت ہو گو خلاف شریعت نہ ہو) اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آوین (اور وسوسہ ڈالنا تو درکنار پس اس سے وہ غیظ جاتا رہیگا) ف دعا اول سو وجہ سے نہیں ہو کہ نعوذ باللہ ایسا امر محتمل ہو بلکہ اظہار ہے تہویل عذاب کا کہ جو محل اسکا محتمل بھی نہیں ہے جب وہان امر ہے استعاذہ کا تو جو مستحق ہین انکو تو بہت ہی ڈرنا چاہیے اور صحت سوال موقوف نہیں احتمال وقوع پر بلکہ مقدوریت بھی کافی ہے پس مقدوریت صحیح ہے اور قصد تفظیع مرجح ہے اور مطلوبیت استمرار کی توجیہ بھی ہو سکتی ہے دوسری تہویل اگلی آیت سے ہوئی وانا علی ان نریک الخ جسمین تصریح ہو گئی ان کے استبعاد و استہزا کے ابطال کی بھی اور آیت سابقہ میں جونکہ قضیہ بشکل شرطیہ تھا جو مستلزم نہیں ہوتا صحت وقوع مقدم کو اس آیت لاحقہ میں جو بشکل حملیہ ہے تصریح ہو گئی صحت و وقوع مقدم کی بھی پس بلاغۃ علی البلاغۃ ہو گئی اور آیت ادفع الخ جہاد کی معارض نہیں کیونکہ جہاد حقوق دین کے لیے ہوتا ہے اور یہ آیت حقوق نفس کے باب میں ہے۔ اور آیت قل رب اعوذ الخ کے مماثل مضمون سورۂ اعراف کے اخیر میں آیت واما ینزغنک الخ آچکی ہے اس کے ذیل میں اسکے متعلق ایک ضروری فائدہ مرقوم ہو چکا ہے ملاحظہ فرما لیا جاوے اور اسکا خلاصہ اشارۃً خود یہان بھی مذکور ہے اس قول میں جو مفضی ہو جاوین الخ ربط اوپر آیت والیہ تحشرون اور جواب ائنا لمبعوثون میں صراحۃً اور جمیع آیات مشعرہ استحقاق عذاب میں دلالۃً معاد کا اثبات ہی آگے افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون تک جو کہ قریب ختم سورت کے ہے بطور تفصیل و تتمیم کے اسیکا اور اس کے وقت احوال و واقعات کا ذکر ہے **ذکر معاد و احوال و اہوال او** حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

اللغات کلمۃ یراد بہا الکلام لکون ہذا القول مرکبا کما فی المدارک قولہ لعلی للتعلیل کما فی الروح حکی البغوی عن الواقدی ان جمیع ما فی القرآن من لعل فانہا للتعلیل الا قولہ تعالی لعلکم تخلدون فانہا للتشبیہ قولہ برزخ الحاجز بین الشیئین کذا فی القاموس قولہ اخسئوا ذلوا وانزجروا انزجار الکلاب من حسأت الکلب ۔۔۔ کذا فی الروح ۱۲

النحو فی جہنم خلدون خبر بعد خبر **البلاغۃ** قولہ رب ارجعون فی الروح الواو لتعظیم المخاطب فی قول الا کار حمونی یا آل محمد وقول الآخر وان شئت حرمت النساء سواکم والحق ان التعظیم یکون فی ضمیر المتکلم و المخاطب بل والغائب والاسم الظاہر وانکار ذلک غیر مرضی آہ قولہ فیما ترکت فی الروح ای فی الدنیا جعل فارقہ ذلک ترکا لہ اھ

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا

میرے بندوں مین ایک گروہ تھا جو عرض کیا کرتے تھے کہ ای ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہمکو بخشدیجیے اور ہم پر رحمت فرمایئے اور آپ سب رحم کرنیوالوں سے بڑھکر رحم کرنیوالے ہین سو تم نے انکا مذاق مقرر

حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ قَالَ كَمْ

کیا تھا یہانتک کہ اُن کے مشغلہ نے تم کو ہماری یاد بھی بھلادی اور تم اُن سے ہنسی کیا کرتے تھے ۔ مین نے انکو آج اُنکے صبر کا یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے ۔ ارشاد ہوگا

لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۝ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ۝ قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ

کہ تم برسون کے شمار سے کس قدر مدت زمین پر رہے ہوگے وہ جواب دین گے کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم ہم رہے ہونگے سو گننے والون سے پوچھ لیجیے ۔ ارشاد ہوگا کہ تم تھوڑی ہی مدت رہے کیا خوب ہوتا

كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝

کہ تم سمجھے ہوتے ۔ ہان تو کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تمکو یونہی مہمل پیدا کردیا ہی اور یہ کہ تم ہمارے پاس نہین لائے جاؤگے

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿١١٠﴾ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١٤﴾ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾

یہ کفار اپنے کفر وانکار معاد سے باز نہین آتے یہانتک کہ جب اُنمین سے کسی (کے سر) پر موت آ کھڑی ہوتی ہے (اور آخرت کا معاینہ ہونے لگتا ہے) اسوقت (آنکھین کھلتی ہین اور اپنے جہل وکفر پر نادم متحسر ہوکر) کہتا ہے کہ ای میرے رب (مجھے موت کو ٹال دیجیے اور) مجکو (دنیا مین) پھر واپس بھیجدیجیے تاکہ جس (دنیا) کو مین چھوڑ آیا ہون اُسمین پھر جاکر نیک کام کرون (یعنی تصدیق والانقیاد حق تعالے اس درخواست کو رد فرماتے ہین کہ) ہرگز (ایسا) نہین (ہوگا) یہ (اسکی) ایک بات ہی بات ہے جسکو یہ کہے جارہا ہے (اور پوری ہونیوالی نہین) اور (وجہ اسکی یہ ہے کہ) ان لوگون کے آگے ایک چیز (آڑ کی آنیوالی ہے کہ وہ ضروری الوقوع ہے اور وہی دنیا مین واپس آنے سے مانع ہے مراد اس سے موت ہے کہ اس کا وقوع بھی وقت مقدر پر ضروری ہے لقولہ تعالی لن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا اور اُسکا مانع عن الرجوع ہونا بھی ثابت وحرام علی قریۃ اہلکناہا انہم لا یرجعون اور اسکا مانع عن الرجوع ہونا) قیامت کے دن تک (یعنی ہمیشہ کے لیے ہے یہ مصیبت تو انکو مرنے کے وقت پیش آئی) پھر جب (قیامت کا روز ہوگا اور) صور پھونکا جاویگا تو (ایسی ہول وہیبت مین گرفتار ہون گے کہ) اُنمین (جو) باہمی رشتے ناتے (تھے) اُس روز (وہ بھی گویا) نرہین گے (یعنی کوئی کسی کی ہمدردی نہ کریگا جیسے اجنبی اجنبی ہوتے ہین) اور نہ کوئی کسیکو پوچھے گا (کہ بھائی تم کس حال مین ہو غرض نہ رشتہ ناتا کام آویگا نہ دوستی اور تعارف بس وہان کام کی چیز ایک ایمان ہوگا جسکی عام شناخت کے لیے کہ سب پر ظاہر ہوجاوے ایک ترازو کھڑی کی جاویگی اور اس سے اعمال وعقائد کا وزن ہوگا) سو جس شخص کا پلہ (ایمان کا) بھاری ہوگا (یعنی وہ مؤمن ہوگا) تو ایسے لوگ کامیاب (یعنی ناجی) ہونگے (اور یہ عقوبات مذکورہ متنی رجعت للایمان ونفی نفع انساب وتساءل اُن کے لیے نہ ہون گے لقولہ تعالی لا یحزنہم الفزع الاکبر الآیہ) اور جس شخص کا پلہ (ایمان کا) ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا) سو یہ وہ لوگ ہون گے جنہون نے اپنا نقصان کرلیا اور جہنم مین ہمیشہ کے لیے رہین گے اُن کے چہرون کو (اُس جہنم کی) آگ جھلستی ہوگی اور (اُس جہنم) مین اُن کے مونہ بگڑے ہون گے (اور اُن سے حق تعالی بواسطہ یا بلاواسطہ ارشاد فرماوین گے کہ) کیون کیا میری آیتین (دنیا مین) تمکو پڑھکر سنائی نہین جایا کرتی تھین اور تم اُنکو جھٹلایا کرتے تھے (یہ اُسی کی سزا مل رہی ہے) وہ کہین گے کہ ای ہمارے رب (واقعی) ہماری بدبختی نے ہمکو (ہمارے ہاتھون) گھیر لیا تھا اور (بیشک) ہم گمراہ لوگ تھے (یعنی ہم جرم کا اقرار اور اُس پر ندامت ومعذرت کا اظہار کرکے درخواست کرتے ہین کہ) ای ہمارے رب ہمکو اس (جہنم) سے (اب) نکال دیجیے (اور دوبارہ دنیا مین بھیجدیجیے لقولہ تعالی فی الم السجدۃ فارجعنا نعمل صالحا) پھر اگر ہم دوبارہ (ایسا کرین) تو ہم بیشک پورے قصوروار ہین (اُسوقت ہمکو خوب سزا دیجیے اور اب چھوڑ دیجیے) ارشاد ہوگا کہ اسی (جہنم) مین راندے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات مت کرو (یعنی ہم نہین منظور کرنے کیا تمکو یاد نہین رہا کہ) میرے بندون مین ایک گروہ (ایماندارون کا تھا جو (بیچارے ہم سے) عرض کیا کرتے تھے کہ ای ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہمکو بخشدیجیے اور ہم پر رحمت فرمایئے اور آپ سب رحم کرنیوالون سے بڑھکر رحم کرنیوالے ہین سو تم نے (محض اس بات پر جو ہر طرح قابل قدر تھی) انکا مذاق مقرر کیا تھا (اور) یہانتک (اسکا مشغلہ کیا) کہ انکے مشغلہ نے تمکو ہماری یاد بھی بھلادی اور تم اُن سے ہنسی کیا کرتے تھے (سو انکا تو کچھ نہ بگڑا چندروزہ کلفت تھی کہ صبر کرنا پڑا جسکا یہ نتیجہ ملا کہ) مین نے اُن کو آج اُن کے صبر کا یہ بدلہ دیا کہ وہی

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی مقتضے بار آنتیے اشارۃ الی انہ بمقدر بدل علیہ آم

لہ قولہ فی قائلہا پوری ہونیوالی نہین کذا فی الخازن ۱۲

ٹہ قولہ فی ورائہم آگے کذا فی الروح ۱۲

ٹہ قولہ فی برزخ موت کذا فی الخازن ۱۲

النحو عدد سنین تمیز لکم وہی ظرف زمان للبثتم ۱۲

کا جواب [illegible] عذاب جو [illegible] قابل نہیں [illegible] اقرار [illegible] معاف کر دیا جاوے کیونکہ
[illegible] عقوق کا بھی [illegible] اور عبادت بھی کیسے ہماری مقبول [illegible] ہم سے خصوصیت خاص کے گئے تھے کیونکہ
[illegible] کہ اضاعت حق اللہ ہے دونوں لازم آئے پس اسکی سزا کے لیے دوام
[illegible] ناکامی سے رسوائی نازی ہوتی ہے یہ تو جواب ہو گیا ان کی
[illegible] حسرت پر حسرت ہونے سے اور عقوبت میں شدت ہو اس لیے) ارشاد ہوگا
[illegible] کیونکہ وہاں کے ہول و ہیبت سے انکے ہوش و حواس گم ہو چکے ہونگے اور اس دن کا
طول بھی پیش نظر ہوگا) وہ جواب دین گے کہ [illegible] رہے ہونگے تو ایک دن یا ایک دن سے بھی کم ہم رہے ہونگے (اور سچ یہ ہی کہ ہکو یاد نہیں
سو گننے والون سے (یعنی فرشتون سے کہ اعمال و اسبار سبکا حساب کرتے تھے) پوچھ لیجیے ارشاد ہوگا کہ (یوم اور بعض یوم تو غلط ہی مگر اتنا تو تمہارے اقرار سے جو کہ
صحیح بھی ہے ثابت ہو گیا کہ تم [illegible] (لیکن) کیا خوب ہوتا کہ تم (یہ بات اُسوقت) سمجھے ہوتے (کہ دنیا کی بقا رنا قابل اعتبار ہے
اور اس کے سوا [illegible] الاقرار ہے مگر وہاں تو بقا کو دنیا ہی میں منحصر سمجھا اور اس عالم کی نفی کرتے رہے کقولہ تعالی قالوا ان ہی الا حیاتنا الدنیا وما نحن
بمبعوثین۔ اور اب جو غلطی ظاہر ہوئی اور [illegible] تو بیکار اور غلطی اعتقاد پر تنبیہ کے بعد آگے پھر اس اعتقاد پر زجر ہے جو بطور خلاصہ مضمون فرد قرار داد جرم
کے ہے کہ ہاں تو کیا [illegible] یہ خیال کیا تھا کہ ہمنے تم کو یون ہی مہمل (خالی از حکمت) پیدا کر دیا ہے اور یہ (خیال کیا تھا) کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے (مطلب
یہ کہ جب ہم نے آیات میں [illegible] دلائل صحیحہ سے ثابت ہی بعث و مجازات کی خبر دی تھی تو معلوم ہو گیا تھا کہ مکلفین کی تخلیق کی حکمتون میں سے ایک حکمت
یہ بھی ہے اس کا منکر [illegible] وقت حضور موت کے چونکہ عالم آخرت منکشف ہوتا ہے پس اس تلبس و تعلق کی وجہ سے اس
شخص کو من وجہ منتقل الی الآخرت سمجھا جاویگا اس لیے تاخیر موت کو رجعون سے تعبیر کیا ورنہ ظاہر رجعت کا اطلاق بعد الموت ہونا چاہیے۔ فائدہ دوم
الی یوم یبعثون سے تحدید غایت کی مقصود نہیں بلکہ مقصود اقناط کلی ہے جیسا ترجمہ سے ظاہر ہے کذا فی الخازن کیونکہ یوم البعث کا زندہ ہونا رجوع الی الدنیا
نہیں ہے بلکہ وہ خود آخرت ہی ہے گو ظاہراً رجوع الی مکان الدنیا ہوگا اور اس اعتبار سے تحدید غایت کی توجیہ بھی ہو سکتی ہے پس منفی حقیقت رجوع الی
الدنیا ہے جسکا حاصل رجوع للعمل ہے اور مثبت صورت رجوع ہے جسکا حاصل رجوع للحساب ہے اور یہی دونون احتمال حتی اذا فتحت یاجوج الخ واقعہ
سورۂ انبیاء میں بھی ہیں فائدہ سوم اس سے تناسخ کا بطلان ہو گیا فائدہ چہارم انساب کی نفی سے مراد نفی نافعیت کی ہے نہ مطلق انساب کی
اور اسی طرح تساءل سے مراد تساءل نافع ہے نہ مطلق تساءل لقولہ تعالی واقبل بعضہم علی بعض یتساءلون فائدہ پنجم اور یہ سب انساب و تساءل کی
نفی کفار کے ساتھ مخصوص ہے بقرینۃ المقام ولقولہ تعالی الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین مگر اہل ایمان کے لیے انسب کا نافع ہونا بایں معنے نہیں
کہ شرافت اصطلاحیہ نافع ہوگی بلکہ شریف شرعی یعنی مومن مقبول عند اللہ سے نسبت ولدیت نافع ہوگی گو اصطلاحا وہ شخص کم قوم ہو لقولہ تعالی والذین
آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم الخ اور فمن ثقلت الخ میں جو تفصیل ہے اس سے شبہ نکیا جاوے کہ آیات بالا مومن و کافر سب کے حق میں عام
ہے کیونکہ یہ ماسبق کی تفصیل نہیں بلکہ مجموعہ خلائق کی تفصیل ہے ماسبق پر استدلال ہے معنے نفی انساب و تساءل کی وجہ عدم ایمان ہی کیونکہ وہان نافعیت
کے لیے ایمان شرط ہے جسکا حال اس تفصیل سے معلوم ہوگا الخ فائدہ ششم اولٰئک ہم المفلحون کی توضیح میں رجعت میں للایمان کی قید اس لیے لگائی
کہ فروع اعمال کے لیے رجعت کی تمنا بعض مذنبین سے بھی ہوگی لقولہ تعالی وانفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول الخ اور ترقی مراتب کی طمع
سے رجعت کی تمنا بعض مقبولین سے بھی ہوتی ہے جیسا حدیث میں شہداء کی تمنا مذکور ہے فائدہ ہفتم آیت فمن ثقلت الخ کی نظیر سورۂ اعراف کے اول رکوع
کے اخیر میں بھی ایک آیت گذر چکی ہے وہاں اس کے ذیل میں اس کے متعلق بعض ضروری مضامین قابل ملاحظہ مذکور ہیں فائدہ ہشتم تلفح وجوہہم میں وجہ
کی تخصیص بوجہ اس کے نازک اور اشرف ہونے کے ہے جس سے شدت عقوبت و ایلام اور دوسرے اعضاء کے لیے عذاب عام ہونے پر دلالت ہو گئی فائدہ
نہم کالحون کی تفسیر حدیث مرفوع میں آئی ہے کہ اوپر کا ہونٹ سکڑ کر وسط سر تک جا پہونچیگا اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف پر آپڑے گا رواہ الترمذی اور اس ہیئت کے
لئے دانتون کا کھل جانا عادۃً لازم ہے وبہ فسر فی الروح فائدہ دہم الم تکن آیاتی الخ کے شروع میں جو راقم نے کلام میں بواسطہ یا بلا واسطہ کی تعمیم کی ہے وجہ

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ

سو اللہ تعالیٰ بہت ہی عالیشان ہے جو کہ بادشاہ حقیقی ہے اُس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہین عرش عظیم کا مالک ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی بھی عبادت کرے کہ جسپر اُس کے پاس کوئی بھی دلیل نہین سو اُسکا حساب

عِنْدَ رَبِّهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اُس کے رب کے یہان ہوگا یقیناً کافرون کو فلاح نہوگی　اور آپ یون کہا کرین کہ اے میرے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب رحم کرنیوالون سے بڑھکر رحم کرنیوالا ہے۔

اس کی یہ ہے کہ دوسری آیت مین ہے لایکلمہم اللہ پس وجہ جمع دو ہین یا تو بواسطہ کلام ہو اور یا اگر بلا واسطہ ہو تو لا یکلم کو محمول کیا جاوے کلام علی وجہ الاکرام پر **فائدہ یازدہم** غلبت علینا شقوتنا مین اپنے ہاتھون کی قید اس لیے ظاہر کی گئی کہ شقاوت کا اثر کہ عقوبت ہے انسان کے اکتساب کے ساتھ وابستہ ہے اور مسئلہ اختیار پر دلائل نقلیہ و عقلیہ بکثرت قائم ہین **فائدہ دوازدہم** کنا قوما ضالین مین اقرار اس غرض سے کیا گیا کہ بعض اوقات اعتراف پر عفو متوجہ ہوجاتا ہے **فائدہ سیزدہم** اگر شبہہ ہو کہ آخرت مین تو حقائق منکشف ہونگے اور اُنہین سے امتناع رجعت ہے پھر اسکی تمنا کیسے ہوگی جواب یہ ہے کہ یا تو یہ تمنے طبعی ہے اور یا یون کہا جاوے کہ اس جواب ہی سے یہ حقیقت منکشف ہوئی اور یا کہا جاوے کہ جو حقائق شرعاً مقصود بالذات ہین اُنکا انکشاف ضروری ہے مثل حقیقت توحید و رسالت و معاد و جنان و نیران نہ وہ حقائق جو شرع مین مقصود بالغیر ہین مثل عدم وقوع رجعت گو وجوب تصدیق مین سب متماثل و متساوی ہین **فائدہ چہاردہم** افحسبتم انما خلقنٰکم کی جو تقریر کی گئی ہے اُس سے یہ شبہہ جاتا رہا کہ اگر خدا تعالیٰ جزا و سزا کچھ مرتب نفرماتا تو کیا نقص عبث لازم آتا اگر یہی تو مجازاۃ کا وجوب عقلی لازم آتا ہے جو کہ اہل حق کے نزدیک منتفی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ بھی حسن اور غیر عبث ہوتا کیونکہ حکمت اسی مین منحصر نہین **فائدہ پانزدہم** انہ کان فریق اور بما صبروا سزا و جزا کی تمام علت نہین ہے بلکہ احد الاجزا ہے **فائدہ شانزدہم** سورۂ طٰہٰ آیت ان لبثتم الا عشرا مین بھی لبث کی بحث ہے اُس کو لبث فی القبر پر محمول کیا گیا ہے اور یہان اُس تفسیر کی اور وہان اس تفسیر کی بھی گنجایش ہے اور تقریر قدرے بدل جاوےگی ربط اور پر تمام سورت مین جو مضامین مذکور ہوئے جنکا خلاصہ سورت کی تمہید مین مرقوم ہوا ہے خاتمہ سورت مین اُن پر ایک تفریع بطور انتاج اور تلخیص کے ارشاد فرماتے ہین چنانچہ ظاہر ہے کہ عبادت کے امر سے حق تعالیٰ کا الٰہ اور مالک ہونا اور آثار قدرت سے جو دلائل توحید ہین اُسکا واحد اور متعالی عن الشرک ہونا جو کہ مدلول ہے فتعالی اور لا الٰہ الا ہو کا اور بعث انبیاء سے بھی اُس کا مالک اور فرمانروا ہونا اسی طرح بعث و مجازاۃ سے بھی مالک ہونا اسی طرح قصص اہلاک مکذبین سے بھی اُسکا مالک ہونا اور تشنیع حال کفار سے اُن کا قابل دار و گیر ہونا جو مدلول ہے فانما حسابہ الخ کا ثابت ہوتا ہے ثبتبات بالکسر تفصیلاً تمام سورت مین اور اُن کا اجمال تمہید سورت مین اور ثبتبات بالفتح کا اجمال یہان خاتمہ مین مذکور ہے اور فتعالی پر حرف فا کا آنا اس ارادۂ تفریع کا قرینہ ہے اور ان صفات کمال و جلال الوہیۃ و ملکیت و وحدت و تعالی و ربوبیت کے ساتھ کسی ذات کے موصوف ہونے کا اُسکو مقتضی ہونا کہ اُسی کو اپنا قبلۂ توجہ و مرجع حاجات بنایا جاوے یہ بھی ظاہر ہے چنانچہ بالکل اخیر کی آیت وقل رب اغفر الخ کے مضمون مین اسی ترتب کی رعایت ہے اور اس ثبوت و ترتب کی طرف ترجمہ کی عبارت مین بھی اشارت ہے نیز اس دعا کرنیوالون کا مقبول و محبوب ہونا اوپر آیت انہ کان فریق الخ مین معلوم ہوچکا ہے اسکی تعلیم مین یہ بھی نکتہ ہوگیا کہ جنکی فضیلت اوپر مذکور ہے اُن مین سے ہونے کی دعا و التجا کرنا چاہیے پس اس سے ایک خاص ربط اپنے قریب کے مضمون سے اور بھی حاصل ہوگیا اور شروع مین مومنین کے لیے اثبات فلاح اور خاتمہ مین کافرون سے نفی فلاح جو کہ قد افلح المؤمنون اور لا یفلح الکافرون مین مذکور ہے ایک عجیب مقابلہ ہے۔

ذکر صفات ذو الجلال والاکرام مع وعید مشرکین لئام و تعلیم استغفار و استرحام

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ (اور یہ سب مضامین جب معلوم ہوچکے) سو (اس سے کامل طور پر ثابت ہوگیا کہ) اللہ تعالیٰ بہت ہی عالیشان ہے جو کہ بادشاہ (ہے اور بادشاہ بھی) حقیقی ہے اُس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہین

اللغات الکریم کل ما شرف فی بابہ وصف بالکرم کما فی قولہ تعالیٰ مقام کریم و قولا کریما کذا فی الروح ۱۲

ضمیمہ ثانیہ مضامین تفسیریہ جلد ہذا

منہیہ ثالثہ صحت نامہ جلد ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲ حاشیہ فوقانی	کونہ بشرا	کونہ کبشر	۱۴	۲۲	کیا کرتا تھا	کیا کرتے تھے	۳۲	۳ حاشیہ تحتانی بین	الاحیاہ	الاحیاہ
۴	۶	یوں ہی ہوجاویگی	یوں ہی ہوجاویگا	۱۵	۱ حاشیہ تحتانی	المتنظر ۱۲	المنظر ۱۲	۳۲	۲۵	(بہاڑ طیلہ وغیرہ کی)	(بہاڑ ٹیلہ وغیرہ کی)
۴	۳ حاشیہ تحتانی بیاں	قیل	وقیل	۱۶	۴	ہیں اُسکے	ہیں اور اُسکے	۳۵	۷ حاشیہ فوقانی	ای معلومات	ای بمعلومات
۴	۳ حاشیہ تحتانی بین	بل بشر	بل شرط	۱۶	۱ حاشیہ تحتانی	الاستقرار	الاستقزاز	۳۵	۸ 〃	کون	کون
۵	۲	پھر دروازہ کے	پھر دروزہ کے	۱۷	۱ حاشیہ تحتانی بیاں	لعذبہم	لنعذبہم	۰۰		ربانی ہوئی نہ ہوتی	فربانی ہوئی نہ ہوتی
۵	۱۲	(اولاد) ہوجاویگی	(لڑکا) ہوجاویگا	۱۷	۲ 〃	الضمیر المجرور	الضمیر المجرور	۳۷	۴	ہوئی ہے	ہوئی تھی
۵	۱۴	دنیزان کے	دنیزاُس کے	۱۸	۲۶	کا ہے جیسا	کا ہیں جیسا	۳۷	۱۴	ا کہ اُسکا کہیں	ا کہ اُسکی کہیں
۵	۲ حاشیہ فوقانی	قصہ	قصہ لان	۱۹	۳ حاشیہ فوقانی	الرابط الکلام والسابق	لرابط الکلام السابق	۳۸	۱ حاشیہ تحتانی بیاں	العذاب مراحاۃ	العذاب مراحاۃ
۵	۳ حاشیہ تحتانی بیاں	لی جبتک	الی جبتک	۲۰	۶	یاد کی نماز	یاد کے لیے نماز	۴۱	۱ حاشیہ تحتانی بین	الحصد	الحصید
۵	۵ 〃	ماالیا واللانہ داما کون	غالبا واللانہ داما کون	۲۰	۳۳	یاد کی نماز	یاد کے لیے نماز	۴۲	۸	تعالیٰ اُن	تعالیٰ جو کہ مالک ہے عرش کا اُن
		البار زائدہ ۱۵	البار زائدہ کما	۲۰	۱ حاشیہ تحتانی بیاں	ویجوز	یجوز	۴۲	۳ حاشیہ تحتانی	حقیقۃ	حقیقۃ
۶	۱۱	بے سرو سامان	بے سرو سامانی	۲۳	۶	غم سے ہے	غم زدہ ہے	۴۳	۲۱	تعالیٰ اُن	تعالیٰ جو کہ مالک ہے عرش کا اُن
۶	۲۴	نزاہت عصمت	نزاہت وعصمت	۲۳	۱ حاشیہ تحتانی کلیت	ملاوے	للاولی	۴۴	۲۲	تخیّ	حیّاط
۶	۱ حاشیہ فوقانی	فی الضیافی	فی الفیافی	۲۳	۳ حاشیہ تحتانی بیاں	کل سعی	کل شئ	۴۴	۲۸	ادلم یہ	اولم یہ
۶	۱ حاشیہ تحتانی	قری من القربمعنی السکوت	قری من القر بمعنی السکون	۲۶	〃	النون ہذان	النون وہذان	۴۵	۲۷	ہول	مہول
۶	۶	وان وقتہ السرور	وان ومتہ السرور	۲۷	۲	تم	تم ڈرو نہیں	۴۶	۲	کیا تہا	کیا گیا تہا
۶	〃	راسعلہ من الفری	واصلہ من الفری	۲۷	۱۲	جادرمین	جادومین	۴۶	۲ حاشیہ فوقانی	قولہ فی نفتۃ	قولہ فی فتنۃ
۶	۰	الاصلع	الاطلاع	۲۷	۱ حاشیہ تحتانی بیاں	ماکافۃ	ما غیر کافۃ	۴۷	۶	سنرائمین)	سنرائمین)
۷	۲۳	خریدلو	خریدلون)	۲۸	۲ حاشیہ فوقانی	فی حقیقۃ	فی خفیفۃ	۴۷	۱۳	کیا تہا	کیا گیا تہا
۷	۲۶	وصف بوت ہے	وصف نبوت ہے	۲۹	۱۰	فیحل اللہ	فیحل اللہ	۴۹	۲۲	اُفِ لکما	اُفٍ لکم
۸	۹ حاشیہ تحتانی	مبدل منہ بدل ۱۲	مبدل منہ وبدل ۱۲	۲۹	۲۳	یہ بہی کہ)	یہ بہی ہے کہ)	۵۰	۱۶	سمجھتے ہیں)	سمجھتے ہیں)
۱۱	۱۴	زبرے)	دبڑے)	۳۰	۴	بوجہ لدرہا تھا	بوجہ لدرہا تھا	۵۱	۷	اشرمندگی	اشرمندگی)
۱۳	۱ حاشیہ تحتانی	ای الملک	ان الملک	۳۰	۱۹	زمانہ گذر	زمانہ گذر	۵۱	۱۱	مقتضے	مقتضی
۱۴	۶	کیا کرتا تھا	کیا کرتے تھے	۳۰	۲۲	چنانچہ کہا گیا)	چنانچہ آئندہ کہا گیا)	۵۱	۲۳	مناسب	مناصب
۱۴	۱۹	کم کے	کر کے	۳۱	۲۸	احیانی	اخیافی	۵۲	۵	سوء	سوء

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۹	کسی قریہ تھے	کسی قریے تھے	۶۳	۱۸	پہونچا دیا جاتا ہے	پہونچا دیے جاتے ہیں	۷۵	۵ حاشیہ تحتانی یسا	عن الصدیف	عن السیف
۵۲	۲ حاشیہ تحتانی یمین	واسصار	والاستصار	۶۴	۴	نقصان پہنچا سکتا ہے	نقصان پہنچا سکتی ہے	۷۷	۲۱	آیت کی نہیں	آیت کا نہیں
۵۲	۱ حاشیہ تحتانی یسا	الیل	المیل	۶۴	۴	نفع پہونچا سکتا ہے	نفع پہنچا سکتی ہے	۸۱	۲۳	چڑھاوٹ ہیں	چڑھاوے ہیں
۵۲	۱ ″	المہل	الہل	۶۴	۱۶	اُنکی بذت ہے	اُنکی مذمت ہے	۸۲	۳ حاشیہ تحتانی یمین	الصورة	السورة
۵۲	۳ ″	ففھمہا	ففہمنٰہا	۶۴	۲۶	نقصان پہنچا سکتا ہے	نقصان پہنچا سکتی ہے	۸۳	۵	مقتضیٰ	مقتضی
۵۳	۲۴	کیفیت سے مروی	کیفیت مروی	۶۴	۲۷	نفع پہونچا سکتا ہے	نفع پہونچا سکتی ہے	۸۴	۹	صلٰو تھم	صَلَوٰاتِهِمْ
۵۵	۲۸	حکم میں انکو	حکم سے انکو	۶۴	۲۸	واقعی عذاب	واقعی کہ عذاب	۸۴	۱۵	صلوٰتھم	صَلَوَاتِهِمْ
۵۶	۲۶	ددواعی	ودواعی	۶۴	۲۹	کام اور	کام آوے اور	۸۴	۲ حاشیہ تحتانی یسا	فی النقیید	فی التقیید
۵۶	۲ حاشیہ تحتانی یسا	الزنار	المزمار	۶۴	۴ حاشیہ فوقانی	اوالامر	ای والامر	۸۵	۷	کُنا	کُنّا
۵۷	۹	جھوکے جاؤ گے	جھونکے جاؤ گے	۶۴	۱۳ ″	ولا ییثھم	ولا یثنیہم	۸۵	۱۶	لذلک	فذلک
″	۲ حاشیہ تحتانی یمین	من المنع	بین المنع	۶۴	۲۲ ″	الضرور	الضرر	۸۵	۴ حاشیہ تحتانی یمین	سائر الخالقین بالابت ۱۲	سائر الخالقین مع بت ۱۲
″	۸ ″	الزمجری	الزبعری	۶۴	۲۸ ″	وبہذا	ولہٰذا	۸۷	۸	ہوتولو ہر قسم	ہوتو ہر قسم
۵۷	۹ ″	الزمجری	الزبعری	۶۵	۱ حاشیہ تحتانی	فی خیر الرفع	فی حیز الرفع	۸۹	۳ حاشیہ فوقانی	ای کالغشار ۱۲	ای کنغشار ۱۲
۵۷	۴ حاشیہ تحتانی یسا	تخشرہم	یحشرہم	۶۶	۲	ورسوچ	اور سوچ	۹۰	۱ حاشیہ تحتانی یسا	قولہا	توجہا
۵۷	۳ ″	نقول	یقول	۶۷	۱۰	تک ایک تقسیم	تک تقسیم	۹۲	۱۱	وہ اسکی	وجہ اسکی
۵۷	۵ ″	لہم	بہم	۶۷	۴ حاشیہ تحتانی یسا	فیسکت	فیسلت	۹۲	۲۴	مسہل	سہل
۵۷	۶ ″	وہب	ذہب	۶۸	۱۹	حرم ہیں)	حرم میں)	۹۲	۲۵	جو کلام	جو کام
۵۷	۱۰ ″	فجموع	فمجموع	۶۸	۲۰	مقامات میں طواف	مقامات ہیں طواف	۹۲	۲ حاشیہ تحتانی یسا	ما آتوا	ما آتوکم
۵۸	۲ ″	اولییں	اوّلیس	۶۸	۲۹	اُن بلغین کا	اُن تابعین کا	۹۲	۵ حاشیہ فوقانی	لاطع الف	لاطوالف
۵۹	۹	(ای آفرینش)	(رئے آفرینش)	۶۹	۱۶	بدایہ	ہدایہ	۹۲	۸ ″	حیاتہا ۱۲	حیالہا ۱۲
۵۹	۵ حاشیہ فوقانی	وہوابن ابی	ہو وابن ابی	۶۹	۱ حاشیہ تحتانی یسا	لالااحالۃ	لالااحاطۃ	۹۳	۲ حاشیہ تحتانی یمین	ہراہ	بدرہ
۶۰	۱۱	کسی بات	کسیٔ بات	۷۰	۱۸	عطاکی ہیں	عطا کیے ہیں	۹۴	۱۴	بدعلمن	بدعامن
۶۰	۲ حاشیہ تحتانی	فاحسن بعذرہم	فاحس بعذرہم	۷۱	۱۴	وماملکت م	وماملکت	۹۴	۲۹	درجہ کی اور	درجہ کی جہالت اور
۶۱	۶	عذاب ہی ہے	عذاب ہے ہی	۷۴	۲۳	جنہیں	جنھیں	۹۷	۱۱	(خود بھی)	(خود ہی)
۶۱	۱۹	عذاب ہی ہے	عذاب ہے ہی	۷۵	۱۳	اَلْجَحِیْدُہ	اَلْجَحِیْمِ	۹۷	۳ حاشیہ تحتانی یمین	للامرلا بالنعوذ	اللامر بالتعوذ
۶۱	۴ حاشیہ تحتانی یمین	والعبار	والعبارة	۷۵	۱۵	سبکو	جسکو	۹۸	۳ حاشیہ تحتانی یسا	مفارقہ	مفارقۃ
۶۱	۵ ″	لاتحیطہا	لاتحیطہا	۷۵	۱ حاشیہ تحتانی یمین	الحق صحیح ۱۲	اُلحق تعلیق ۱۲	۹۹	۴ حاشیہ فوقانی	مقام	المقام
۶۲	۶	مدت معین تک	مدت معین تک	۷۵	۴ ″	قولہ	قوسہ	۱۰۰	۱۶	تجدید	تحدید
۶۲	۸	پہونچا دیا جاتا ہے	پہونچا دیے جاتے ہیں	۷۵	۴ ″	الایکۃ	الایکۃ	۱۰۰	۲۴	معنے	المعنی
۶۲	۴ حاشیہ تحتانی یسا	الریب والنعیف	الریب الضعیف	۷۵	۵ یسا	للصیف	للسیف	۱۰۱	۶	العہد	سابقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۱۳	لبث بحث	لبث کی بحث
۱۰۳	۷	درکے موافق	درجہ کے موافق
تتمہ منبہیہ ثالثہ جلد ۳			
۵۸	۸	ایسے باغ ہیں نیچے نہریں چلتی ہونگی کہ ان کے اور اچھا	ایسے باغ ہیں کہ اُن کے نیچے سے نہریں چلتی ہونگی اُنمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اور اچھا
۵۸	۲۵	چلتی ہونگی (اور اسی)	چلتی ہونگی اُنمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہینگے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			اور اسی
تتمہ منبہیہ ثالثہ جلد ۴			
۱۷	۱۲ حاشیہ فوقانی	علی النسوا	علی ما انسوا
۵۸	۴	محض بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہوں	محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں
۵۹	۲۳	بتلا کر ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا ہوں	بتلا کر عذاب سے ڈرانے والا اور ثواب کی بشارت دینے والا ہوں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
تتمہ منبہیہ ثالثہ جلد ۶			
۱	۶	جو کچھ زمین	جو کچھ کہ زمین
۱	۱۴	لاتحسین سے ہو	لاتحسبن سے عود
۱	حاشیہ تحتانی ہیں	باہر رحیم	بامر رہیم
۱	۳ ح	یکون	بکون
۱	۴ ح	سعقد	مقعد
۱	حاشیہ تحتانی بائیں	ذر الغتہ	زالغتہ
۲	۱۶	لازم نہیں ہوتا	لازم نہیں آتا
۲	۲۳	مصرح یعنی	مصرح ہے یعنی
۲	۲۶	خصوصیات ہیں	خصوصیات میں
۲	۲۷	کی خصوصیت کے	کے خصوصیت کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جزو از تبیان البیان بعبارت عزیزی مولوی سعید احمد مرحوم

بعد حمد و صلوٰۃ احقر اشرف علی عرض کرتا ہے کہ میرے رسالہ تنبیہات وصیت کی تنبیہ دہم کے ذیل میں تالیفات کی قسم ششم مکتوب بعبارۃ الآخرین مصحح بالقلمی کی فہرست میں ایک کتاب کا نام ملیگا تبیان البیان یعنی حل بعض مقامات تفسیر بیان القرآن جس کے شیئاً فشیئاً لکھے جانے کی اُس میں حکایت بھی لکھی ہے سو یہ لکھنے والے میرے ہمشیرہ زادہ تھے جن کا نام سُرخی میں لکھا ہے اُنہوں نے ارادہ کیا تھا کہ یہ تمام تفسیر مجھکو سُنادیں اور جہاں جہاں کچھ بیان کروں اُس کو ضبط کرلیں پھر میری نظر ثانی کے بعد اُس کی اشاعت ہو جاوے چنانچہ انہوں نے اول سے تفسیر شروع کی سورۂ بقرہ کے دو رکوع ہونے کے بعد میں نے بعض وجوہ سے سورۂ مائدہ سے سُنانے کی رائے دی چنانچہ سورۂ مائدہ پوری سُنائی گئی اُس کے بعد بعض وجوہ سے سورۂ مریم سے سُنانے کی رائے ہوئی چنانچہ سورۂ مریم بتمام اور سورۂ طٰہٰ تمام سُنائی گئیں پھر بعض سفر پیش آگئے پھر عزیز موصوف نے سفر آخرت اختیار کیا اور اُس کا سلسلہ فی الحال بند ہو گیا آیندہ کا علم خدا تعالیٰ کو ہے کہ اُس کا کوئی سامان ہو یا نہ ہو سنائے ہوئے مقامات کے متعلق عزیز مرحوم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میری تقریریں اُن کے کاغذات میں ملیں بخوف تلف ہونے کے تکمیل مرحوم کا انتظار مناسب نہ معلوم ہوا اس لیے بعد نظر ثانی کے تفسیر کی اس جلد کے ساتھ اُس کی بھی اشاعت مصلحت معلوم ہوئی چونکہ یہ سب تقریرات منبہیات کی قسم اول کے قبیل سے ہیں اس لیے اسی عنوان سے بامتیاز جلدوں کے اور تعیین سورتوں کے نقل کی جاتی ہیں اور لفظ تبیان کا اضافہ بھی ہر جگہ کیا جاویگا تاکہ میری عبارات کے جو منبہیات ہیں اُنکی کے ساتھ خلط و اشتباہ نہ ہو جاوے *

تتمہ منبہیہ اولیٰ جلد اول سورۂ فاتحہ و ۲ رکوع بقرہ از تبیان

سورۂ فاتحہ۔ قولہ تعالیٰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فرمایا کہ بعض لوگوں نے یہ شبہ لکھ کر بھیجا کہ آپ نے ترجمہ بسم اللہ وغیرہ میں ذات

باری کی طرف ضمیر جمع کیوں عائد کی حالانکہ ضروری ہے کہ خدا کا نام اس انداز سے لے کہ اس میں توحید پر دلالت ہو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہی یوں بھی چاہیئے
کہ خدا کا نام تعظیم سے لیا جاوے رہی توحید وہ اس قدر مسلم ہے کہ اپنے عنوانات میں ایسے امور کے ملحوظ رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں دوسرے کلام مجید میں بھی حق
تعالیٰ نے اپنے کو جابجا بصیغہ جمع ارشاد فرمایا ہے انا انزلناہ ونحن نزلنا الذکر اور ایک مقام پر خطاب کے موقع پر بھی فرماتے ہیں قال رب ارجعون لعلی
اعمل صالحا اس آیت میں منجملہ دیگر تفاسیر کے ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ براہ تعظیم بصیغہ جمع ذات باری کو خطاب ہے۔

قولہ تعالیٰ الحمد للہ الخ

میں نے عرض کیا کہ سورۂ فاتحہ کی آیات میں تصریح ربط کیوں نہیں فرمائی گئی ارشاد فرمایا کہ اس سورۃ کی آیات میں ربط ظاہر بھی ہے نیز تفسیر لکھتے وقت ابتدا
میں تقریر ربط کا التزام بھی ذہن میں نہ تھا جیسے دیگر بعض التزامات بھی نہ تھے جوں جوں تفسیر لکھتا گیا ضرورتیں محسوس ہوتی گئیں التزامات بڑھتے گئے چنانچہ
تقریباً تمام التزامات کا اہتمام سورۂ مائدہ سے شروع ہوا۔

قولہ تعالیٰ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

میں نے عرض کیا کہ مغضوب علیہم اور ضالین کی بابت حدیث میں تصریح ہے کہ پہلے یہود اور دوسرے نصاریٰ ہیں جناب نے اپنی تفسیر میں عام کیوں رکھا ارشاد
فرمایا کہ حدیث میں بطور تمثیل ان دونوں فرقوں کا نام ذکر کر دیا گیا ہے کیونکہ مخالفت شرع یا تو کم علمی سے ہوتی ہے اور نصاریٰ کی غالب حالت یہی تھی کہ
ناز و نعم میں پڑ کر شغل علم کو چھوڑ دیا تھا یا بوجہ بدعملی کے ہوتی ہے اور یہود کی غالب حالت یہی تھی کہ علم تو رکھتے تھے مگر معاند تھے اور علم کی کمی کے لیے ضلال
اور علم کے ہوتے ہوئے بدعملی اور اخلاق ذمیمہ کے لیے غضب زیادہ مناسب تھا۔
قولہ فی الحاشیۃ ص ا س ۲ حاشیہ میں راعیت فی ترجمتی۔ یعنی ترجمہ میں جو لفظ (بتلا دیجیے) لیا گیا ہے وہ ہماری زبان میں کہ معنی ہدایت میں مستعمل ہوتا ہے چنانچہ
یہ بھی کہتے ہیں کہ رستہ بتلا دو اور یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں مسجد بتلا دو۔

سورۂ بقرہ

قولہ ص ۳ سطر ۱ شاید رسول اللہ کو الخ شاید کا لفظ اس لیے بڑھا دیا کہ علماء اس باب میں مختلف الاقوال ہیں رہا ایک قول پر یہ شبہ کہ جب حضور کو بھی نہیں بتلایا
تو انزال کلام سے کیا نفع ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خاص نفع کے انتفاء سے مطلق نفع کا انتفاء لازم نہیں آتا ممکن ہے کہ علاوہ تعلیم نبوی کے سینکڑوں اور کوئی نفع
ہو اور اگر وہ نفع ہم کو معلوم نہ ہو تو ہمارے نہ جان سکنے سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔
قولہ ص ۲ س ۱۲ تفتیش نہ چاہیئے مقصود اس سے بیان عذر ہے مقطعات کے کچھ معنی نہ لکھنے کے باب میں کیونکہ اس باب میں علماء کا اختلاف ہے کہ مقطعات متشابہات
میں داخل ہیں یا نہیں اس موقع پر فرمایا کہ متشابہات میں جو علماء کا اختلاف ہے وہ اختلاف واقع میں لفظی ہے حقیقی نہیں کیونکہ جو لوگ علم کی نفی کرتے ہیں وہ تفسیر یعنی
تعیین مراد کے درجہ میں نفی کرتے ہیں اور جو لوگ اثبات علم کرتے ہیں وہ تاویل یعنی احتمال مراد کے درجہ میں ثابت کرتے ہیں پس جس درجہ کے یہ نافی ہیں اس کے وہ
مثبت نہیں اور جس درجہ کو وہ ثابت کرتے ہیں اس کی یہ نفی نہیں کرتے۔
ص ۲ س ۱۳ قولہ واقع میں یقینی ہے۔ ای حاصل لہ التیقن (المصدر المجہول) الذی ہو صفۃ سوار راب فیہ احد ام لا لان کون احد رائبا فی امر لا یستلزم کون ذلک
الامر غیر متیقن فی الواقع۔
ص ۲ س ۱۴ قولہ خدا سے ڈرنے والوں کو۔ تقوے سے لغوی معنی مراد لیے ہیں پس اب وہ مشہور اعتراض وارد نہیں ہوتا نہ ان تکلف کے جوابوں کی ضرورت
اور یہ بھی ممکن ہے کہ تقوے سے اصطلاحی تقویٰ مراد لیا جاوے مگر عند التکلم اور معنی یہ ہونگے کہ جو لوگ وقت التکلم متقی ہیں ان کو یہ تقوے اس کلام کی وجہ
سے حاصل ہوا پس متقی میں مجاز نہ ہوگا۔
ص ۲ س جھپی ہوئی چیزوں پر الخ یعنی غیب سے مراد ما غاب عنا ہے اصطلاحی معنی نہیں کیونکہ اصطلاح میں غیب اس کو کہتے ہیں جس پر کوئی دلیل ہی

قائم نہ ہوا اور ظاہر ہے کہ ایمان اُسی چیز پر ہوگا جو کسی دلیل سے ثابت ہو۔

ص ۳ س ۷ بس یہ لوگ ہیں الخ۔ لفظ بس ہماری زبان میں ثمرہ کلام پر داخل کیا جاتا ہے لہذا اشارہ اس طرف ہے کہ اولئک الخ ماسبق کا ثمرہ ہے۔

ص ۵ س ۱۷۔ اگر شبہ ہو کہ اگرچہ خلق قبیح الخ۔ خلاصہ اعتراض کا یہ ہے کہ ارادۂ خداوندی ارادۂ عبد وفعل عبد دونوں پر مقدم ہے کیونکہ اول ارادۂ خداوندی ہوتا ہے کہ بندہ یوں ارادہ کرے اس کے بعد بندہ ارادہ کرتا ہے پھر اس پر خلق فعل مرتب ہوتا ہے پھر اس پر بندہ کی جانب سے کسب فعل ہوتا ہے۔ پس درحقیقت فعل عبد مرتب خلق پر اور وہ مرتب ارادۂ عبد پر اور وہ مرتب ارادۂ باری پر ہے لہذا اثر یعنی فعل عبد وارادۂ عبد اگر قبیح ہے تو اس کا مؤثر یعنی ارادۂ خداوندی بھی قبیح ہونا چاہیے۔

ص ۵ س ۲۷ پائخانہ یہ سوال نہیں کرسکتا الخ البتہ اتنا شبہ باقی ہے کہ کم از کم اُس مالک کی نسبت اگر اس نے عمدہ قطعۂ زمین میں پاخانہ بنایا ہو یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اس نے مصلحت کے خلاف کیا تو کیا یہ سوال حق تعالیٰ کی نسبت نہیں ہوسکتا کہ ایسا امر مناسب نہ تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال اُس شخص کے افعال میں ہوسکتا ہے کہ جس کے افعال میں حکمت سے خلو محتمل ہو اور افعال خداوندی چونکہ حکمت سے ہرگز خالی نہیں اس لیے وہاں یہ احتمال اور یہ سوال ہی نہیں جیسا اوپر بھی آچکا ہے۔

ص ۶ س ۸،۹ بالکل ایمان والے نہیں الخ الباء فی خبر ما یفید مبالغۃ النفی۔

ص ۶ س ۹ یعنی محض چالبازی کی راہ سے الخ مقصود یہ ہے کہ خداع سے مراد خاص اظہار ایمان کے بارہ میں خداع ہے یعنی خداع اپنی حقیقی معنی پر ہے مطلب یہ ہے اظہار ایمان میں چال کرتے ہیں گو وہ چال خدا کے سامنے نہ چلے اور گو ان کا یہ قصد بھی نہ ہو کہ خدا کے سامنے چال چلیگی مگر یہ فعل خود چال ہی اور لازم آگیا کہ خدا کے سامنے بھی خلاف واقع کا اظہار کیا۔

ص ۶ س ۱۰ یعنی اس چالبازی کا انجام الخ ماحصل یہ ہو کہ جزاء خداع کو خداع کہدیا گیا ہے بطریق مجاز۔

ص ۶ س ۱۲ مرض ہیں اُن کی بداعتقادی الخ یعنی مرض میں عموم مجاز لیا گیا ہے کہ حقیقت بھی اُس کی ایک فرد ہوجاوے تو اندیشہ اور خلجان تو حقیقۃً مرض ہی اور بداعتقادی کو مجازاً مرض کہا گیا۔

ص ۶ س ۱۶ جیسا کہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ دو رویہ یعنی لاتفسدوا فی الارض میں اُن کا کوئی مستقل فساد مراد نہیں کہ جس کو وہ کرتے ہوں بلکہ مراد یہ ہے کہ تم یہ نفاق جو کہ موجب فساد ہے نہ کرو اس کو چھوڑ دو۔

ص ۸ س ۷ وہ استہزاء بھی ہی الخ یعنی آیت میں جملہ یمدہم اپنے معطوف علیہ استہزء بہم کا بیان ہے۔

ص ۸ س ۱۱ یعنی اُن کو تجارت کا سلیقہ نہ ہوا الخ مطلب یہ ہے کہ آیت میں وما کانوا مہتدین ہدایت دینی مراد لینے کی ضرورت نہیں کہ اُس کی نفی ہو بلکہ نفی ہدایت فی التجارۃ کی ہے کہ ان کو تجارت کرنے کا بھی ڈھنگ نہیں آتا۔

ص ۸ استوقد نارا الخ اس کا نکتہ فرمایا کہ استوقد مفرد لایا گیا پھر بنورہم میں ضمیر جمع کی ارشاد ہوئی وجہ یہ ہے کہ عادۃً ایک ہی آدمی آگ سلگاتا ہے جب وہ دہک اُٹھتی ہے تو دوسرے لوگ بھی تاپنے کے لیے جمع ہوجاتے ہیں پس استیقاد ایک کا فعل ہے لہذا صیغہ مفرد لایا گیا اور ذہاب نور کے وقت سب جمع تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اضاءت ماحولہ میں ضمیر کو مفرد کیوں لایا گیا حالانکہ یہ استیقاد کے بعد ہے اور سب ہی کے لیے عام فرمایا کہ لوگ اُس وقت جمع ہوتے ہیں کہ آگ کی روشنی اُن تک پہونچے اور اُن کو معلوم ہوجاوے کہ آگ سلگ گئی پس اول اضاءت ماحول مستوقد ہی کی ہوئی

تتمہ منہیۂ اولیٰ جلد سوم سورۂ مائدہ از تبیان

سورۂ مائدہ

ص ۲ ہندسہ سلہ قولہ فی ملحقات الترجمۃ کما بینہ عنقریب وہو قولہ بین القوسین فی توضیح ترجمۃ اوفوا۔ کیونکہ ایمان لانے سے الخ

ص ۲ قولہ تعالیٰ بہیمۃ الانعام الخ مفسرین نے اس اضافت کو اضافۃ العام الی الخاص مانا ہے لیکن مصنف دام بالفضل والفیض نے اضافۃ المشبہ الی المشبہ بہ کو اس وجہ سے اس پر ترجیح دی ہے کہ اگر اضافۃ العام الی الخاص لی جاتی ہے تو تقیید غیر محلی الصید بیکار رہتی ہے وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں صرف

ازواج ثانیہ ہی داخل آیت ہوں گے کہ انہی پر انعام کا اطلاق عرف میں ہوتا ہے اور صید داخل ہی نہوں گے پس اُن کے اخراج کی بھی ضرورت نہیں اور اگر اضافت تشبیہی لیجاوے تو چونکہ وجہ شبہ مذکور فی التفسیر کے سبب صید بھی داخل ما احلت ہونگے اس لیے اُن کے اخراج کی ضرورت ہوگی۔

ص ۲ قولہ فی الحاشیۃ تحت قولہ فائدہ فانہا تدخل فی البہیمۃ لکن یخص منہ الخ ای لو فسر البہیمۃ علی طبق ہذا القول بکل حی لا یمیز فیدخل فیہ الطیور لکن یخص منہ البقیۃ المحرمات الحیوانیۃ بدلیل آخر الحدیث وغیرہ کما خصصت فی التفسیر الاول المختار فی المتن ایضا بذاک الدلیل۔

آیۃ یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الخ

ص ۸ س ۲۷ قولہ اُٹھنے لگو الخ مفسرین نے آیت میں قیام سے قیام فی الصلوٰۃ مراد لیا ہے اور جب اس پر شبہ ہوا کہ وضو اس قیام سے مؤخر نہیں تو اردتم القیام کے ساتھ تاویل کی۔ مولانا نے اُٹھنے لگو کے لفظ سے یہ بتلا دیا کہ یہاں قیام صلاۃ مراد ہی نہیں بلکہ وہ قیام مراد ہے جو تہیۂ صلاۃ کے لیے ہوتا ہے پس اب قیام اپنے معنی پر ہے اور اُس میں تاویل کی ضرورت نہیں رہی نیز آیت میں لفظ الی اس کا قرینہ ہے کہ قیام سے تہیۂ صلاۃ ہی کا قیام مراد ہو ورنہ قیام فی الصلوٰۃ او نحوہ فرمایا جاتا۔

ص ۹ س ۱۴ یا جر جوار کہا جاوے اور جواز جر جوار کے لیے جو یہ شرط ہے کہ وہاں التباس سے امن ہو وہ یہاں متحقق ہے کیونکہ ارجلکم کے بعد الی الکعبین فرمانا اس کا قرینہ ہے اس لیے کہ تحدید غسل ہی میں معروف ہے اور شریعت میں دوسری جگہ اس کا وقوع بھی ہوا ہے چنانچہ ایدیکم الی المرافق اس پر شاہد ہے اور مسح میں قائلین بالمسح کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں دوسرے مسح بالاجماع ظہر رجل پر ہوتا ہے تو اُس کی تحدید میں الساق ہوسکتا تھا نہ کہ الی الکعبین اور ممکن ہے کہ یوں کہا جاوے کہ ارجلکم لفظاً رؤسکم پر معطوف ہے مگر اُس کا حکم غسل ہے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ کو دوسرے پر عطف کر دیا جاتا ہے اور حکم دونوں کا مختلف ہوتا ہے جیسے عربی کا یہ شعر ہے یالیت زوجک قد غدا ✤ متقلدا سیفا و رمحا۔ لفظ رمحا سیفا پر معطوف ہے حالانکہ حکم متقلداً اس پر صحیح نہیں بلکہ حاملا رمحا بولا جاتا ہے۔

ص ۹ س ۳۰ نماز سے پہلے الخ یہ لفظ بڑھا کر اس بات کو بتلانا مقصود ہے کہ یہ آیت بھی آیت سابقہ اذا قمتم الی الصلاۃ کے ساتھ مرتبط ہے کہ اُس میں نماز کے لیے وضو کا حکم تھا اور یہاں نماز کے لیے غسل کا حکم ہے اور دونوں نماز کے قبل ہیں۔

ص ۹ س ۳۳ اور پانی کا استعمال مضر ہو یہ عبارت اس لیے بڑھائی کہ مطلق مرض سے اجازت تیمم نہیں ہوتی بلکہ اُس کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ استعمال پانی سے ضرر کا اندیشہ ہو۔

ص ۹ س ۳۶ استعمال کا موقع نہ ملے لم تجدوا ماء کی یہ تفسیر اس لیے کی گئی تاکہ حالت مرض کا عذر بھی اُس میں شامل ہو جاوے کیونکہ ظاہراً لم تجدوا تمام متعاطفات کی قید ہے اس صورت میں اگر لم تجدوا کا ترجمہ پانی نہ پاؤ کیا جاتا تو حالت مرض میں جواز تیمم مفہوم نہ ہوتا کیونکہ مرض میں پانی تو ہوتا ہے البتہ استعمال نہیں ہوسکتا۔

ص ۹ س ۳۸ حکم سفہ ۴۴ میں گذر چکی ہیں الخ اُس آیت میں غسل اور تیمم کا ذکر تھا وضو کا ذکر نہ تھا یہاں سب کو جمع کر دیا گیا یہ فرق ہے دونوں مقاموں میں پس تکرار محض نہ ہوا۔

ص ۱۰ س ۱۴ اور اگر یہ احکام نہ ہوتے الخ آیت میں خدا تعالے نے تسہیل احکام پر منت فرمائی ہے لیکن تسہیل کی ایک صورت یہ بھی ہے جو کہ اکمل افراد تسہیل سے ہے کہ کوئی حکم مقرر نہ کیا جاتا بلکہ مطلق العنان چھوڑ دیا جاتا مصنف سلمہ نے یہ عبارت بڑھا کر بتلا دیا کہ اگرچہ اس صورت میں ایک مقصود یعنی تسہیل حاصل ہو جاتی لیکن مقصود ثانی یعنی تطہیر حاصل نہ ہوسکتی حالانکہ دونوں مقصود ہیں پس مجموعہ مقتضی ہے احکام سہلہ کو نہ کہ عدم احکام کو اس لیے احکام مقرر کیے گئے اور اُن میں تسہیل کی گئی۔

ص ۱۰ س ۱۵ تاکہ ہر حال میں طہارت بدنی و قلبی الخ مطلب یہ ہے کہ آیت میں لیطہرکم سے بطور عموم مجاز کے طہارت بدنی و قلبی دونوں مراد ہیں کیونکہ اتمام نعمت کو تطہیر پر مرتب فرمایا ہے اور یہ اتمام اُس وقت ہے کہ ظاہری بدن کے ساتھ قلب بھی پاک ہو ورنہ نعمت تام نہ ہوگی کیونکہ تلوث قلبی کے ساتھ

دینا کا حصول ممکن نہیں اور بڑی نعمت یہی ہے اور جب یہ نہیں تو نعمت تام کہاں۔

ص ۱۰ س ۱۶ شکر میں امتثال بھی داخل ہے الخ مطلب یہ ہے کہ لعلکم تشکرون سے یہی مراد نہیں کہ زبان سے الحمد للہ الشکر للہ کہا کرو بلکہ احکام پر عمل کرنا بھی شکر میں ضروری ہے۔

ص ۱۰ س ۲۰ جبکہ تم نے اس کا التزام بھی کر لیا تھا الخ مطلب یہ ہے کہ قلتم سمعنا اس التزام عہد ہی کا بیان ہے اس میں اسکا جواب دینا منظور ہے کہ ہے کہ میثاق تو بدون التزام کے متحقق نہیں ہوتا اور اس کی کوئی دلیل نہیں۔

ص ۱۰ س ۲۱ کیونکہ اسلام لانے کے وقت الخ مطلب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ لفظ سمعنا ہی کہا ہو بلکہ اسلام لانا یہ خود سمعنا کہنا ہے اور مولانا مدظلہ کی اس تقریر کے بعد اب کوئی ضرورت نہیں کہ اس سمعنا سے یوم میثاق کا سمعنا مراد لیا جاوے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے تاکہ بعد نزول کتاب کے سمعنا کہنے پر دلیل قائم کرنا ضروری نہ ہو۔

ص ۱۰ س ۲۱ کی مخالفت اس لفظ کے بڑھانے سے یہ تبلانا مقصود ہے کہ اتقوا اللہ کو ماقبل سے کیا ربط ہے کہ پہلے امتثال کا امر تھا یہاں خلاف کے نہی ہے۔

ص ۱۰ س ۲۲ اسلیے جو کام کرو الخ اس عبارت سے ان اللہ علیم الخ کے ربط کو لما سر فرمایا ہے ماقبل سے۔

ص ۱۰ اخوشنودی کے لیے اس لفظ کے بڑھانے سے یہ تبلانا ہے کہ مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک لفظ للہ قوامین کے متعلق ہے

ص ۱۱ س ۷ اور شہادت کی نوبت آوے الخ یہ عبارت بڑھا کر تبلا دیا کہ لفظ شہداء خبر بعد خبر ہے حال وغیرہ نہیں نیز یہ بھی تبلا دیا کہ قرآن کا یہ مطلب نہیں کہ خواہ مخواہ شہادت دیتے پھرا کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر تم کو ایسا موقع پیش آجاوے تو اس میں عدل سے کام لو۔

ص ۱۱ س ۸ ان کے معاملات میں الخ کیونکہ کسی قوم سے عداوت کا اثر عدل پر اگر پڑے گا تو ان ہی کے معاملات میں پڑے گا نہ کہ مطلق عدل پر اگرچہ دوسروں کے معاملہ میں ہو۔

ص ۱۱ س ۸ ضرور ہر معاملہ میں الخ اس عبارت سے ایک تو اعدلوا کا ارتباط ظاہر کرنا ہے دوسرے یہ تبلانا ہے کہ یہ حکم عام ہے خواہ دشمن کا معاملہ ہو جس کا اوپر ذکر تھا یا دوست کا۔

ص ۱۱ س ۹ اور تقوی اختیار کرنا الخ اس عبارت کو بڑھا کر یہ تبلا دیا کہ اتقوا اللہ کو ماقبل سے کیا ربط ہے خلاصہ یہ ہے کہ اعدلوا ہو اقرب للتقوی سے یہ شبہ ہوتا تھا کہ عدل کا مشروط ہونا اس کے وجوب وضروری العمل ہونے کو کیسے مستلزم ہوا جیسا مقتضے تعلیل کا ہے جو کہ اعدلوا ہو اقرب سے مفہوم ہوتی ہے اتقوا اللہ میں اس کا جواب ہے کہ جبکہ تم پر تقوی واجب ہے اور وہ موقوف ہے عدل پر اس لیے وہ بھی واجب ہوگا۔

ص ۱۱ س ۲۶ اور آخرت میں تم کو غالب الخ یعنی یہ بھی منجملہ نعم مقصودہ ہے بلکہ مذکور فی المقام سے اکمل ہے مگر اس کو بوجہ ظہور ذکر نہیں فرمایا۔

ص ۱۱ س ۲۷ اس نعمت کا یہ شکر ہے۔ اس سے اتقوا اللہ کا ربط ماقبل سے ظاہر ہو گیا۔

ص ۱۲ س ۱۶ ان عہود کی تاکید کے لیے یہ عبارت اس لیے بڑھائی کہ بعثنا کا ربط اخذ اللہ سے ظاہر ہو جاوے۔

ص ۱۷ قولہ اور بوجہ حوادث کے الخ یہ عبارت اسلیے بڑھائی کہ مقصود آیت سے امتنان ہے کہ رسول کا آنا تمہارے لیے نعمت ہے اور یہ ارسال نعمت اسوقت ہو سکتا ہے کہ جب انکو ضرورت ہو نبی کی جسکو علی فترۃ منظاہر کیا گیا ہے اور فترت سے یہ ضرورت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ احتمال ہے گا کہ گو انقطاع سلسلہ کا ہو جاوے لیکن ممکن ہے کہ شرائع کے باقی رہیں پھر کیا ضرورت ہوگی تو اس عبارت سے علی فترۃ کا مقصود ظاہر ہو گیا

ص ۱۸ س ۱ قولہ ہم دین کے باب میں الخ اس کو بڑھا کر یہ تبلا دیا کہ ماجاءنا من بشیر الخ خود مقصود نہیں بلکہ عذر مقصود کی دلیل ہے

ص ۱۸ س ۲ اور پہلی شرائع ضائع ہو چکی ہیں الخ مطلب یہ ہے کہ صرف ماجاءنا من بشیر ولا نذیر کہنا عذر کے لیے کافی نہیں کیونکہ اگر شرائع باقی ہوں تو عدم مجئی کیا مضر ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے پاس پہلی شرائع محفوظ نہ رہی ہوں۔

ص ۱۸ س ۴ پس مدت تک رسولوں کا الخ اس عبارت کے بڑھانے سے ان اللہ علی کل شیء قدیر کا ربط اور مقصود ظاہر ہو گیا کہ قدرت علی ارسال الرسل والانقطاع الارسال بعد الانقطاع یہ سب مقدور ہیں یہ تو ربط تھا والمقصود ہو صرح بہ المصنف بقولہ تو کسی کا یہ شبہ۔

ص ۱۹ س ۲۷ وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے یعنی لفظ اذ اذکروا مقدر کے متعلق ہے۔

ص ۱۹ س ۲۷ اوّل ترغیب جہاد کی تمہید الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے شبہ یہ ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو جہاد کے لیے لے چلے تھے چاہیے تھا کہ اول اُس کا حکم فرماتے مگر اُس کو چھوڑ کر دوسری باتیں فرمانے لگے مصنف سلمہ کی اس تقریر سے یہ شبہ زائل ہو گیا کیونکہ یہ باتیں بھی اُسی جہاد کے متعلقات سے ہیں۔

ص ۲۰ س ۳ قولہ بعض بعض۔ مولانا نے مالم یوت میں ما کو عام مخصوص البعض لیا ہے اور عالمین کو عام لیا ہے سارے جہان کو اور اس تقریر سے فضیلت کلی یا فضیلت دینی کا شبہ جاتا رہا۔

ص ۲۰ س ۷ قولہ جہاد کے ارادہ سے داخل ہو یہ عبارت بڑھا کر بتلا دیا کہ دخول سے مطلق دخول مراد نہیں بلکہ جہاد کرنے کی غرض سے داخل ہونا مراد ہے۔

ص ۲۰ س ۸ اس لیے قصد کرتے ہی فتح ہو گی کیونکہ جب تکوینی طور پر وہ تمہارے ہی لیے ہے تو صرف تمہارے ہاتھ پیر ہلانے کی دیر ہے نیز یہ بھی بتلا دیا کہ کتب اللہ لکم فرمانے سے بنی اسرائیل کی ہمت بڑھانا ہے کہ دشمن سے ہارو نہیں وہ مقام تم کو ضرور ملیگا اور تم بہت جلد غالب آوگے۔

ص ۲۰ س ۱۱ موسیٰ ؑ کی تائید کے لیے الخ اس سے قال رجلان کا ربط ماقبل سے ظاہر ہو گیا۔

ص ۲۰ س ۱۲ کہ اپنے عہد پر ثابت الخ انعام وفضل کا بیان کر دیا کہ وہ انعام یہ تھا۔

ص ۲۰ س ۱۳ چڑھائی کر کے دروازہ تک الخ اس عبارت سے ایک شبہ کا جواب دینا ہے شبہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ نے تو بنی اسرائیل کو شہر میں داخل ہونے کا حکم کیا تھا اور ان دونوں حضرات نے دروازہ تک جانے کا حکم کیا تو اس سے حضرت موسیٰ ؑ کی تائید کہاں ہوئی مولانا کی اس تقریر سے اس شبہ کا ازالہ ہو گیا۔ یعنی مقصود ان حضرات کا وہی تھا جو حضرت موسیٰ کا تھا مگر ادخلوا الباب اس لیے فرمایا کہ یہ لوگ کچھ تو ہمت کریں۔

ص ۲۰ س ۱۵ مگر اُن لوگوں پر فہمایش کا الخ یہ عبارت اس لیے بڑھائی گئی ہے کہ اس موقع پر خطاب تو اُن دو شخصوں نے کیا تھا اور بنی اسرائیل اُن کو چھوڑ کر حضرت موسیٰ سے خطاب کرنے لگے اس کی کیا وجہ پس وجہ بتلا دی کہ اُن کو قابل خطاب نہ سمجھ کر اُدھر متوجہ ہوئے۔

ص ۲۰ س ۱۷ اگر ایسا ہی لڑنا ہے یہ عبارت اس لیے بڑھائی کہ بنی اسرائیل کو اذھب کہنے سے حضرت موسیٰ کو ذہاب کی فرمایش کرنا استقلالاً مقصود نہیں بلکہ اُدب ایک شرط کے ساتھ معلق ہے کہ اگر آپ کے قول کے موافق لڑنا ضروری ہی ہے تو اُس کی یہ صورت ہے۔

ص ۲۰ س ۲۰ مناسب فیصلہ فرما دیجیے الخ اس ترجمہ سے یہ شبہ زائل ہو گیا کہ حضرت موسیٰ نے تو فافرق یعنی جدائی کی دعا کی تھی اور خدا تعالےٰ نے اجابت میں فرمایا انہا محرمۃ علیہم اور اس کا اجابت ہونا فانہا کی فا سے ظاہر ہے وجہ زوال شبہ کی ظاہر ہے کہ افرق کے معنی احکم بیننا کے ہیں نہ کہ جُدائی کے جس کی تصریح مولانا سلمہ نے اس عبارت میں فرما دی کہ جس کی حالت کا جو مقتضا ہو الخ اب احکم پر انہا محرمۃ کا چسپاں ہونا ظاہر ہے۔

ص ۲۰ س ۲۲ اور گھر جانا بھی نصیب نہ ہو گا الخ یہ عبارت اس لیے بڑھائی گئی کہ ظاہراً انہا محرمۃ پر یتیہون کا ترتب نہیں ہوتا کیونکہ محرمۃ کا تحقق اس طرح بھی ممکن تھا کہ وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے اگرچہ ملک نصیب نہ ہوتا سو اس مقدر کے ملانے سے اب یہ شبہ نہیں رہا۔

ص ۲۰ س ۲۹ موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ اس میں کیوں رکھے گئے الخ اور اگر کسی روایت سے حضرت یوشع اور کالب کا رہنا بھی ثابت ہو تو اسی بابت یہ کہا جاویگا کہ ان حضرات کا رہنا بھی بطور معین اصلاح وہدایت حضرت موسیٰ کے تھا نہ کہ ان پر عذاب کرنے کے لیے۔

ص ۲۱ س ۲۶ یہ افتراق بطون بمنزلہ افتراق نسب الخ اس تقریر کے بعد اب علی الاطلاق اس کا قائل ہونا بلا دلیل ہے کہ حضرت آدم ؑ کی شریعت میں بہن سے نکاح جائز تھا بلکہ بہن سے نکاح میں یہ بھی قید تھی کہ دوسرے بطن سے ہو پس یہ افتراق ایسا تھا جس طرح آجکل خالہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے حالانکہ ماں کی لڑکی اور خالہ کی لڑکی میں چنداں فرق نہیں کیونکہ نانی میں یہ دونوں ایک ہی ہو جاتی ہیں کہ دونوں کی ماں اُسی ایک ہی سے پیدا ہوئی ہیں۔

ص ۲۲ س ۲۵ تاکہ ان کو انتساب بالصالحین کا گھمنڈ جاتا رہے۔ اس سے اس آیت کا ربط نحن ابناء اللہ سے ظاہر کرنا مقصود ہے کما صرح المصنف۔

ص ۲۳ س ۱ ایک ایک نیاز لفظ ایک کو مکرر اس لیے کیا کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ قربانا میں تنکیر افراد کی کل واحد کے اعتبار سے ہے یہ نہیں کہ دونوں کی نیاز صرف ایک ہی چیز تھی۔

ص ۲۳ س ۳ اور قابیل حق پر نہ تھا اس لیے الخ اس عبارت کو بڑھا کر اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ جب خدا ہی نے نیاز کو قبول نہ کر کے قابیل کو

سو دریا تو قابیل کا اس میں کیا قصور وجہ رفع ظاہر ہے کہ یہ عدم قبول بوجہ ناحق پر ہونے کے ہوا پس اب وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔

ص ۲۳ س ۴ اس میں بھی مارا۔ قال لاقتلنک کا ترتب ماقبل پر ظاہر فرمایا ہے۔

ص ۲۳ س ۵ تیرا مارنا تو تیری ہی الخ مقصود یہ ہے کہ انما یتقبل اللہ علت جواب ہے اصل جواب یہ ہے کہ تیرا مارنا الخ اور مقصود اس سے اپنا بے خطا ہونا ظاہر کرنا ہے جس کی علت یہ بیان کی کہ انما یتقبل اللہ الخ

ص ۲۳ س ۷ لیکن اگر پھر بھی الخ یہ ظہرا بتاء لئن بسطت بما قبلہ۔

ص ۲۳ س ۱۴ یوں تو پہلے ہی سے۔ یہاں شبہ ہوتا ہے کہ تطویع نفس تو قابیل میں پہلے سے تھی پھر ہابیل کے اس جواب پر طوعت کو بذریعہ فا کیسے مرتب فرمایا حاصل جواب ظاہر ہے کہ اس جواب سے بالکل بے دھڑک ہو گیا لہذا تفریع بہت صحیح ہے۔

ص ۲۴ س ۲۲ جی میں بڑا ذلیل ہوا یہ اس لیے بڑھایا کہ اظہار ندامت جو مدلول ہے قال یا ویلتی کا موقوف ہے اول دل میں ندامت پیدا ہونے پر اس لیے اس کو کالمقدر مانا جاویگا۔

ص ۲۵ س ۹ اور یہ بھی لکھ دیا تھا اس سے من احیاہا کا عطف من قتل پر ظاہر کر کے یہ بتلا دیا کہ یہ بھی کتبنا کا معمول اور من اجل ذلک کی علت سے معلل ہے اور چونکہ من اجل ذلک کو ظاہراً من قتل نفسا میں تو دخل ہے لیکن من احیاہا میں نہیں اس لیے تقریر تعلیل کو اس عبارت سے ظاہر کیا کہ اور اس مضمون احیاء کے لکھنے سے بھی الخ۔

ص ۲۵ س ۱۲ اس مضمون کے لکھ دینے کے بعد اس عبارت سے لقد جاءتہم کا ربط ماقبل سے ظاہر ہو گیا کما صرح بہ فی قولہ اور وقتاً فوقتاً اس کی تاکید الخ

ص ۲۵ س ۱۸ آگے قتل اور اس کے توابع الخ مفسرین نے اس موقع پر دو ربط لکھے ہیں ایک تو یہ کہ اوپر قتل ناحق کو بیان کیا تھا اس کی مناسبت سے یہاں بھی ایک قتل ناحق کو بیان کرتے ہیں جو قطاع طریق سے سرزد ہوا اور دوسرا وہ ربط ہے جو مولانا نے بیان کیا ہے وہو احسن کما یدل علیہ بدر الآیۃ بلفظ الجزاء

ص ۲۶ س ۷ یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں۔ یہی حدیث میں مصرح ہے اور اس کے خلاف جائز نہیں کہ بایاں ہاتھ اور داہنا پاؤں کاٹ دیا جاوے پس من خلاف کا اجمال مفسر ہے حدیث سے۔

ص ۲۶ س ۱۳ لیکن اس ضمان و قصاص کے الخ۔ یہاں شبہ یہ ہوتا تھا کہ جب حق العبد ان سے ساقط نہ ہوا کہ قتل فی القصاص اور ضمان ہے تو قبل القدرۃ توبہ کرنے سے مطلق معافی نہ ہوئی جو مقتضاء تھا استثناء کا پس اس سے ان کو کیا نفع ہوا اس کا جواب دیا ہے کہ نفع یہ ہوا کہ اگر صاحب حق معاف کر دے تو معاف ہو جاوے گا بخلاف توبہ قبل القدرۃ نہ کرنے کی صورت کے کہ معاف کرنے سے معاف نہ ہوگا نیز یہ بھی نفع ہوا کہ مثلاً دوسری صورت میں یعنی جبکہ صرف مال لیا ہو اگر قبل القدرت توبہ نہ کرتے تو قطع ایدی و ارجل ہوتا اور اس توبہ کے بعد صرف ضمان لیا جاوے گا پس استثناء مطلق عقوبت کے اعتبار سے نہیں بلکہ صرف عقوبت حق اللہ کے اعتبار سے ہے۔

ص ۲۶ س ۲۷ غرض اس گروہ میں الخ اس طرح اگر جنایتیں مختلف صادر ہوئی ہوں مثلاً بعض سے شدید بعض سے خفیف تو سارے گروہ کو مرتکب جنایۃ شدیدۃ سمجھا جاوے گا اور اس کے موافق سزا ہوگی۔

ص ۲۷ س ۱۳ یعنی معاصی چھوڑ دو الخ مطلب یہ ہے کہ نرا خوف مقصود نہیں بلکہ اس کا اثر (کہ ترک معاصی ہے) مقصود ہے۔

ص ۲۷ س ۱۳ طاعات کے ذریعہ الخ ابتغاء وسیلہ کی صورت بیان فرمائی۔

ص ۲۷ س ۱۴ طاعات میں سے بالخصوص الخ مطلب یہ ہے کہ وجاہدوا تخصیص بعد التعمیم ہے۔

ص ۲۷ س ۲۴ اور عذاب سے نہ بچیں گے الخ یہ عبارت اس لیے بڑھائی کہ فدیہ دینے کا اصل مقصود یہی ہوگا کہ عذاب سے نجات پا دیں پس مقصود نفی تقبل سے نفی نجات ہے۔

ص ۲۸ س ۷ جو سزا چاہیں الی قولہ مقرر فرماتے ہیں۔ یہ عبارت بڑھا کر عزیز حکیم کی مناسبت اس موقع کے ساتھ ظاہر کر دی نیز عزیز بڑھا کر اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ ہماری تجویز پر کسی کو مجال اعتراض نہیں اور حکیم فرما کر یہ تبلا دیا کہ وہ فی نفسہ بھی قابل اعتراض نہیں۔

ص ۲۸ س ۱۷ موافق قاعدۂ شریعت الخ آیت میں شبہ ہوتا ہے کہ جب توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوجاوے گا تو اس کو تلف کردہ مال کے ضمان دینے کی بھی ضرورت شاید نہ ہو حالانکہ وہ حق العبد ہے تقریر ازالہ یہ ہے کہ توبہ سے بیشک گناہ معاف ہوجاوے گا اور اس پر پھر کوئی مطالبہ نہ رہے گا لیکن یہ اس وقت ہوگا جبکہ توبہ بقاعدۂ شریعت ہو اور توبہ بقاعدۂ شریعت میں ضمان دنیا بھی داخل ہے کما صرح بہ فی ق -

ص ۳۱ س ۱ اور آپ ہی غلط باتوں کی تائید - اس عبارت کو بڑھا کر یہ بتلایا کہ سماعون لقوم آخرین کو سماعون للکذب سے کیا تعلق ہے کہ اس کے بعد اس کے متصل بیان کیا گیا یعنی دونوں وصف جدا جدا نہیں ہیں بلکہ باہم متلازم ہیں -

ص ۳۲ س ۲۳ ربط اوپر مذکور ہوا ہے کہ آپ کے پاس آلخ وکیف یحکمونک پر بظاہر یہ شبہ ہوتا تھا کہ دین اسلام تو ناسخ ادیان ہے اس کے آنے کے بعد توریت وانجیل وغیرہ سب منسوخ ہوچکی ہیں پس اس بنا پر اُن لوگوں نے جو یہ تحکیم کی یہ تو اُن پر لازم ہی تھی یعنی یہ کہ وہ آپ سے فیصلہ کراتے پھر اس پر تعجب کیوں فرمایا گیا لیکن تقریر ربط اور تفسیر سے یہ شبہ بالکل زائل ہوگیا فافہم واشکر المفسر

ص ۳۹ حاشیہ فوقانی تحت ہند سہ ۱۱ ولعل التعبیر باو مراعاۃ لعسی فان کلیہا فیہ ابہام فرمایا کہ اس ابہام مدلول عسی میں نکتہ یہ ہے کہ منافقین کو اپنے افعال شنیعہ سے رکنے کے لیے فتح اور امر من عنداللہ کے آنے کا احتمال ہونا بھی کافی ہے کوئی ضرورت اس کی نہیں کہ اس کو حتماً ہی بیان کیا جاوے -

ص ۵۱ س ۴ بہت سے علم دوست عالم ہیں لفظ علم دوست اس لیے بڑھایا کہ یہ شبہ جاتا رہے کہ یہود میں بھی بہت سے عالم تھے پھر نصاریٰ کی کیا تخصیص وجہ اندفاع یہ ہے کہ اگرچہ یہود میں عالم تھے لیکن وہ لوگ علم دوست نہ تھے اسی لیے اُن کو مسلمانوں سے بغض ہوا اور نصاریٰ کو نہ ہوا کہ وہ علم دوست تھے اور مسلمان ذی علم ہیں اس لیے وہ اُن سے مودت رکھتے تھے -

ص ۶۶ س ۱ یعنی جب وصیت کرنے کا وقت ہو آہ - مطلب یہ ہے کہ قرآن میں حضور موت کی تفسیر میں حین الوصیۃ کو اس لیے لائے کہ اکثر وصیت عادۃً اسی وقت کرتے ہیں پس یہ مقصود نہیں کہ موت سے بہت پہلے وصیت نہ کرے اور خاص موت ہی کے قریب واجب ہو -

ص ۶۶ س ۳ اور یہ سب امور مناسب ہیں - مطلب یہ ہے کہ آیت کا مفہوم امر ارشاد ہے امر وجوب نہیں -

ص ۶۶ س ۵ اپنی حکام مقدمہ الخ - ارتبتم کی ضمیر ورثہ کی طرف ہے اور تحبسون کی ضمیر حکام کی طرف ہے اور یہ انتشار ضمائر نہیں کہلائیگا کیونکہ مخاطب مجموعہ مسلمان ہیں اُن میں جس کے لیے جو وصف ثابت ہو وہ اُس کا مخاطب ہوجاوے گا - اور اس آیت کے لفظ ارتبتم سے ثابت ہوتا ہے کہ حبس فی الریب حکام کو جائز ہے مگر تحقیق میں دیر نہ کریں جیسا کہ بعض متاخرین فقہاء نے ارشاد فرمایا ہے نیز تحبسونہما سے امام ابوحنیفہ کے اس قول کی تائید بالقیاس علی الحبس ہوتی ہے کہ اگر غیر حکام کسی کا طنبور وغیرہ توڑ ڈالیں گے تو ضمان لازم آوے گا کیونکہ اوروں کو یہ حقوق حاصل نہیں -

ص ۶۶ س ۸ صیغہ حلف کے ساتھ الخ یہ بتلانا مقصود ہے کہ آیت میں صیغہ حلف کو ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ یقسمان سے معلوم ہے بلکہ اُس حلف کے ساتھ اس عبارت کے بھی انضمام کا ارشاد ہے لانشتری الخ -

ص ۶۶ س ۹ اپنی مصلحت کے ساتھ متعلق خیال کرکے الخ یہاں شبہ ہوتا ہے کہ کسی کے ذی قرابت ہونے کو قسم کے کاذب نہ ہونے میں کیا دخل ہے جیسا کہ ولوکان ذاقربی سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ اپنی مصلحت تو اب بھی موجود ہے جو قسم کے کاذب ہونے کے احتمال میں کافی ہے لیکن تقریر تفسیر سے یہ شبہ جاتا رہا کیونکہ اگر کوئی ذی قرابت موجود ہوتا تو مصلحت دوہری ہوجاتی تو جب دو مصلحتوں کے ہوتے ہوئے بھی ہم جھوٹی قسم نہ کھاتے تو اب جبکہ صرف ایک اپنی ہی مصلحت ہے ہم کس طرح جھوٹی قسم کھا سکتے ہیں -

ص ۶۶ س ۱۳ کسی طریق سے ظاہراً لفظ ظاہراً بڑھا کر مولانا نے یہ بتلایا کہ آخران یقومان الخ کا حکم اُس وقت ہے جبکہ اُن دونوں وصیوں کے ارتکاب جرم کا پورا یقین نہ ہوا ہو بلکہ کچھ شبہ اُن پر کسی وجہ سے ہوگیا ہو تو مقدمہ اس صورت سے چلیگا اور اگر پورا یقین ہوگیا کسی ذریعہ سے تو پھر ورثہ کو حلف دینے کی ضرورت نہیں ہے اور مقدمہ اس صورت سے نہ ہوگا کہ مدعی سے بینہ اور مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے -

ص ۶۶ س ۱۷ جن کے مقابلہ میں پس لفظ علی مقابلہ کے لیے لیا گیا ہے -

ص ۶۶ س ۱۸ مثلاً صورت مذکورہ میں دو شخص تھے آہ - لفظ مثلاً بڑھا کر یہ تبلادیا کہ دو کا عدد مقصود بالذات نہیں مگر چونکہ اس وقت اس واقعہ

ہیں دو ہی شخص ایسے تھے اس لیے تثنیہ کا ذکر فرمایا گیا ۔
ص ۶۶ س ۲۰ بوجہ اس کے کہ بالکل اشتباہ سے ظاہراً و حقیقۃً منزہ ہے آہ ۔ اس موقع پر آیت میں شبہ ہوتا ہے کہ حلف کے ساتھ لشہادتنا احق من شہادتہما کہنے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ کسی کو کیا خبر ہے کہ دوسرے کے حلف سے میرا حلف افضل اور احق ہے لیکن تقریر مذکور سے یہ شبہ جاتا رہا ۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ وصی کا حلف بوجہ اس کے کہ ایک معارض اس کا پایا جاچکا ہے معرض اشتباہ میں آگیا ہے اور ہمارا حلف جیسے حقیقۃً منزہ ہے اسی طرح ظاہراً بھی اشتباہ سے منزہ ہے لہذا وصی کے حلف سے احق ہوا ۔
ص ۶۶ س ۲۹ یہ حکمت تحلیف ورثہ میں ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ ورثہ کی قسم کا جو قانون مقرر فرمایا گیا اُس قانون میں یہ حکمت ہے ۔
ص ۶۶ س ۳۰ اور ان سب شقوق میں الخ قرآن کی آیت ذلک ادنی الخ میں حکمت مشروعیۃ قوانین مذکورہ میں صرف فریقین کے حلف کے صحیح و صادق ہونے کا ذکر ہے وبس اور ظاہر ہے کہ محض حلف کا صادق و صحیح ہونا فی نفسہ نہ مقصود ہے نہ مفید اس لیے یہ عبارت بڑھا کر بتلا دیا کہ مقصود اصلی تو یہ ہے یعنی ایصال حق الی اہل الحق اور اُس کے طریق حلف کے یہ طرق خاصہ ہیں اس لیے اُن طرق کا ذکر اس مقصود کے ذکر سے مغنی ہو گیا لہذا قرآن میں بیان حکمت میں اس پر اکتفا کیا گیا ۔

تتمہ منہیہ اولیٰ جلد ہفتم سورۂ مریم و ۲ رکوع سورۂ طٰہٰ از تبیان

سورۂ مریم ۔ هل تعلم له سميا مراد اس مقام پر نفی معلوم کی ہے لیکن عنوان میں نفی علم کو اس لیے اختیار کیا گیا کہ نفی معلوم بدلیلہ ہو جاوے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا کوئی سمی یعنی ہم صفت ہوتا تو وہ صفت اشتہار میں بھی ہوتا اور جب یہ ہوتا تو جس طرح سب کو باری تعالیٰ کا علم ہے اسی طرح سب کو اس کا علم بھی ہوتا اور جب علم نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ سمی نہیں ہے ۔
ترجمہ آیت وان منكم الا واردها اور آخریت نہ ہونے میں الخ آخریت سے مراد انقطاع عذاب اور خروج عن المستقر ہے یعنی چونکہ کفار میں سے کوئی بھی کسی وقت میں نجات نہ پاوے گا اس لیے آخریت میں کوئی ترتیب نہیں بلکہ عدم آخریت سب کے لیے ثابت ہے ۔

سورۂ طٰہٰ

قولہ فی تقریر ترجمۃ آیۃ قال علمها عند ربي في كتاب الخ جب وہ وقت آوے گا وہ عذاب اُن پر جاری الخ اگرچہ جواب کا ایک طریق یہ بھی تھا کہ اُمم سابقہ کے عذاب کو اور اُن کے واقعات کو ذکر فرما دیتے لیکن اس طریق کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس لیے اختیار نہیں فرمایا کہ اس میں احتمال تھا کہ فرعون اُن واقعات کو اتفاق پر محمول کر کے اُن کے بطور عذاب ہونے کا انکار کر دیتا اور اپنے غباوت سے قہر الٰہی اور اتفاق میں فرق نہ سمجھ سکتا ۔
تم الجزء من تبيان البيان تمت ملحقات المجلد السابع من تفسير بيان القرآن والحمد لله ۔ ۱۳۲۲ھ

کنجینۂ معرفت۔ ترجمہ اُردو کیمیائے سعادت فارسی مجتبائی۔

ترنہۃ الارواح فارسی محشی بحواشی جدیدہ مجتبائی۔ تصوف میں بڑی نایاب کتاب ہے اس قسم کی کتاب آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔

ہدایۃ الطالبین فارسی از شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی۔

انیس الجلیس جسمیں بڑے بڑے عمدہ وعظ اور نصائح اور حکایات متعلقہ عجیب و غریبہ ہیں۔ جسکے مطالعہ سے پورا واعظ بن سکتا ہے علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف سے ہے مطبع نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کراکر نصف صفحہ میں اصل کتاب اور نصف صفحہ میں اُسکا ترجمہ لکھا ہے۔ مجتبائی

خیر المونس ترجمہ اردو نزہۃ المجالس یہ کتاب واعظوں کے واسطے نہایت ہی کارآمد ہے اور وعظ و نصیحت کی دوسری کتابوں سے بے پروا کر دینے والی بسوط کتاب ہے رجامع کتاب ہے اسکا ایک ایک بیان ایسا بسیط اور مسلسل بیان ہے جس کو واعظ بہت عرصہ تک بلا تکلف بیان کر سکتا ہے جس باب یا فصل کو جس عنوان سے شروع کیا ہو اُسکے مناسب اول نصوص قرآنیہ سے استدلال کرکے احادیث صحیحہ مع حوالہ کتب بیان کی ہیں پھر صحابہ کرام کے صحیح صحیح آثار اور اُسکے ضمن میں اکابر کے حالات اور سچی سوانح عمریاں درج ہیں اسکے بعد گزشتہ نامور ان اسلام کے ولولہ انگیز واقعات سلف صالحین کے تعجب خیز حالات اگلے زمانہ کے لوگوں کے عبرت افزا حکایات عجیب پیرایہ سے بیان کی ہیں اور ہر ایک جملہ کے متعلق بیشمار فوائد اور لطائف بے انتہا نکات و حقائق فقہی مسائل طبی و معلومات جسمانی امراض کی تحقیق اُن کے متعلق مجرب و آزمودہ نسخجات صحیح اور ماثورہ عملیات دنیا کی ہر ایک چیز کی ماہیت۔ اور خاصیت خاص کر ادویہ کے منافع و فوائد مشرح بیان کیے ہیں آخر میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتداء پیدائش سے سن وفات تک کے صحیح صحیح واقعات خلفائے اربعہ کے مناقب و فضائل خوب شرح و بسط سے لکھے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اب تک ایسی جامع اور واعظوں کے مفید اور کارآمد کتاب دیکھنے میں نہیں آئی اسکا مطالعہ کرنے والا تمام علوم سے واقف ہو سکتا ہے اور وہ مضامین بیان جو ایک بڑا عالم بمشکل بیان کر سکے یہ کتاب عربی زبان میں تھی مطبع نے تمام مسلمانوں اور خصوصاً واعظوں کے فائدہ کے لیے سلیس اُردو زبان میں اسکا ترجمہ کرایا ہے اور دو جلدوں میں مع فہرست ہر بیان اسکو چھاپا ہے۔

درۃ الناصحین مع ترجمہ اردو تحفۃ الواعظین مجتبائی۔ درۃ الناصحین اصل کتاب عربی نصف حصہ میں ہے اور نصف صفحہ میں اسکا اردو ترجمہ بامحاورہ سلیس و عام فہم زبان میں وعظ و پند کے سلسلہ میں اکثر کتابیں دیکھی گئی ہیں مگر یہ کتاب اپنے طرز میں بالکل نئی ہے مؤلف نے قرآن مجید کی بیشتر آیات کی تفسیر علی الترتیب نہایت خوبی اور متانت کے ساتھ معتبر اور متداول تفاسیر سے کی ہے پھر آیت کے متعلق نبی کریم صلعم کی احادیث صحابہ کے آثار و ائمہ مذاہب کے اقوال بزرگان سلف کی حکایات مشائخ کبار کے علاوہ مقبولے مذہبی مقتداؤں کی حکیمانہ نصیحتیں اس کثرت سے ذکر کی ہیں کہ جن کا احاطہ دشوار ہے۔

فردوس آسیہ معروف بہ جواہر خمسہ از مولوی عبدالرب جسمیں پانچ حاسے قائم کیے ہیں اول حاسہ میں حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل و مناقب صحیح حدیثوں اور معتبر کتب تواریخ سے نقل کیے ہیں دوسرے تیسرے چوتھے میں خلفائے ثلثہ کے بالترتیب مناقب و محاسن بیان کیے ہیں۔ اور پانچویں حاسہ میں اہل بیت کے فضائل اور حامد اور حسنین کی شہادت کے مفصل حالات ہیں یہ کتاب واعظوں کے واسطے بہت مفید ہے۔ مجتبائی۔

نافع المسلمین ترجمہ اردو انیس الواعظین مجتبائی

خطبات القرآن والاحادیث یعنی خطبات التوحید جدید بارہ مہینوں کے بارہ خطبے اور ہر مہینے کے فضائل۔ اول میں جمعہ کے متعلق اور ضروری مسائل اور بہت سے فوائد اور نکات عجیبہ درج ہیں آخر میں مسائل قربانی

اصول الشاشی محشی مجتبائی۔

اصول الشاشی محشی بحواشی جدیدہ نافعہ مسمے بہ انوار الحواشی مجتبائی تقطیع کلان۔

اصول الشاشی کا ترجمہ مع دیگر فوائد مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب انبہٹوی نے نہایت تحقیق سے کیا ہے اور اسکا نام ازالۃ الغواشی ہے مجتبائی۔

توضیح تلویح کشوری۔

حسامی معہ شرح النظامی مجتبائی۔

رسالہ اصول فقہ از مولوی اسمٰعیل شہید مجتبائی۔

سوال جواب نور الانوار محشی مجتبائی

فصول شرح اصول الشاشی مجتبائی۔

شرح مسلم الثبوت از مولانا بحر العلوم۔

کشف المبہم شرح مسلم الثبوت مجتبائی۔

مسلم الثبوت محشی بحواشی اضافہ حواشی نافعہ مجتبائی۔

شرح مرآۃ الاصول محمد آفندی مصری۔

مستصفی از امام حجۃ الاسلام غزالی رہ مع فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت از مولانا عبد العلی بحر العلوم (مصری)

نامی شرح حسامی مجتبائی

نور الانوار شرح المنار مع حاشیہ عبد الحلیم مرحوم مسمی بہ قمر الاقمار مجتبائی۔

فتاوی مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی

مسائل اربعین از مولانا محمد اسحاق رہ فارسی

مفتاح الصلاۃ محشی بحواشی نافعہ مجتبائی

مالابد منہ فارسی محشی مع وصیت نامہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی و رسالہ عقیقہ و احکام اضحیہ نہایت صحیح بخط واضح و خوشخط مجتبائی۔

مجموعہ فتاوی از مولانا شاہ عبد العزیز حصہ اول مجتبائی ایضاً حصہ دوم مشتمل مسائل عجیب

احسن المسائل اردو ترجمہ کنز الدقائق مجتبائی۔ کنز کے اُردو ترجمے اور بھی لوگوں نے کیے ہیں مگر یہ ترجمہ فاضل اجل مولانا مولوی محمد احسن کا ہو حرف بحرف کنز الدقائق مطبوعہ کے موافق یہ ترجمہ ہوا ہے جا بجا مترجم نے وضاحت و تصحیح کی ہے اور اُسکی مطابقت عینی سے بھی کی گئی ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے اس سے بہتر کنز کا سلیس اردو میں عام فہم نہیں ہوا ہے۔

نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ ہر چہار جلد کامل

رمضان آفندی مع حواشی مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی مجتبائی یہ نایاب اور مفید حاشیہ شرح عقائد نسفی کا ہے اسمیں جدید حواشی کا اضافہ نہایت معتبر اور نایاب کتابوں سے کیا گیا ہے اور جا بجا مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی کے حواشی بھی چڑھائے ہیں یہ حاشیہ شرح عقائد کا استنبول و مصر وغیرہ میں بہت مقبول ہے۔

خیالی۔ مع حاشیہ عبد الحکیم و خلاصہ مجتبائی۔ حال میں مطبع نے اسکو پاکیزہ طبع کیا ہے۔ اور ایک جدید تحفہ بھی چڑھایا ہے۔

یہ سب کتابیں مطبع مجتبائی دہلی سے ملینگی